دیوان جرأت
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

سرِ سیلِ فنا تلوار کی جو گھاٹ اوتر جائے
شناور ہے وہی بے شبہہ دریائے محبت کا

لپٹ جاتا ہے وہ جن بنگے جسکو آدمی کہیے
طریقہ اوٹھ گیا دنیا سے کیسا آدمیت کا

کمر کو باندہ کر جرار اب تم بہی روانہ ہو
چلا ہے کربلا کو قافلہ اہلِ زیارت کا

اسیرانِ قفس جب ہو گئی زدستِ پا
کتر کر بال و پر صیاد اگر چھوڑا تو کیا چھوڑا

مزارِ شاہدی سے صدا آتی ہے پیہم
غبارِ قیس کس صحرا مین اے بادِ صبا چھوڑا

گرانِ خاطر ہوا ہمراہیونکو اپنی مین ایسا
کہ سب نے راہ مین مجکو برنگِ نقشِ پا چھوڑا

کہون کیا حسرتِ دل وصلِ یفس وہ بچھڑے
کہ جس بیمار کو تونے مسیحا بے دوا چھوڑا

مٹی جب تابِ طاقت روح کیونکر جسم مین ٹھیری
شکستِ بادشہ نے فوج نے جب معرکہ چھوڑا

ہوئی جب خاک لپٹی گرد بنکر اونکی دامن سے
پس از دن نہ ہمنے شیوہ اہلِ وفا چھوڑا

مبارک حسرتِ ترکِ جہان اہلِ نعم کو
اوٹھا درویش جب دنیا سے خالی اوسنے کیا چھوڑا

قلم تب لکھتے لکھتے رکھدیا بیٹے ڈرا جا کے
عصا کیا ہاتھ سے موسیٰ نے چھوڑا اژدہا چھوڑا

خفا گل سے ہوئی بلبل اوٹھی قمری صنوبر سے
شگوفہ آپ نے گلزار مین جاکر نیا چھوڑا

ہوئی بیزار عاشق تمہاری دونون عالم سے
لگائی آگ دوزخ کو بنا انکار استا چھوڑا

ذلیل ایسا کیا اونکو تری پیتانگی جوبن نے
اناردون نے چمن مین خندہ دندان نما چھوڑا

خبر کیا دل کی اے جرار عشقِ خط و گیسو مین
خدا جانی بلاؤن نے نہ چھوڑا اوسکو یا چھوڑا

عیدِ قربان آئی جامہ سنج ہے صیاد کا
شورِ مرغانِ قفس مین ہے مبارکباد کا

سخت جانی سے پھرا منہ خنجرِ جلاد کا
کیا مر آثارِ قفس بھی تار تھا فولاد کا

شاد ہو بلبل قفس مین غمکدہ گلشن کو جان
یہان سے امید رہائی ڈر تہا اون صیاد کا

مرقدِ عاشق پہ کہتا ہی تجاہل سے وہ ترک
یہ مزارِ تازہ ہے کس خانمان برباد کا

عشق جانا نہین ہے دل ہی دشمن جان حزین
رابطہ بس ہو چکا اب ہمین چار اضداد کا

رہبری کو خلد سے آئی ذبیح اللہ کے روح
راستا بھولا جو مجھکو کوچہ جلاد کا

حال پر مظلوم کے ظالم کو کب آتا ہی رحم
نالۂ بلبل سے دل ہی کٹتا نہین صیاد کا

قصر مین شیرین لیے بیٹھی ہی تیغ ادا
بیستون پر کام تیشی سے کیا فرہاد کا

مانع گریہ نہو گلشن مین تو ای باغبان
آبروی گل ہے انسو بلبل ناشاد کا

کام کیا پھولونسے خواہان اوس مصور کا ہون مین
جسنے کھینچا ہے مرقع گلشن ایجاد کا

بے سبب آنکھین نہین ڈالگئین بند بوح کے
شوق ہے ابتک اسی نظارۂ جلاد کا

جوہر و نسے خط کے ہمکو صاف یہ ثابت ہوا
روی روشن آپکا آئینہ ہی فولاد کا

دیدۂ شیرین سے کیون جاری نہو سیلاب خون
کوہ پر طوفان ہو جب بیخ تن سر فرہاد کا

روح شیرین نے کیا پیراہن ہستی کو ترک
سوگ اوتارا مرگ سے پردہ مین کیا فرہاد کا

قبر مین جرار سے پرسش کو آئی ہی ملک
یا علی مرتضی موقع یہ ہے امداد کا

بندھا ہے دھیان یہ گلشن مین دلگی تیغ قاتل کا
صدا ہی نغمۂ بلبل سے ہے نالہ حلق بسمل کا

یہ سینہ جلوہ گہ یارب ہی کسکے حسن کامل کا
کہ برق طور پر تو ہے مرے آئینۂ دل کا

نہیے توشہ مسافر کا جہان مین کسطرح دیکھین
کہ کرتا رہزنی پر شیر ہے اس کہنہ منزل کا

ضعیفی مین توان و طاقت و آرام جاتی ہین
غضب اس وقت مین ہے چھوٹنا یاران محفل کا

یہی ہی گر خلش صیاد گلچین کی تو بس لینا
رہیگا نام ہی باقی نہ گلشن مین عنادل کا

کریم بے بضاعت کو سوا ہے تیغ قاتل سے
دم حاجت نکلنا آستین سے دست سائل کا

نہ نکلی زورق دل بحر الفت کی تلاطم سے
یہ وہ کشتی ہی جسنے منہ کبھی دیکھا نہ ساحل کا

شرارت ہو تسونکی عاشقونکو قتل کرتی ہے
جلادیتا ہے پروانیکو جلنا شمع محفل کا

عجب کیا قاتل صیقل کو کچھ رنگ دکھلائے
یہ رونا دیدۂ جوہر کا ہنسنا زخم بسمل کا

لباس زعفرانی کس نے بدلا آکے دریا پر | تبسم آج تک ملتا نہین لبہای ساحل کا

یہی ہے آرزو جرار کی شبیر و شبر سے
حیات و مرگ مین اندیشہ نہ رکھے وقت مشکل کا

چڑہاتی ہین لب گلگون تری منہ بانکپن گل کا | کیا ہی تنگ کیا کیا قافیہ بالون نے سنبل کا

چمن زار محبت مین ہین طالب اوسی گل کا | عیان ہر برگ گل سی رنگ ہو جسکے تجمل کا

خفا صیاد گل آزردہ گلچین دشمن جان ہے | اب آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا انجام بلبل کا

زبانکو ذائقہ دیتا ہے کیا کیا مرد قانع کے | نہین کم قند و شکر سے نمک خوان توکل کا

لحد پر رو کی اک عالم تو مردہ جی نہین سکتا | جگاتی سبزہ خوابیدہ کو کیا شور بلبل کا

قفس مین لے نہ تا نام رہائی جیتے جی بلبل | کوئی تو دام مین صیاد رشتہ ہو رگ گل کا

شکنجے مین کرونکو آسمان نے یہ بتایا ہے | کہ ہر ہر ذرہ ہے پامال خلائق آہنی پل کا

لبونپر حرف مطلب آکی مرتے تھم رہا ساقی | وہان شیشہ غل کرتا رہا محفل مین قلقل کا

نئی صیاد کو سوجہی ہے شوخی صحن گلشن مین | کہ شاخ گل مین لٹکایا ہے لاشہ لاکے بلبل کا

زوال حسن مین کیا قدر باقی ہے حسینونکی | کہ مطبخ مین جلاتی ہین خزان دیدہ شجر گل کا

کیا یارون نے ناحق دفن مجکو صحن گلشن مین | جگاتی دیتا ہے خواب عدم سے شور بلبل کا

کیا سیماب کے چشمے مین مسکن آکے ناگن نے | پڑا ہے تیرے روئے صفا پر پیچ کاکل کا

نشاط افزا بہار آتی ہے اکی سال گلشن مین | جدھر دیکھو ادھر رنگ اوڑ رہا ہی جوش بلبل کا

علی کی شہسواری جکو ہی جرار ربانی
گلے مین میرے ہے طوق اطاعت نعل دلدل کا

عاشق ہین لیے ہون قد و لبستان یار کا | سایہ پسند ہے شجر میوہ دار کا

کیون دل پسند خال نہو روی یار کا | نقطہ ہے قاف قدرت پروردگار کا

ظالم ذرا سمجھ کے ستانا کسی کا دل | ہر موی تن قلم ہے وقائع نگار کا

اک دن نہ بار دوش نسیم سحر ہوا
اللہ رے دماغ ہمارے غبار کا

کس برق وش کے تیغ نگہ کا ہون شہید
قوس قزح جو شعلہ ہے شمع مزار کا

شادی ہوئی کمال جوانان باغ کو
گھونگھٹ اوٹھا جو رخ سے عروس بہار کا

نازان ہین اپنے زہد و عبادت پہ اہل زہد
یہان آسرا ہے رحمت پروردگار کا

گذرا شباب ہجر مین پیری ہوئی عیان
چمکا ستارہ صبح شب انتظار کا

پوچھو نہ ہم سے منزل ہستی کا ماجرا
کیا کوچ کیا مقام غریب الدیار کا

غافل سمجھ کے کوچہ الفت مین رکھ قدم
آغاز مین خیال کر انجام کار کا

آنکھین نہ کھولی خوف سے گردون پہ آفتاب
منہ دیکھلے جو میرے شب انتظار کا

خندان ہوئے خوشی سے جوانان باغ سب
مژدہ سنا جو آمد فصل بہار کا

سینہ گلون سے تختہ گلشن بنا نہین ہم
چھلا جو ہاتھ آئے ہمین دست یار کا

جرار کیون نہ چھائی زمانے مین رنگ کفر
منہ پردہ غلاف مین ہے ذوالفقار کا

کس طرح طالب ہون مین دنیا کے عز و جاہ کا
بوجھ اوٹھ سکتا ہے کس سے خیمہ و خرگاہ کا

کیا مٹے نقش محبت دل سے اوس روسیاہ کا
داغ لالے کا نہ چھٹتا ہے نہ دھبا ماہ کا

عجز سے پائین گے ہم رتبہ فنا فی اللہ کا
قد الف سا جھک کے بنجائی گا لام اللہ کا

بارگاہ عشق مین کب ہے تفاوت کا مقام
ایک سا رتبہ یہان ہے ہر گدا و شاہ کا

قتلگہ مین یہ گل زخم شہیدان کھل گئے
گلشن جنت بنا میدان شہادت گاہ کا

بدلیان آنے لگین بارش کا پھر سامان ہوا
دھیان آیا پھر مجھے اوس ساقی ذیجاہ کا

شیخ و زاہد دونون تھک تھک کر ہوئے اہل جنون
عاشقون نے طے کیا کوچہ فنا فی اللہ کا

دیکھین کیا گلشن مین ہم رنگ عروسان چمن
چار دن زیب بدن رہتا ہے جوڑا بیاہ کا

منزل ہستی کے غم جا کر عدم مین مٹ گئے
رنج بھولا ملکے یاران وطن سے راہ کا

وصف ابرو لکھ کے لکھون مصحف عارض کا جو
بیت قرآن سے مد کہینچون مین بسم اللہ کا

دل مرا واپس کرو بوسے کا یا وعدہ کرو
فیصلہ پہلے سے ہو جائے زر تنخواہ کا

واعظا اتنا بتا مقدّ مجکو صاف صاف
مرتبہ دل کا زیادہ ہے کہ بیت اللہ کا

کیون عروس مرگ ایذا دے نہ وقت واپسین
غمزے کرتی ہے دلہن تا دل کہلے نوشاہ کا

زیر گردون کب رہے مغرور کی گردن بلند
بن گیا جام گداے کاسۂ شہنشاہ کا

قرب حق چاہے تو راحت دے دل مومن کو تو
شیخ کعبہ بہی مجاور ہے اسی درگاہ کا

اہل دنیا کی اوٹہاتی ضرب کب مرد خدا
تازیانہ شیر کیا کہاے دم روباہ کا

بیکسون کی آہ سے ظالم کو لازم ہے گریز
آتش قہر خدا ہے ہر شرارہ آہ کا

جس سے دولت فقر کی جرأت مسلمانکو ملی
بندۂ ناچیز ہین ہم اوسکے ہون درگاہ کا

ہے دہیان میکشی مین کس زلف پر شکن کا
جو گہونٹ حلق مین ہے پہندا ہے وہ رسن کا

پہولا ہوا جو دیکہا تختہ کوئی چمن کا
آنکہون مین صاف نقشہ پہرنے لگا دلہن کا

دیکہا جو سرخ چہرہ اوس شوخ گلبدن کا
آنکہون مین صاف نقشہ پہرنے لگا چمن کا

انصاف پر جو آئی بلبل کی چشم دلبر
ریشے کتر کے پہاڑا گل نے اپنے پیرہن کا

بسمل پہ وار ایسی تلوار کی لگائے
بازو قضا نے چوما اوس ترک تیغ زن کا

زنار ہے رگ جان الفت مین اوس صنم کے
عالم ہے اپنے دل مین ناقوس برہمن کا

بوسون ہی ہونٹ چاٹے لذت ہوئی یہ جسکی
بوسہ لیا جو اک دن اوسکے لب و دہن کا

صبح وصال مؤذن کسکو پکارتا ہے
نالان ہے کسکے غم مین ناقوس برہمن کا

پہلے ہی شب لحد کا احوال کہل گیا سب
دولہا سے کچھ نہ پردہ باقی رہا دلہن کا

آباد پہر نہ ہوگی برباد ہی رہے گی
راہی ہوا مسافر جسدن سراے تن کا

حسن صبیح کسکا یارب نظر پڑا ہے
مرجہا گیا ہے تختہ گلشن مین یاسمن کا

اٹھتا ہے کوئی غنچہ کہتا ہے کوئی عنقا
کھلتا نہیں ہے عقدہ کچھ آپکے دہن کا

احباب ڈالتے ہیں کیون بعد مرگ مٹی
لاغر ہوں یوں یہ مجھسے اوٹھتا نہیں کفن کا

جوڑے ہزار تیجے عشرہ و بنا بنا کر
شیرین اوتارتے ہیں کتبہ کا کوہکن کا

جرار باغ جنت ہے سیر گاہ اپنی
خضر رہ محبت ہے عشق پنجتن کا

وای حسرت میرے قاتل کو بھی رونا آیا
موت کا جب تہ شمشیر پسینا آیا

جس طرف گرد اوٹھی نجد میں مجنون نے کہا
شکر صد شکر کہ وہ ناقۂ لیلی آیا

اوس قمر کو جو تلاش گہر گوش ہوئی
دانہ چند لیئے نجم ثریا آیا

یہ نیا ظلم کیا تیر لگائے اوسنے
زیر دیوار جو قاتل کے جنازا آیا

رکھدیا خاک پہ روکر مئے گلرنگ کا جام
میکشی میں جو اوسے دھیان ہمارا آیا

ضبط گریہ جو کیا مینے شب فرقت مین
دل یہ امڈا کہ مرے منہ کو کلیجا آیا

غنچہ چٹکا تو گلستان سے خزان بھاگ گئی
شہ گل باغ مین دیتا ہوا ڈنکا آیا

تھا وہ گریان مری تعظیم کو اوٹھین موجین
سر ساحل جو پئے غسل جنازا آیا

خوب امواج مصیبت کی تلاطم سے بچے
ساحل بحر فنا پر جو سفینا آیا

شیخ عمامہ و جبہ جو پہن کر آئے
ہنس پڑے رند کہ ہولی کا تماشا آیا

حشر کے دن یہ فرشتون سے کہین گے حیدر
دیکھو ہٹ جاؤ وہ جرار ہمارا آیا

پہونچا تکیے کو جنازہ ترے سودائی کا
قصہ کوتاہ ہوا ذلت و رسوائی کا

دل بیچین سے گئے نہ ابھی سنگدلونکے کیونکر
گرم سا گرم ہے نالہ شب تنہائی کا

نسخہ اکسیر کا ہے جای خط لوح جبین
رتبہ ہے یہ در دولت کی جبین سائی کا

بنگئے پتھر سے ہوئی چور ہزارون شیشے
رنگ بدلا نہ کبھی گنبد مینائی کا

جو سیہ کار ہین خوش ہین وہ سیہ کاری سے
گرد شب سرمہ ہے خفاش کی بینائی کا

پھوٹ کر آبلے رو دیتے ہین میرے تلوونکے
لطف یاد آتا ہے جب بادیہ پیمائی کا

گر نہ مشاطہ سے آئینہ طلب کرتا ہون
صاف مٹجائے گا دعوا ترے یکتائی کا

جب مین سوتا ہون مجھے یار نظر آتا ہے
خواب سرمہ ہے مرے چشم کو بینائی کا

طوق و زنجیر لحد مین بھی ہین ہمراہ اوسکے
یہی اسباب سفر ہے ترے سودائی کا

ہر قدم پر تری خلخال یہ دیتی ہے صدا
ہمسے آوازہ ہے اعجاز مسیحائی کا

جلوۂ گیسوی یوسف جو پھرا آنکھونمین
چشم یعقوب کو سرمہ ہوا بینائی کا

جسم بے سایہ پیمبر کا بنایا اوسنے
جز خدا کون سزاوار ہے یکتائی کا

اب نہ تن مین بدن ہے نہ جوانی کی امنگ
حوصلہ پست ہے پیری مین خود آرائی کا

کب ٹھہرتی کہین دو دن بھی یہ دنیائے دنی
موج دریا ہے قدم اس زن ہرجائی کا

پنجۂ مہر کو زیبا تھی نہ یہ گستاخی
کیون کیا چاک گریبان شب تنہائی کا

جلوۂ حسن ہے اوس پردہ نشین کو منظور
پردہ دروازے پہ ہے چشم تماشائی کا

چشم جرار ہے یا مہدی ہادی مشتاق
قصد خلوت سے کرو انجمن آرائی کا

گڑیگا کربلا مین یا نجف مین جسم زار اپنا
عبیر خلد ہوگا عاقبت مشت غبار اپنا

کبھی شادی کبھی غم ہے کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
بدلتا رنگ ہے مانند حربا روزگار اپنا

لڑی ہے گوہر غلطان کی جو مصرع ہے دیوانکا
صفا مین موج کوثر ہے کلام آبدار اپنا

جو غم بچتا ہے کھانے سے ہمارے غیر کھاتے ہین
کہ جیسے چھوڑتا ہے شیر پس خوردہ شکار اپنا

سوئے گور غریبان آج کسکی آمد آمد ہے
پئی تعظیم سو سو بار اوٹھتا ہے غبار اپنا

مزار تیرہ مین دھیان آیا کسیکے روے روشن کا
کہ ہے خورشید محشر شعلۂ شمع مزار اپنا

تبسم کس پری پیکر کا برق خرمن جان ہے
نہایت سینۂ سوزان مین ہے دل بیقرار اپنا

غم فرقت کا صدمہ کس طرح جائیگا جیتے جی
شبیہ شاہد یکتا اسی صورت پہ کھینچے گا
نقاب رخ ہوا ولٹو شرم سے یہ پھول پتا ہو
بہلتا ہے نہ بستی مین نہ صحرا مین نہ گلشن مین
بھرے دام و قفس صیاد نے مرغان گلشن سے
کبھی گل نے نہ چھوٹون ہی کبھی دن جا لگے سی ہی
اجازت اک قدم کی ناتوانی یہان نہین دیتی
جنان کو روح پہنچی لاش آئی کوچۂ قاتل مین
رہا یہ جوش گریہ گر لحد مین بعد مردن بھی
جنون ان سختیون سے تجکو باز آنا مناسب ہے

نہ دل اپنا قابو ہے نہ اوپر اختیار اپنا
ذرا آئینہ مین دیکھے تو منہ صورت نگار اپنا
چمن کو منہ دکھا مین پھر ایام بہار اپنا
کہان لیجائین ہم یارب دل پر اضطرار اپنا
دکھائی کسکو جوبن باغ مین فصل بہار اپنا
سنایا نالہ جانکاہ بلبل نے ہزار اپنا
وہان ہے قافلے والو نکو کیا انتظار اپنا
پی تسکین یاران رہگیا خالی مزار اپنا
بہے گا پھوٹ کر تبخالے کی صورت مزار اپنا
رہیگا چند وقت سنگ اطفال جنون اپنا

دعا اللہ سے ہر دم یہ اسیر اپنی ہے
غلامان علی مین روز محشر ہو شمار اپنا

مزار قد تجلی گاہ ہے کس روی روشن کا
فروغ روی قاتل سے یہ چمکا رنگ گلشن کا
دم آخر خیال آیا ہے اوسکے چشم پرفن کا
وہ قاتل عاشقون سے اپنے کہتا ہے سر میدان
تسلی وصل جانان سے ہوئی مطلق نہ عاشق کی
نگہ بے یار سے جب نو نہالان گلستان ہین
چھوئی زلفون کو اوسکے وہ جو اپنی جان پر کھیلے
کسی کی نگہ کو کیا اوس سے ہمچشمی کا دعوی ہو
اگر وہ گیسوے پرخم ہو تنے زنجیر پا اپنے

کہ بڑھ کر مہر محشر سی ہے شعلہ شمع مدفن کا
کہ تیغ برق سے بڑھ کر ہر ایک پتا ہے سوسن کا
بچے گا کیا مسافر راہ مین ہے ساتھ رہزن کا
وہ آتے معرکے مین جو پیاسا آب آہن کا
ادا ہو سکا گل سے نہ کچھ بلبل کے شیونکا
برنگ خار سبزہ چبھ گیا آنکھون مین گلشن کا
اثر ہے اوسکے گیسوی دوتا مین مار رہزنکا
کہ سحر سامری ہے شعبدہ اوس چشم پرفن کا
رہے گا حلقۂ وحشت ہمیشہ طوق گردن کا

جو عالی رتبہ ہین کب التجا کرتے ہین ادنی کی
چراغ آسمانی کب ہوا محتاج روغن کا

ڈرا سفاک مقتل مین یہ جوش خون عاشق ہے
کہ منہ پر کہلیا گھبرا کے پلا اپنے دامن کا

مقام دفن کا ای دل تردد تجکو بیجا ہے
ٹہکانا ڈہونڈہ لی کی آپ مٹی اپنے مدفن کا

یہ بخیہ گر عبث بیٹھے ہین اپنے گھر جا بیٹھین
ہمارا زخم ہے محتاج رشتہ کا نہ سوزن کا

سمند عمر کی ہین تیز رفتاری کا قایل ہون
قدم رکتا نہین دم بہر بہی اس سمند و توسن کا

جلایا طور جسنے حضرت موسے کو غش آیا
مصور کہینچے نقشہ کیونکر اوسکے روے روشن کا

شہیدان جنت کو اگر جاتا نہ اے قاتل
بہار خلد دکہلاتا نہ سبزہ اوسکے مدفن کا

کوئی یوسف ادا پنہان ہے رنگ و بوے گلشن مین
کہ ہے چاک قبای گل نمونہ چاک دامن کا

چمن دہکا دیا یارب یہ کسکے آتش رخ نے
کہ انگارہ نظر آنے لگا ہر پہول گلشن کا

کبہی ہم بہی چمن آرا تہے اونکی سیر کرتے تہے
سنا کرتے تہے اکثر زمزمہ مرغان گلشن کا

رہ الفت مین دونون پہیر کہا کر راہ بہولے ہین
قدم جادے سے باہر ہے یہان شیخ و برہمن کا

پڑا خون اسقدر سفاک کی گردن پہ کشتون کا
کہ مقتل سے قدم اب بڑہ نہین سکتا ہے توسن کا

بس از مردن تمنائے دل حبدار حاصل ہو
ٹہکانا گر در شبیر پہ ہو جای مدفن کا

وقت شمشیر جفا اپنا اگر سر ہو گیا
جرم قاتل کچہہ نہین وعدہ برابر ہو گیا

لیکے خط ایسا فلک فرسا کبوتر ہو گیا
شہپر جبریل بازو کا برابر ہو گیا

وصل کی شب مجہ سے آزردہ دلبر ہو گیا
پہر گئی تقدیر برگشتہ مقدر ہو گیا

جو لگا تن پر ہمارے زخم تیغ یار کا
چار دیوار عناصر مین وہی در ہو گیا

بات کرنے مین جو کی لکنت زبان یار نے
منہ سے جو نکلا سخن قند مکرر ہو گیا

میرے دود دل نے یہ اندہیر محشر مین کیا
لکہ ابر سیہ خورشید محشر ہو گیا

خط جو طایر لیگیا جبریل کا رتبہ ملا
کہدیا پیغام جسنے وہ پیمبر ہو گیا

تھی جو سپرد دیدۂ لطف و کرم ہی کی نگاہ
خلق میں ممتاز وہ اے بندہ پرور ہو گیا

طور سارا جل گیا موسے کو بیہوشی ہوئی
نور عارض تیرا پیدا جو باہر ہو گیا

زار یہ عاشق کو تیرے درد فرقت نے کیا
رفتہ رفتہ جسم لاغر تار بستر ہو گیا

مے میں جب پرتو پڑا اُس روے آتشناک کا
خط ساغر نسخۂ گوگرد احمر ہو گیا

مجھکو گردش سے ملی اکدم نہ دنیا میں نجات
جب گیا دوران سر پانوں کو چکر ہو گیا

ہجر میں تیرے نہ آئی فرش گل پر مجھکو نیند
جسم کو آتشکدہ پھولونکا بستر ہو گیا

صاف تم جب تک تھے مجھسے میں بھی صاف تھا
تم خفا مجھسے ہوئے میں بھی مکدر ہو گیا

میں کبھی ظل ہما سے کم نہ سمجھونگا اسے
سایۂ دیوار جاناں میں جو بستر ہو گیا

مے کدے کا لطف ہمکو دشت گردی میں ملا
آبلہ جام شراب روح پرور ہو گیا

اے خوشا طالع جو اے جبار سب مجھکو کہیں
جان نثار حضرت شبیر و شبر ہو گیا

جو اُس چمن سے مکدر وہ نوجوان اوٹھا
غبار بنکے مرے آہ کا دھوان اوٹھا

غبار ناقۂ لیلی جو ناگہان اوٹھا
عصا ہی آہ لیے قیس ناتوان اوٹھا

سنا جو نالۂ بیمار کہا یہ مردون نے
کدھر سے آئی قیامت یہ غل کہان سے اوٹھا

جنان میں حورون نے بال اپنے سر کے کھول دیے
ترے شہید کا لاشہ جو خون چکان اوٹھا

خیال گیسو و رخ میں کمال رشک آیا
میں جل گیا سر آتش اگر دھوان اوٹھا

تمہارا نقش محبت ہر ایک دلپر ہے
اس ایک مہر کا چھاپا کہان کہان اوٹھا

جو قافلے تلک آیا میں شوق یوسف میں
تو بیچ میں تتق گرد کاروان اوٹھا

لگا کے تکیۂ دیوار راہ میں بیٹھا
اوٹھا تو تھام کے دل تیرا ناتوان اوٹھا

ہمارے لاشہ پہ رو رو کے یار کہتا ہے
کہ کیا جہان سے میرا مزاجدان اوٹھا

قبا دریدہ سر شاخسار ہر گل ہے
مگر جہان سے کوئی مرغ خوشبیان اوٹھا

جو بوجھ اوٹھ نہ سکا آسمان ہستی سے
عدم سے اوسکو اوٹھانے مین ناتوان اوٹھا

کھنچی جو تیغ تو میدان مین سوا میرے
نہ سرفروش کوئی وقت امتحان اوٹھا

یہ کہکے روئین گے مرقد پہ سب میرے جرار
جہانسے آج غلام شہ زمان اوٹھا

بہار افزا ہے گلشن تماشے زندگانی کا
نہال آرزو پھولی پھلے باغ جوانی کا

ہوا راہی عدم کو کاروان جب سے جوانی کا
بدلتا ہی گیا نقشہ نشاط زندگانی کا

مگر اوس ساقی گلگون قبا کی آمد آمد ہے
کہ ہے چھڑکاؤ کوسون تک شراب ارغوانی کا

خفا قاتل بھی رہتی ہے مجھسے چشم جوہر خنجر
اوٹھاؤن ناز کس کس کے برا ہو سخت جانی کا

عنایت نامہ دینا یار کا تو بعد اسکے قاصد
کوئی فقرا سنادے پہلے پیغام زبانی کا

عبور بحر غم آفت رسیدونکو مبارک ہو
کہ ساحل پر ہوا لنگر جہاز عمر فانی کا

فنا کے بعد یون ملجائینگے ہم اصل سے اپنے
پہونچکر بحر مین ملتا ہے قطرہ جیسے پانی کا

ترقی ضعف کی ہے ہردم ایام پیری مین
قدم رکتا نہین رکنے سے شبدیز جوانی کا

بس مرون فراغت پائی جھگڑون سے زمانے کے
کہ دار الحرب تھا عرصہ ہمارے زندگانی کا

زمین شعر کو ہموار سوجبین اوٹھکے کرلین گے
طبیعت مین مرے عالم ہے دریا کی روانی کا

ہمارا مغز جان اور شمع دونون ملکے جلتے ہین
کنول روشن ہی الوالت بدن مین تیل پانی کا

شہادت ہم گنہگاران الفت کو مبارک ہو
ہوا ہے شوق قاتل کو لباس ارغوانی کا

عوض نیکی کا نیکی ہے بدی کا ہے بدی بدلا
مثل ہے دودہ کا ہے دودہ اور پانی ہی پانی کا

بہت مشتاق ہے جرار صورت اپنی دکھلادو
کلیم اللہ کو کلمہ سنادو لن ترانی کا

کرین گے بیکسی پر نوحہ مرتمان ہوا کیا کیا
لحد پر خاک اوڑائیگی مری باد صبا کیا کیا

ملیگا اشتیاقی کا مرے تمکو مزا کیا کیا
بہائینگی تمہارا مغز باتین بیوفا کیا کیا

چھان پڑتا ہے شاہ حسن سے زلف کا پرتو
زمین پر لوٹتا ہے سایۂ بال ہما کیا کیا

یقین ہے کشتی حرص تمام بیٹھ جاہی گی
اوٹھاے گی تلاطم موج نقش بوریا کیا کیا

نہ مرکر رہ نوردان عدم نے اک نظر دیکھا
مین پیچھے قافلے والو انکے چلایا کیا کیا

مجال اتنی کہان جو صانع قدرت سے کہتا مین
کہ میرے لوح پیشانی پہ حضرت نے لکھا کیا کیا

نہین ہو جب وہ کے مہر سے آنکھین ملاتے ہین
ملی مٹی مین کر مہر طلعت سے لقا کیا کیا

چھپایا ناتوانی نے یہ میرے جسم لاغر کو
کہ بستر پہ پایا مجکو ڈھونڈھا کی قضا کیا کیا

بندھا جو گرم مضمون دست کی روشن کتابی کا
چڑہا یاد نشیمنون نے جل کے اوسی جا تشنہ کیا کیا

ہوا ہون میہمان جس روز خوان توکل پہ
زبان پاتی ہے میرے لذت شکر خدا کیا کیا

قرار و صبر طاقت ساتھ اپنے لیتے جاتے ہو
اور اسیر ہو چلتے ہو پاس اسکے رہ گیا کیا کیا

بس سے دن بھی جھگڑو نسے زمانے کے چھوٹین گے
لڑین گے گوشت پر زاغ استخوانون پہ ہما کیا کیا

عجب کیا ڈوب جاو نمین جو دریاے خجالت مین
قیامت مین جو وہ پوچھین کہ دنیا مین کیا کیا

کسی دن سیر کر تو بھی تو قاتل باغ مقتل کی
مہکتے ہین گل زخم شہیدان وفا کیا کیا

مری بے صبریان ثابت ہوئین جب سے تغافل کو
مری جانب نگاہ یاس سے دیکھا کیا کیا

ترا ہونا توانی کا نہ اوٹھنے کی اجازت دی
تلاش رفتگان مین سست پایا مار کیا کیا

ذرا تم بھی تو اپنا جلوہ رخسار دکھلاؤ
کہ نازان اپنے اپنے حسن پہ مین مہ لقا کیا کیا

کوئی اتنا تو پوچھے نزع مین جا کر سکندر سے
کہ چھوڑا گھر مین کیا ہمراہ اپنے لے چلا کیا کیا

رسا ہمراہ ہو جائین جو بخت نارسا اپنی
کرین چل کر طواف روضۂ شبیر شیدا کیا کیا

چھپا لیگا جو چہرہ خضاب کیا ہوگا
نہان حجاب مین یہ آفتاب کیا ہوگا

وہ بیٹھ کر مرے پہلو مین سمٹی جاتے ہین
عروس نو کو بھی ایسا حجاب کیا ہوگا

ہمیشہ نشۂ زر سے ہین مست صاحب زر
اگر پئین گے یہ تھوڑی سی شراب کیا ہوگا

کرونگا چشم تصور سے رخ کے نظارے
نکھو لیے گا جو بند نقاب کیا ہوگا

جو لوگ مست ہیں روزِ الست کے ساقی
پیا ئین گے جو وہ جام شراب کیا ہوگا

زبان پہ ہے مرے ساقیا دعامی قدح
گر لہو ہاتہ سے جام شراب کیا ہوگا

وہ پھر ایک ہی فقرے میں جھٹر گیا دم
کسی سے یون عملِ آفتاب کیا ہوگا

لحد کنار میں سے لے لی صورت ولیہ
شہید ناز پہ تیرے عذاب کیا ہوگا

پلا پلا ہو خم آسمان کی خیر مسیح
وگرنہ یہ قدح آفتاب کیا ہوگا

ہے ایکدم کے لیے یہ نمایش ہستی
فنا نہ ہوگا اگر نقش آب کیا ہوگا

رہ وار رومی میں غزل ہمنے یہ کہی جرار
اب اِسمین شعر کوئی انتخاب کیا ہوگا

کسی سے ربط مجھے مثل جسم و جان نہوا
برنگ حرف مشدد میں توامان نہ ہوا

کلام معرکہ آرای امتحان نہ ہوا
زبان کی تیغ کا جوہر کبھی عیان نہ ہوا

مرا جنازہ کسی دوش کو گران نہ ہوا
میں بار خاطر یاران و ہمرہان نہ ہوا

دکھایا لطف زمین کو فروتنی نے عجیب
وہ کون گل ہے جو اِس خاک سے عیان نہوا

قدوم یار سے دریا ہوا یہ بالیدہ
حباب کون تہا جو بڑھ کے آسمان نہ ہوا

تری شہید محبت کا واقعہ سنکر
کسی کا دل نہ جلا کوئی نوحہ خوان نہ ہوا

نہ کس حسین کی ہوئی زرد عارض گلگون
چمن میں کون سا گل موردِ خزان نہ ہوا

میں خط میں یار کو مضمون گریہ کیا لکھتا
کہ خامہ کاغذ نمدیدہ پر روان نہ ہوا

سگ صنم سے جو چھوٹا ہمانے نوش کیا
خراب و خستہ مرا کوئی استخوان نہ ہوا

گئے عدم کو ہزارون ہین قافلے والے
عیان کبھی تتقِ گرد کاروان نہ ہوا

کہین شفق کہین لالہ کہین ہوا یہ حنا
ہمارا خون نمایان کہان کہان نہ ہوا

عدو سے پیر کے کیون ہو جوان نہ فتح نصیب
کہ کوئی تیر جگر دوز بے کمان نہ ہوا

مزا ملے گا نہ اسی دل شراب وحدت کا
جو عشق ساقی خمخانۂ جہان نہ ہوا

ہزاروں کمیت سے ہے مگر زوال دنیا سے
یہ وہ بلا ہے کہ جانبر کوئی جوان نہ ہوا

ملے گا خاک اوسے لطف باغ ہستی کا
اسیر دام محبت جو مرغ جان نہ ہوا

یہ چشم تر مری یارب کسے کسے روئے
کہ طفل اشک بہت تھے کوئی جوان نہ ہوا

یہیں سے کہتا ہے جبرائیل کو تسلیم
اگرچہ حاضر درِ شہ زمان نہ ہوا

دل مرا مسکن عشقِ بتِ ترسا ٹھہرا
کعبہ سمجھا تھا جسے بیچ کلیسا ٹھہرا

محکِ تیغ پہ قاتل نے جو مقتل میں کسا
درہم داغ جنون غیر کا کھوٹا ٹھہرا

قتل عاشق سے ہوئی اور سوا رسوائی
جو وبال آپ نے باندھا تھا وہ اولٹا ٹھہرا

جذب کہتے ہیں اسے ایکقدم بڑھ نہ سکا
قیس جس جا تھا وہیں ناقۂ لیلے ٹھہرا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

عاشق قد ہوں سفر کچھ مجھے دشوار نہیں
جب چلا یہاں سے تہِ سایۂ طوبا ٹھہرا

آیا اوسوقت وہ بالین پہ عیادت کے لیے
جب سوئے ملک عدم کوچ ہمارا ٹھہرا

وعدۂ وصل ہے فردائے قیامت اے یار
وصل تیرا مجھے دیدار خدا کا ٹھہرا

رات دن رہتے ہیں مشتاق جو طفلانِ حسین
دل نہ ٹھہرا مرا مٹی کا کھلونا ٹھہرا

کھینچکر تیغ جو مقتل میں پھرا وہ سفاک
پھر نہ پلٹن کوئی ٹھہری نہ رسالا ٹھہرا

اب ملیں گے نہ کبھی اوس بتِ سفاک سے ہم
جو ٹھنی دل میں ٹھنی نہیں جو ٹھہرا ٹھہرا

مہلتِ دید نہ دی قیس کو بیہوشی نے
پردۂ غفلت کا حجاب رخِ لیلے ٹھہرا

یاد پستانمیں آنکھوں سے بہے اپنے سرشک
کہ مکان اپنا حباب لبِ دریا ٹھہرا

روئیں آنکھیں تو ہوا نوح کا طوفان بپا
تھم گئے اشک تو امڈا ہوا دریا ٹھہرا

کوہ و صحرا میں ترے تیر مژہ کے آگے
نہ تو آہو کوئی ٹھہرا نہ چکارا ٹھہرا

شاعری کا مرے احوال کھلے گا جرار
کبھی گر نان جوین کا بھی سہارا ٹھہرا ۱

نہ آب سدر فی کافور سے میرا بدن دہونا
جو دہونا بہی تو آب تیغ سے ای تیغزن دہونا

کرم کرنا بہا کر اشک حسرت تو بہی ای سیمتن
شراب نرگس میگون سے زخم کوہکن دہونا

ہوا ممسک عجب گردون نہ شبنم ہے نہ باران ہے
پڑا بلبل کو اشکون سے ہر اک برگ چمن دہونا

اگر کچہ مدحت چاہ زنخدان کا ارادہ ہے
زبان کو چشمۂ کوثر سے ای اہل سخن دہونا

جو نکلے دم مرا یاد رخ خورشید طلعت مین
تو آب چشمۂ خورشید سے میرا بدن دہونا

دم مردن تصور تہا ترے کندن سی عارض کا
مری میت کو آب زر سے تو ای سیمتن دہونا

بر آئی کچہ تری امید اے شیرین جو دنیا مین
تو تجکو شیر سے لازم ہے قبر کوہکن دہونا

شمیم کاکل و بوے گل عارض نے مارا ہے
گلاب و عطر سے جرار کا یارو بدن دہونا

گیا باغ دہر سے کوئی رنگین بیان گیا
بلبل کا دود آہ جو تا آسمان گیا

طاقت گھٹی تو نالہ نہ تا آسمان گیا
کم زور تیر ہو گیا زور کمان گیا

نالہ مرا زمین سے تا آسمان گیا
دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

افسانہ ظلم و جبر کا دنیا مین رہ گیا
قاتل وہ اب کہان ہے وہ خنجر کہان گیا

گلگون تمام دامن صحرای قتل ہے
کشتی کا آپ کے نہ لہو رایگان گیا

ایسا مین ناتوان تہا کہ مین کیا مرا غبار
دو چار گام بہی نہ پس کاروان گیا

عالم کو ہو گیا شفق صبح کا گمان
اوڑ کر جو خون مرا طرف آسمان گیا

قصہ کبہی کسیکا نہ آیا اوسے پسند
سنکر ہمارے عشق کی جو داستان گیا

مقتل سے غیر اوڑ گیا تلوار دیکہکر
مدت کا اعتبار دم امتحان گیا

صد شکر قاتلون کے تقاضے سے ہم چہٹے
سر کیا گیا کہ دوش سے بار گران گیا

راز نہان بتائیگا اب میکشو تمکو کون | مدت ہوئی کہ بزم سے پیر مغان گیا

جرار جائیگا جو عدم کو کہیگی خلق
باغ جہان سے بلبل ہندوستان گیا

عجز کی قدر زمانے مین مرا دل سمجھا | مور لاغر کو سلیمان کی مقابل سمجھا

کچھ بھی انجام نہ دنیا کا مرا دل سمجھا | بزم ماتم بھی جسے جشن کی محفل سمجھا

مجکو قسام ازل عشق کی قابل سمجھا | وہ دیا کام جو کونین مین مشکل سمجھا

راہ بے آب محبت ہوئی مقتل مجکو | چشمہ آیا جو نظر دیدۂ بسمل سمجھا

نجد سے قیس چلا دشت انا لیلی مین | روح کو ناقہ کیا جسم کو محمل سمجھا

قمریو کاکشان پر جو پڑے سیر نظر | طوق وحشت مین اسے اوسکے سلاسل سمجھا

جسنے عارض کو ترے کہول کی آنکھین دیکھا | آفتاب سحر حشر کو اک تل سمجھا

مرکے مٹی بھی گئی کوچۂ جانان مین نہ | پہلوئی گور بھی مردیکو مرے دل سمجھا

پہونکا آتش نے تو پانی نے بہایا مجکو | چوب منزل کوئی کوئی خس ساحل سمجھا

تا کجا قیس پہ تاکید ٹھہر جانے کی | کچھ ستم بانکو بھی اے صاحب محمل سمجھا

شب مہتاب مین جب حسن کی بانٹی خیرات | چرخ پر ماہ کو وہ کاسۂ سائل سمجھا

تیغ ابرو سے برابر جو کیا دو ٹکڑے | او شہ حسن کو مین خسرو عادل سمجھا

سچ ہے یعقوب صفت اوسکی بصارت مین فرق | حسن مین تجھسے جو یوسف کو مقابل سمجھا

کچھ نہین تیر گئے قبر کا غم اے جرار
داغ دل کو مین چراغ سر منزل سمجھا

شب ہمارے دل مین جو شوق لب جانانہ تہا | آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ تہا

جب نہی آدم آب و گل مین دل ترا دیوانہ تہا | سنگ مین آتش تہا جب تو شمع مین پروانہ تہا

وہان تو اوس مطرب بچے کی زلف سی افسانہ تہا | زخمۂ تار نفس کنگہی کا یہان دندانہ تہا

شب جو پہلو مین مرے رونق فزا جانانہ تھا / شمع برق طور سے روشن مرا کاشانہ تھا

گوش زد اک شب نہ اوس کان ملاحت کے ہوا / خواب کیا کونکی کا میرے حال کا افسانہ تھا

واہ کس آرام سے راتین گذرتی تھین مری / بالش سر جب تلک سنگ در میخانہ تھا

مر گئی جب ہم فراغت قید ہستی سے ملی / نقد جان دینا گناہ عشق کا جرمانہ تھا

جس مکان مین رات بھر دہومین تھین نوشانوش کی / صبح وہان ٹکڑے صراحی چور ہر پیمانہ تھا

جو غبار اوٹھا بیابان مین ہوا ملبوس تن / دامن صحرا تھا یا مجنون کا خلعت خانہ تھا

خاک مین وہ آج سوتی مین کفن پہنے ہوئے / کل معطر جنکے بر مین خلعت شاہانہ تھا

آبرو چاہے تو اے دل ترک کر حب وطن / قدر کیا تھی جب صدف مین گوہر یکدانہ تھا

سن چکے جب حال میرا ہو گئے افسردہ کہا / قصہ کیا پر درد تھا کیا دل خراش افسانہ تھا

چھوڑ کر لیلی و شیرین کو بسایا کوہ و دشت / کوہکن نادان تھا مجنون بڑا دیوانہ تھا

چل سکا تجھسے نہ کچھ صیاد و گلچین کا فریب / جب تلک بلبل ترا گلشن مین آب و دانہ تھا

بزم عشرت مین عجب سامان نظر آیا مجھے / نغمہ مطرب تھا اور شیشہ و پیمانہ تھا

صبح کو دیکھا تو اک حسرت سی مجکو ہو گئی / پھول کمھلائے پڑے تھے حال سب افسانہ تھا

تھا وفور اشک سے تر شمع کا دامن تمام / رومی صبح و جنازہ خاکستر پروانہ تھا

ایسے ایسے شعبدے آنکھو سے جب دیکھا کیا / دل لگاتا بزم عالم مین مین کیا دیوانہ تھا

ہجر جانان مین نہ آئی صبح تک جرأت نیند
زلف شب کا یہ دل صد چاک اپنا شانہ تھا

خیال لبہاے رنگین کا مزا ہو لاتا ہی انگبین کا / جو دیکھا رخسار اوس حسین کا نظر پڑا چاند چودھوین کا

مجال کیا ہی نگاہ بھر کر جو دیکھے جانانکا روی انور / فلک پہ خورشید صبح محشر سے ہے رخسار آتشین کا

چمن کی گلگشت کب ہے بھاتی گلونکی بو دیتی ہے داغ دل کو / کسیکی صورت نہین خوش آتی یہ عشق ہے دلکو اک حسین کا

ہے عارض یار غیرت گل فدا ہین انکیو نکہ ہو جان بلبل / وہ لف جس سے خجل ہو سنبل عرق ہے یا عطر یاسمین کا

چمک رہا ہے یہ داغ ہجران کہ دامن صبح ہے گریبان — دل و جگر کو رہا ہے یہان خیال اک روی آتشین کا

کیا ہے اس عشق نے یہ عالم کہ موت پیش نظر ہے ہمدم — جہان سے لیکر چلے ہین یہ غم نہ دیکھا دیدار اوس حسین کا

ہزار جور و ستم اوٹھائے نہ شکوہ دوست لب پہ لائے — جگر پہ وہ نیش ہمنے کہائے مزا ہوا تلخ انگبین کا

جو عیش وقت ہو تو آوے تب جدائی سے اب بجائے — کلام مسکین کے لب پہ لائی ہے سامنا وقت واپسین کا

ہوا کی جو نکہتین ہین آتی چمن مین غنچے ہین مسکراتے — ترانے مطرب بھی ہین گاتی یہ وقت ایجان نہین نہین کا

نہ زور و زر کی ہے مجکو طاقت نہ کام آتی ہے یہان شجاعت — وصال کی سہل ہے اذیت ہی وصل دشوار اوس حسین کا

ہوئی جو ہم گور کے کنارے تو آئے بالین پہ وہ ہمارے — ہین دم لبون پر یہان دو لکہے سارے برا ہوا اس وقت واپسین کا

جسے ہین سمجھا تھا یار جانی ہوا وہ ظلم و ستم کا بانی — اوسی نے شمشیر ظلم تانی وہی ہوا سانپ آستین کا

جو عشق کا ہے یہان اڈہ تو خانہ دل ہے یہان کشادہ — مکان کی ہو منزلت زیادہ اگر قدم آئے اوس مکین کا

دکہا نہ دلکو مرے ستمگر کہ تنگ ہے تن مین جان مضطر — ذرا تو پوچہ اہل دل سے جا کر کہ مرتبہ کیا ہے اس نگین کا

تمہاری گیسو کی اے پری رو صبا خطا ہین جو لیگئی بو — کیا معطر دماغ آہو بسا دیا نافہ مشک چین کا

ہوا ہین وحشت مین بیخود ایسا چلا جو صحرا سے سوئی لیلی
تو گرکے جرأت ہر قدم پر ادب سے بوسہ لیا زمین کا

تمہاری زلف کا بیکار تازیانہ ہوا — سمند حسن تو سوئے عدم روانہ ہوا

کبھی کسی کا کبھی کسی کا زمانہ ہوا — جہان تھے بت وہین مسجد بنی دوگانہ ہوا

زبان زد وہ ایسا مرے عشق کا فسانہ ہوا — کہ شہر شہر مین یہ ذکر خانہ خانہ ہوا

کسی چمن کے گلو نسے نہ آئی بوئے وفا — کہان کہان نہین بلبل کا آشیانہ ہوا

غبار کو یہ رہا اضطراب بعد فنا — کبھی اوٹھا کبھی بیٹھا کبھی روانہ ہوا

سرا مین دہر بھی ہے مثل خانہ قحبہ — رہا جو رات کو وہ صبح کو روانہ ہوا

کرے عزیز کوئی خاک چشم پہچان کو — مکان کی قدر ہے کیا جب مکین روانہ ہوا

کسی نے صورۂ اخلاص قبر پہ نہ پڑہا — اوا کسی سے نہ یہ حق دوستانہ ہوا

گذر گیا ترا تیر نگاہ سینے سے
یہ میہمان ادہر آیا ادہر روانہ ہوا

سنی نہ باغ مین پہولونکی قہقہونکی صدا
نہ گوش زد کبہی بلبل ترا ترانہ ہوا

نہ اعتبار ہوا جب کسیکا قارونکو
عدم کو سر پہ خزانہ لیئے روانہ ہوا

یہ آرزو ہے خدا سے کہ اہل ہند کہین
کہ کربلا کو تو جرار بہی روانہ ہوا

ہوگا بالش سر تربت مین زانو جو دلبر کا
نکلنا تن سے ہوجائیگا مشکل جان مضطر کا

جہاز زندگی کیونکر نہو مشتاق لنگر کا
سفینہ بحر خون مین غرق ہے قاتل کے خنجر کا

لکہون جب وصف مین جانان تری زلف معنبر کا
سواد چشم حوران ہو قلم جبریل کے پر کا

تصور گر رہا دل مین یونہین گیسوی ابر کا
سویدا دل کا بنجائیگا نافہ مشک اذفر کا

ہماری بود نابود اس طرح ہے کوی قاتل مین
کہ مہمان جس طرح ہو قطرۂ شبنم گل تر کا

نہ طول راہ نے خط یانکلنے جانے دیا میرا
گرے تہک کے قاصد شل ہوا بازو کبوتر کا

جنہین آرام آیا سایۂ شمشیر قاتل مین
وہ سمجہین گے نفیر خواب راحت شور محشر کا

جلا دل آتش الفت سے کس گیسوی مشکین کے
کہ دود آہ سوزان لخلخہ ہے عود و عنبر کا

مری رندی و مستی بادہ نوشی خوب کام آئی
سہارا اہل دوزخ کو ہے میرے دامن تر کا

جلا ہون آتش فرقت سے یہ آتش مزاجونکے
اثر ہر استخوان بن ہے میرے گوگرد احمر کا

عجب کیا ہے برنگ روغن مشعل بہڑک جائے
اگر زخم دل سوزان پہ ہو پہاہا سمندر کا

لحد کے سونے والونکو حوادث کا نہین کچہ غم
ثمر جو شاخ سے ٹپکا اوسے کیا خوف صرصر کا

وہ مجنون ہون اوٹہاؤنگا جو خاک قبر سے سر کو
کفن پہاڑونگا مین بنا گریبان صبح محشر کا

بس ہے دن تو عاشق کو وصال یار حاصل ہو
کفن بلبل کو گر صیاد دے پہولونکی چادر کا

بدل سکتے نہین تدبیر سے تقدیر انسانکی
غضب ہے تشنہ لب ظلمات سے پہرنا سکندر کا

حباب آسا نظر آئیگا چرخ نیلگون سبکو
جو آیا جوش مین دریا ہمارے دیدۂ تر کا

پسند آیا یہ مضمون خط لوحِ جبین مجکو
کہ اک دن پیش آے گا جو لکہا ہی مقدر کا

وہ شاہِ ملکِ نعمت بی ہے غریب و بینوا مین ہون
رہے گا رابطہ کس طرح محتاج و تونگر کا

کیا کاہیدہ ایسا دوریِ لیلی نے مجنون کو
کہ جسم زار مین ہر استخوان ہے تار بستر کا

یہ مقتل مین دمِ شمشیر قاتل نے ہوا باندہی
نہ سر کو ہوش ہے تن کا نہ تن کو ہوش ہے سر کا

جہان موجین نہی لیتی ہی ساحل مشرق و مغرب
گرے قطرہ اگر ہنگام گریہ دیدۂ تر کا

زبان جب تک دہن مین ہے ہے مدحِ شاہ والا کر
کمالِ شعر گوئی وصف ہے جرار حیدر کا

جامے سے باہر جو ہین آمادۂ سودا ہوا
قطع مقراضِ قدم سے دامنِ صحرا ہوا

روز کی رسوائیون کا مختصر قصہ ہوا
مرگیا بیمارِ الفت آپ کا اچھا ہوا

جب چلا وہ کام اک عالم تہ و بالا ہوا
اوس پری رو کا خرام ناز محشر زا ہوا

نالۂ عشق ہلا دیتا ہے دل معشوق کا
صدمۂ قیس اضطرابِ خاطرِ لیلی ہوا

ہوگئے تاریک نظرون مین زمین و آسمان
دل جو اوجِ عشق سے گر کر تہ و بالا ہوا

یا الہی خاک کس بیکس کی لاتی ہے صبا
دامنِ دشتِ جنون ہے دیر سے پہیلا ہوا

ضبط گریہ کی نکر تاکید مجہسے ناصحا
روکے سے رکتا نہین دریا کبہی اُمڈا ہوا

سر چڑہا ہے خون کس بسمل کا جسکا ہی یہ پیچ
منہ تری تلوار کا ہے تیغ زن اوترا ہوا

کب چہکا سکتا ہے مجہہ میکش کو مے ساقیا
تر نہ موجون سے کسیدن ساحلِ دریا ہوا

ذبح عالم کو کیا تیغ نگاہ ناز سے
قاتلِ گبر و مسلمان و بت ترسا ہوا

یہان تو برہم ہو گیا دم مین مرقع زیست کا
اوسنے اتنا بہی نہ پوچہا کیا ترا نقشا ہوا

سیر کر شیرین ذرا خونِ سرِ فرہاد کی
ہے عجب لالے کا تختہ کوہ پر پہولا ہوا

کیا بچی عاشق تری تیغ نگاہ ناز سے
آنکہ کا ڈورا اوسے تلوار کا ڈورا ہوا

جان دیتے ہین صفائی عارضِ ساقی پہ مست
جسکو دیکہو اوسکا ہے پا نگہ پہسلا ہوا

سجدہ مین کیونکر نہوتی صحبت خلوت نصیب
دود آہ قیس اوٹھکر خیمۂ لیلی ہوا

بیڑیان کسکی کٹین گی کون ہوگا زیر تیغ
دار و زندان کو بھی ترک ستم آرا ہوا

گور مین ہمکو سلایا یون عروس مرگ نے
جس طرح سوتا ہے دولہا رات کا جاگا ہوا

قتل عاشق باعث زینت ہی ہر معشوق کو
خون مجنون غازۂ رخسارۂ لیلی ہوا

اوس کف پر نور کا جرار ادنا ہے یہ فیض
ہاتھ مین ورد خار رشک ید بیضا ہوا

کیا شب وصل ہم آغوش ہو دلبر اپنا
صورت ساغر واژون ہے مقدر اپنا

غم ہجران سہے کب تک دل مضطر اپنا
زانوے فکر پہ تا چند رہے سر اپنا

یا خدا اتنا تو یاور ہو مقدر اپنا
زانوے یار دم مرگ ہو اور سر اپنا

اپنے خلوت مین وہ آیا تو اوسے نیند آئی
سو گیا جاگ کے افسوس مقدر اپنا

قیس سے وادی وحشت نکبھی طی ہوتا
حضرت عشق کو کرتا جو نہ رہبر اپنا

کوی جانان کا ملا جب نہ اوسے تحمل پڑا
گر پڑا چاہ مین گھبرا کے کبوتر اپنا

کس طرح تیغ کے آگے سے ترے ٹل جائین
ہم وفا پیشہ ہین مرجانا ہے جوہر اپنا

یا خدا پاک زمانے سے عدم کو جائین
دامن آلایش دنیا سے نہو تر اپنا

سختیان لاکھون ہین یہ عشق کی منزل ہے
قدم اس جادے سے پڑ جای نہ باہر اپنا

آئینہ یار نے چہرے کے مقابل جو کیا
کیا تماشا ہے کہ پیدا کیا ہمسر اپنا

بوی گل آئی سنین زمزمۂ مرغ چمن
زیر دیوار گلستان ہو جو بستر اپنا

غیر تو دولت دیدار تمہارے لوٹین
ہم مرین دید کے حسرت مین مقدر اپنا

کوئی اتنا تو حریصونکو سنا دے جاکر
ہاتھ خالی لیے جاتا ہے سکندر اپنا

عمر بھر تیری محبت سے نہ منہ موڑین گے
قدم اس دایرے سے ہوگا نہ باہر اپنا

چشم خورشید کو گردون پہ چکاچوند آئی
گر سر بام دکھاوے رخ انور اپنا

تو نے باطل کیا خود دعوی یکتائی کو
آئینہ دیکھ کے پیدا کیا ہمسر اپنا

جوش پر آگیا کبھی تو بہی تو ذرا دیدۂ تر
شور مدت سے دکھاتا ہے سمندر اپنا

سر بکف آتے ہین مقتل کی طرف ہم جانباز
تیز رکھے کہو جلاد سے خنجر اپنا

کیون نہ حیدر یہ ہو حشر کے دن چشم کرم
کوئی حیدر سا نہین شافع محشر اپنا

ردیف بای موحدہ

خاک ہوا ونکو ترے دیدار کی دولت نصیب
جو ازل کے دن سے ہین لے سیم بر حسرت نصیب

بزم ہستی مین ہوئی کسکو تھی عشرت نصیب
ہو گئے راہی عدم کو سیکڑون حسرت نصیب

اوس مسیحا سے اگر ہو دو گھڑی صحبت نصیب
کیا عجب ہے ہو مریض عشق کو صحت نصیب

دعوی یکجا پہ رویونکو ہے آگے ترے
کس حسین کو ہے بھلا یہ چاند سی صورت نصیب

بیخودی مین صاف آتا ہے رخ ساقی نظر
بادۂ الفت سے ہوتی ہے یہ کیفیت نصیب

خرد دیگر گور مین کہتے ہین یہ ہمسے ملک
منزل مقصود کو پہونچے ہوئی راحت نصیب

طعنۂ احباب سنگ کودکان عریان تہی
ہمکو وحشت کی بدولت یہ ہوئی عزت نصیب

غیر ایذا کیا ہے اے دل خانۂ صیاد مین
اس سرای بے محن مین ہے کسے راحت نصیب

عشق نے لیلی کے نام اوسکا زبان زد کر دیا
ورنہ مجنون کو نہ ہوتی اسقدر شہرت نصیب

استخوان ہیسے فلک نے سر مہیا سا لہا
چار دن جسکو ہوئی دنیا مین یہان راحت نصیب

طاق نسیان پر مہوس کہدے پہر اکسیر کو
ہو اگر اوسکو تری خاک در دولت نصیب

کیا سر فرہاد پر گذرا ہی ہوا کیا حال قیس
عشق مین ہوتی ہے عاشق کو کہین راحت نصیب

ایک بہی عاشق نپہونچا منزل مقصود کو
دشت غربت مین پہنچ کر گئی غربت نصیب

مال دنیا کیا ہے اور علم و ادب کیا مال ہے
جسکو تو دیتا ہی ہوتی ہے اوسی عزت نصیب

سامنے رہتی ہے تصویر تصور یار کی
روز و شب ہے اوس پری رو سے ہمین صحبت نصیب

ہو سکے تو کرلے اے دل کچھ جہاں میں کار نیک
ہے غنیمت تجھ سے ہو جسقدر مہلت نصیب

رفتہ رفتہ عشق گیسو تنگ دہلاتا ہے یہ
سر بصحرا ہو کے جی دیتا ہے ہر غربت نصیب

کچھ تو راز دل میں اپنا آشنا و نسے کہوں
درد فرقت سے کوئی دم ہو اگر مہلت نصیب

حشر تک سوئینگے اے جرار کس آرام سے
قرب شہ جنکو ہوا ہے گوشۂ تربت نصیب

آیا تہ صبر ہجر میں اکدم تمام شب
گریاں برنگ شمع رہے ہم تمام شب

بیٹھے کبھی فراق میں گہہ اوٹھکر ہی ہوتے
بستر سے آشنا نہ ہوئے ہم تمام شب

روتے بہ شوق جنت کوئے صنم میں ہم
دریا چڑہا رہا قدِ آدم تمام شب

سویا ہوں کس دہان ورنخدان کی یاد میں
پیش نظر ہیں کوثر و زمزم تمام شب

بلبل وہ رنگی چمن روزگار دیکھ
ہنستے ہیں پھول روتی ہے شبنم تمام شب

دینا وسنے کالیاں لب نوشین سے صبح تک
تریاق لینے حق میں رہا سم تمام شب

ضعف بدن نے صورت دیبا بنا دیا
بستر پہ ہم پڑے رہے بیدم تمام شب

فرقت میں چاندنی تھی مجھے گرمیوں کی دھوپ
مہتاب تھا کہ نیر اعظم تمام شب

کیا حال بی ثباتی گل کھل گیا اوسے
رہتی ہے اشکبار جو شبنم تمام شب

بوسے لیئے گلے سے لگایا حبیب کو
کیا کیا مزے اوٹھاتے رہے ہم تمام شب

بیکس جو ہوں کریگا نہ خاک جیب فلک
انجم بچھائینگے صف ماتم تمام شب

جرار انتو گور دکھائی نصیب نے
پھیلا کے پاؤں سوئیگے بیغم تمام شب

کٹتی شب وصال جو تھی اوس حسین سے کب
گل ہو گیا چراغ مرے آستین سے کب

مرنے کے بعد بھی نہ فلک نے دیا عروج
اونچا ہوا غبار ہمارا زمین سے کب

نالے کے ساتھ ساتھ ہا قیس منتظر لون
سیری ہوئی نظارۂ محمل نشین سے کب

کیون اوڑ گئین یہ دامن صحرا کی دہجیان
نکلا ہمارا دست جنون آستین سی کب

موسی کو آکے صاعقہ بیہوش کر گیا
واقف ہوئی جمال جہان آفرین سی کب

موج شمیم گل کا بنا ہار گلفروش
پہولونکا بوجہہ اوٹہیگا کسی نازنین سی کب

مجنون گیا جہان سے تو فرہاد آگیا
خالی مرا مقام رہا جانشین سی کب

چاہی رضای حق تو فقیری کیہ اختیار
عقبی بخیر ہوتی ہے تاج و نگین سی کب

ہستی مٹے تو یار کا دیدار ہو نصیب
وصلت ہوئی وصال ہمارا ہو [illegible] سی کب

میری طرح سے خون بہی میرا ہے باوفا
اے ترک یہ چہٹیگا تیری آستین سی کب

کیا جانتے تہے خط کے وہ پرزے اوڑائین گے
آگاہ کوئی ہے خط لوح جبین سی کب

آتش ہمارے سینے مین جلتی تہی عشق کی
آدم ہوئی تہی خلق ابہی ماء و طین سی کب

چوڑا سواد دیدہ حورا سے آپ کا
تشبیہ دون مین نافہ آہوی چین سی کب

چہوڑی خوشی سے قالب خاکی کو روح کیا
ویران کرے مکان ہوا یہ مکین سی کب

قانع کو ہڈیون مین ہے سو نعمتونکا لطف
بہرتا ہے دل حریص کا [illegible] سی کب

جرار یہ سمجہ کے فقط اوٹہ گئی طبیب
ہے اسکی جانبری نفس واپسین سی کب

کیسی وقت سحر چمکی تیری ای بسمل نصیب
کسکے سینے کو ہوا ہے زانوے قاتل نصیب

کس بیابان مین ہمین لایا مقدر ای جنون
صحبت انسان نہین ہی سیکڑون منزل نصیب

بیٹہہ کر کشتی پہ دیکہین پہر کیا قسمت مین ہی
ہو گئے صدمے تلاطم کے سر ساحل نصیب

الفت چاہ ذقن مین گر نہوتے مبتلا
کیون فرشتون کو بہلا ہوتا یہ بابل نصیب

بوٹی بوٹی مین پہڑک پیدا ہو کر ایسی خوشی
وصل تیغ و حلق پہر ہو گا نہ اے بسمل نصیب

پردہ دل سے صدا آئی انا المحبوب کی
ہو جو اوس پردہ نشین سے الفت کامل نصیب

چار دن کی زندگی ہنس بول کر یارو نہین کاٹ
پہر کہان یہ چہچہے یہ لوگ یہ محفل نصیب

شہرۂ آفاق پردے نے فقط اوسکو کیا
حسن بے پردہ کو یہ رتبہ کہاں اے دل نصیب

موت سے بھاگا جو مین آئی یہ تربت سے صدا
ہے سفر درپیش ہوگا ہوگی یہ منزل نصیب

سرمہ اپنے دیدۂ حق بین کا ہم عارف کرین
ہو جو خاک پا تری اے مرشد کامل نصیب

آگئی ہستی مین عدم سے طفل و تا مے فیر رد
کچھہ تو ایذا ہے مسافر کو سر منزل نصیب

ہین یہ سمجھون سب ادا مجھسے ہوئی ارکان حج
ہو اگر مجکو طواف کوچۂ قاتل نصیب

شمع کافوری جلاکرتی تہی جنکے روبرو
تیرہ و تار اب اونہین ہے گور کی منزل نصیب

جا کی گلشن مین بہی یہ غنچہ کا غنچہ رہگیا
ہو ہمارا سا نہ دنیا مین کسیکو دل نصیب

دیجیے تو سے نہ چہاتی سے ہمین لپٹائیے
گذرے ہم بخشش سے ہمکو ہو ہمارا دل نصیب

کشتیان ڈوبین ہزارون غرق لاکھون ہوگئین
کسکو دریائے محبت کا ہوا ساحل نصیب

زندگی کیسی مبارک خضر کو آب حیات
جان نثارونکو ہے آب خنجر قاتل نصیب

خاک میرے بعد مردن بنگئی ریگ رواں
کوچہ گرد عشق کو ہوتی نہین منزل نصیب

موت آئی اب طبیبونکو رہی کیا احتیاج
ہو گئی بیمار غم کو صحت کامل نصیب

بچ رہی لغزش سے یہ جرار بالائے صراط
دستگیری آپ کی شاہا دم مشکل نصیب

ردیف تای فوقانی

ہے نمازون مین جو یاد کعبۂ ابروی دوست
سوی قبلہ مین کھڑا ہون دل ہے میرا سوی دوست

ترک مجسے ہو سکے کسطرح ناصح کوی دوست
مین تو قابو مین ہون دل کے دل ہے قابوی دوست

صاف دیوان قیامت ہے کتاب روی دوست
مطلع خورشید محشر مطلع ابروی دوست

کسکو کعبے کا کسے بیت المقدس کا ہے دہیان
ہمکو ہے محراب سجدے کے لیے ابروی دوست

باندہتا ہون اسلئے چلہ کلام اللہ مین
ہو حمایل میری گردن مین کبہی بازوی دوست

مہر عالمتاب ہے وہ صورت شبنم ہون مین
کھینچ کر لیجائیگی مجکو ہوا ئی کوی دوست

یہ خرام ناز یہ چھل بل یہ پیاپیش کہان
کیا چلے گی سرو کی پیش قد دلجوی دوست

ڈوبتے کو بحر غم مین تھامتے ہین آشنا
دوست ہو جاتے ہین اکثر قوت بازوی دوست

مثل ہمراہان موسی ہو نہ عالم جل کے خاک
کھول مشاطہ نہ تو بند نقاب روی دوست

برق گردون سے چمک کر خرمن جان پر گری
یاد آیا جب مجھے آئینۂ زانوی دوست

ابروی خمدار جانان ہے اگر شکل کمان
تیر کا پیکان ہے خال گوشۂ ابروی دوست

آگئی پیراہن یوسف کی بو یعقوب کو
سیکڑون منزل سے عاشق سونگھتے ہین بوی دوست

مرگ کا بہتان ہے ناحق تا قیامت زندہ ہین
خضر کی صورت شہید خنجر ابروی دوست

مرغ جان کو خال کا دانہ ملا سوچا نہ کچھ
حلقہای دام ہونگے حلقۂ گیسوی دوست

ای زہے قسمت کہ سبکو نامۂ عصیان ملا
عرصۂ محشر مین ہاتھ آیا مجھے گیسوی دوست

قبر کی ظلمت سے ہین کیونکر نہ خوش ہون بعد مرگ
ملگیا مجھکو نشان جادۂ گیسوی دوست

ہو گیا ثابت سوا نیزی پر آیا آفتاب
بام پر طالع ہوا جب آفتاب روی دوست

ای ہوس کیا کرونگا لیکر مین اکسیر کو
ہے مجھے اکسیر سے بہتر غبار کوی دوست

لوگ کیون جرار مجھپر کرتے ہین بہتان مکر
جذب کامل کھینچ کر لایا ہے مجھکو سوی دوست

مہمان ہے جو کوئی ماہ جبین آج کی رات
رشک گردون ہے مرے گھر کی زمین آج کی رات

گھر مرا غیر سے خالی ہے حسین آجکی رات
ہو اجازت تو مین ہمجاؤن یہین آجکی رات

کشش شوق سے پہونچی ہے پہلو مین جگہ
دل ہے یا مہر سلیمان کا نگین آج کی رات

وصف گیسو ہی سا مضمون ہے اوڑہی طایر فکر
دم مین جا پہونچے کہین کا یہ کہین آج کی رات

سر مرا ہے قدم یار پہ گیسو کی طرح
کھل گیا حال خط لوح جبین آجکی رات

جو ستارہ ہے وہ ہے دیدۂ پر آب کی شکل
کسکا دیکھا ہے یہ حسن نمکین آج کی رات

یار پہلو مین ہے اغیار کہین ہین اے دل
دوست ہی پاس ہے دشمن ہین قرین آجکی رات

ہجر مین بکیے گا عاشق نہ ترا روی سحر
ہر نفس ہے نفس باز پسین آج کی رات

گیسوئی شب جو سر شام سے ہے عطر آگین
شانہ کرتا ہے کوئی پردہ نشین آج کی رات

یار نے وعدہ کیا مجھسے کہ کل آؤنگا
نہ اوٹھی سجدے سے تا صبح جبین آج کی رات

گرد آلود نظر آتا ہے کچھ روی سحر
کیا ہے برباد کوئی خاک نشین آج کی رات

ساتھ غصے کے شب وصل ندامت بھی ہے
موج دریا ہے تری چین جبین آج کی رات

سنکے نالونکی صدا چونک کی وہ کہتا ہے
کسکی آتی ہی یہ آواز حزین آج کی رات

دربدر ہے غم دنیا و خیال عقبے
دل مین ہے الفت جانان جو مکین آج کی رات

مین جو رویا تو اون آنکھوں مین مروت آئی
دام الفت مین پھنسے آہوی چین آج کی رات

لے کرون کو جو گیسو کو شب تاریں مین
شمع ہو نور رخ ماہ جبین آج کی رات

خواب مین دیکھا ہے خالق کے ولی کو جرار
ملگئی مجکو عجب دولت دین آج کی رات

سرخ پوشاک ہی پہنے ہوئے یار آج کی رات
شام تا صبح شفق کی ہے بہار آج کی رات

کہدیا یار سے حال دل زار آج کی رات
عشق اخفا نہ ہوا آخر کار آج کی رات

عشق گیسو مین یہ الجھا دل زار آج کی رات
جائے زیست مین باقی نہین تار آج کی رات

دیکھئی فکر کی ناوک کی بھی پرواز ذرا
کھیلی طایر مضمون کا شکار آج کی رات

اپنے دامن سے جو اوس ماہ نے پوچھے مرے اشک
رنج کچھ تو ہوا دل کا غبار آج کی رات

کہدو عیسی سے کہین اور ٹھکانا ڈھونڈین
سرکشی کرتے ہین آہون کی شرار آج کی رات

بعد مدت کی مقدر کا ستارا چمکا
آ کے وہ ماہ ہوا زیب کنار آج کی رات

تمکو ایدل نہین آیا جو خیال بوسہ
سرخ کس وجہ سے ہے پھر رخ یار آج کی رات

آ کی سینے سے لپٹ جا کہین اے غیرت ماہ
دلکو آتا نہین پہلو مین قرار آج کی رات

وہ جو آیا تو دعا بھی ہوئی مقبول اپنی
لیلة القدر ہوئے گیسوی یار آج کی رات

نیند غالب ہے مسافر ہوں تھکا ماندا ہوں
رحم کی جا ہے زمیں بھی نہ فشار آج کی رات

کل جنھیں فرش پہ پھولوں کے نہ نیند آتی تھی
خاک پر سوتی ہیں وہ زیر مزار آج کی رات

لطف دل فرقت جاناں میں بہلنے کا نہیں
لاکھ وہ کھلا ہی فلک نقش و نگار آج کی رات

فرقت یار میں کچھ سے میں بدتر ہوں کہیں
ہے شب گور سے بھی تیرہ و تار آج کی رات

ہمسر گل ہو میں کرے بحث نہ بلبل سے مجھے
ایک نالہ وہ کرے گی کہ ہیں ہزار آج کی رات

کل تک اوس ماہ کی افشاں کا نظارا تھا نصیب
ہم ہیں اور چرخ پہ انجم کا شمار آج کی رات

میکشی کی اوسے ترغیب ہے دیکھ اے دل
گرمجوشی سے بگڑ جائے نہ یار آج کی رات

نظر آتے ہیں عجب چادر مہتاب میں پھول
گل فشاں ہے جو مرا نخل مزار آج کی رات

قبر میں حیدر صفدر سے کہونگا جرار
سخت ہے مجھپہ شب عشق تار آج کی رات

خال کی یاد میں پیش آئی سفر کی صورت
اسی نقطے سے سفر ہوگا سقر کی صورت

لب شیریں کی محبت میں ہوئے بال سفید
بلگئے یار سے ہم شیر و شکر کی صورت

بزم بے یار جو دیکھی تو ہوا یہ سکتا
آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں در کی صورت

عارضی حسن پہ بیجا ہے یہ نخوت اے گل
چار دن میں تو بگڑتی ہے بشر کی صورت

منزل گور ہے درپیش تہی دستی میں
توشۂ راہ نہ ہے رخت سفر کی صورت

الفت موی کمر نے یہ کیا زار مجھے
ہوں میں نظروں سے نہاں تار نظر کی صورت

قصد ہے بندہ نوازی کا جو اے حضرت عشق
کعبۂ دل میں چلی آئی گھر کی صورت

نہ یہ آنکھیں نہ یہ مژگاں نہ یہ ابرو نہ یہ لب
کیونکر اے مہر ملے تجھسے قمر کی صورت

پھر برسنے کا ارادہ نکرے ابر بہار
دیکھ پائے جو مرے دیدۂ تر کی صورت

آتش عشق بھڑکتی ہے نہ بجھ جاتی ہے
دلکو سلگاتی ہے یہ ہیزم تر کی صورت

شب جوانی کی گئی موسم پیری آیا
ہیں کوئی دم میں نہاں نور قمر کی صورت

نالی و ضرات جو کرتی ہے قفس مین بلبل
سر اوڑا دے کہین صیاد نہ پر کی صورت

خاکسارون کو نظر چشم حقارت سے نہ دیکھ
صاف ہین گرتو یتیمی مین گہر کی صورت

مثل گل ہون کرم ابر کرم سے شاداب
باغ عالم مین نہین خشک شجر کی صورت

تیرے اشعار کی نسخونکو خوشی سے جرار
لیگیا پیک صبا کاغذ زر کی صورت

ردیف ثای مثلثہ

رہا نہ زہد مئی خوشگوار کے باعث
شکست توبہ ہوئی نو بہار کے باعث

گئے حواس گل روی یار کے باعث
جنون ہوا مجھے فصل بہار کے باعث

رہین گے در پہ نہ دربان یار کے باعث
چمن کو چھوڑین گے ایذای خار کے باعث

بہار پر ہین گل زخم تیغ قاتل سے
چمن کہلا ہے نسیم بہار کے باعث

گلی مین اوس کے کڑی کا اگر مرا مردہ
وہ گہر بہی چھوڑین گے میری مزار کے باعث

حجاب عالم ارواح ہے تن خاکی
نہان ہے قافلہ گرد غبار کے باعث

ہمارا خون جو سر پر ہے تنگ ہی قاتل
پیادہ ہو گیا عاجز سوار کے باعث

نہین ہجوم یہ غولونکا میری مرقد پر
پتنگ جمع ہین شمع مزار کے باعث

مزار مین بہی مین لیتا ہون کروٹین ہردم
کہان قرار دل بیقرار کے باعث

وہان بہی رنج تہا مجکو یہان بہی صدمے ہے
فنا کی بعد ہے ایذا فشار کے باعث

کدورتین وہ بہت ہمسے رکھتے ہین قاصد
کہلا نوشتۂ خط غبار کے باعث

امانت اپنی زمین لے تو مین نکل جاؤن
رکا ہون پیرہن مستعار کے باعث

پہنسا ہون آکے مین اس تنگنائی دنیا مین
فقط مشیئت پروردگار کے باعث

مکان بنائیے دنیا مین کس جگہ جرار
زمین ہے تنگ ہجوم مزار کے باعث

دل کیا یار نے زخمی دم تقریر عبث
بے سبب کھینچ گئی وہ صورت شمشیر عبث

منہدم ہوتی ہے اک روز بنا ہی ہستی
چار عنصر کی گھروندے کی ہے تعمیر عبث

تیرا دیوانہ الفت ہے نہ ٹھہرے گا کبھی
موجیں سہیاتی نہیں سیلاب کو زنجیر عبث

سخت جانی سے جبین گی نہ کبھی وسکے قدم
سر مرے چڑھتی ہے قاتل تری شمشیر عبث

ساغر زہر تھا ہنگام ولادت دنیا
مجکو گھوارے میں دایہ نے دیا شیر عبث

پوچھو اہل عدم سے نہ حال ہستی
کیا کہوں خواب پریشان کی ہے تعبیر عبث

نہ کبوتر ہے نہ قاصد ہے نہ ہدہد نہ صبا
ہم نے مکتوب کیا یار کو تحریر عبث

سیکڑوں آہوی دل صید ہیں اون آنکھوں میں
ڈہونڈتی پھرتے ہیں صحرا میں وہ نخچیر عبث

تپ مری ہے رخ دلدار نہ زایل ہوگی
سحر چشم دکھاتی ہے طبا تاثیر عبث

زیست میں یار نہ آغوش میں آیا جبار
اب ہوا قبر سے آکر وہ بغلگیر عبث

ردیف جیم

کیسے برق حسن سے روشن ہوا کاشانہ آج
رشک شمع طور ہے اپنا چراغ خانہ آج

اوستاد علم وحشت ہے ترا دیوانہ آج
روح مجنون کرتی ہے تعظیم شاگردانہ آج

بسکہ ہے دل میں خیال عارض جانانہ آج
آفتاب حشر ہے اپنا چراغ خانہ آج

جبہہ سائی کو ملا سنگ در میخانہ آج
میکشو کرتے نہیں کیوں سجدۂ شکرانہ آج

استراحت تم کرو میں بیٹھ کر چپ کیا کروں
کچھ تو سوتے جاگتے سن لو مرا افسانہ آج

اسقدر صدمے اوٹھائے ان بتوں کے ہاتھ سے
ہم سوے کعبہ چلے چھوڑ کر بتخانہ آج

یہ تپ فرقت چڑھی زندان میں قیدیکو ترے
مثل گندم پھٹ گیا زنجیر کا ہر دانہ آج

ماہ کامل عارض پرنور کا ہالہ ہوا
بام پر سویا جو وہ رشک قمر جانانہ آج

کیا نگہ سے دل ہمارا اوسنے سو ٹکڑے کیا
ایک دانے کو بنایا سبحۂ صد دانہ آج

فاتحہ کو آئی جب احباب ایسا غل کیا
مقبرہ میرا ہوا آخر کو نوبت خانہ آج

فرقت جانان مین کرتے ہین جو اس خمسہ گم
مطرب و مینا و ساقی و مے و میخانہ آج

تم بھی ہو رونق فزا ای سیمتن بالای بام
جمع ہے عالم در دولت پہ مشتاقانہ آج

خال لب جانان اوڑ گیا ہو سوئے جنت بسکہ شوق
زاغ نے گلشن کو چھوڑا چغد نے ویرانہ آج

مجکو لکھنا ہے جو اک محبوب کی شوخی کا وصف
ہی عروس فکر مین اندازِ معشوقانہ آج

گور اسکندر پہ دیکھا ہمنے یہ مصرع رقم
کام کچھ آتی نہین ہے شوکتِ شاہانہ آج

مور جو نکلا ہو گیا مالکِ حلب مین کیا عجب
خط نے آکر کھو دیا حسنِ رخ جانانہ آج

کل جہان کرتی تھی طاؤسِ چمن طنازیان
فاختہ کرتی ہے کوکو ہے وہین ویرانہ آج

موسم باران ہی اتنا کرم کر محتسب
کھولدے مستون کی خاطر سے درِ میخانہ آج

بیٹھ مرکے جائینگے گھر مین او وحشی ہم بیکسی
مل گیا ہی پاسبانِ کوچۂ جانانہ آج

دیکھئے کسکو پریشان کسکو وہ حیران کرین
آئینہ پیشِ نظر ہے ہاتھ مین ہے شانہ آج

بزم مین رندون کے آیا ہے نصیحت کیلیے
کھو گئی ہے عقل ناصح ہو گیا دیوانہ آج

تیغ ابرو سے نہ موڑو منہ کو وقتِ امتحان
حضرت دل ہے مناسب ہمتِ مردانہ آج

شمع بزم خلد ہو کاکل حقِ جرار مین
یا علی لکھدو گی بخشش کا جو تم پروانہ آج

ناوک ہے بلبلونکو ہر اک شاخسار آج
آتا ہے کون باغ مین بہرِ شکار آج

کیا فاتحہ کو آئے گا وہ گلعذار آج
ہے گلفشان ہمارا چراغ مزار آج

باندھا یہ تیرے ہجر مین رونیکا تار آج
اپنا محیط خشک ہوا بیکنار آج

عیسی سے اپنے ہمنے کہا حال زار آج
صحت ہوئی نکل گیا دل کا بخار آج

نصرت جسے تھی کل وہ ہے زیبِ کنار آج
جرار دیکھو قدرت پروردگار آج

ہو جلوہ گر حضور خضر بھی تو لطف ہے
جوبن دکھا رہی ہے عروسِ بہار آج

اب تک نہ یار آیا نہ آثار صبح ہین
دن حشر کا ہو گئی ہی شب انتظار آج

طنازیان دکھاتے ہین طاؤس ہر طرف
آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج

ہین جوش مین سرود سرایان خوش نوا
ہر تان مطربون کی ہے صوت ہزار آج

لازم ہے آب آبلۂ پا سے تر کرون
سوکہی بان کہاتے ہین صحرا مین خار آج

ہمکو دکھائی زلف تو رخ اوسنے غیر کو
ظاہر ہوئی دو رنگی لیل و نہار آج

مانند شمع دیکھیے کس کس کا دل جلے
بھڑکی ہوئی ہے آتش رخسار یار آج

لاتی صبا تتار مین کس زلف کی نسیم
مٹی ہوے ہین نافۂ مشک تتار آج

صحبت مین خل ہر کس و ناکس کو مل گیا
کیا لٹ رہی ہے دولت دیدار یار آج

سرمہ نہین ہے یار کی آنکھون مین جلوہ گر
نکلے ہین دوستان سے چہ تنبالہ دار آج

دل بھر رہا ہے اسکو اگر چھیڑ دو گے تم
برسے گا ٹوٹ ٹوٹ کے ابر بہار آج

جرات آرزو ہے کہ جبریل دین صدا
پہونچے پیے مدد شہ دلدل سوار آج

ردیف حای حطی

صاف ہو گیا دل مرا اوس وقتی پان کیطرح
آنکھین کافر کی پھری رہتی ہین مژگان کی طرح

مصحف رخسار جانان جب سے آیا ہے نظر
دل ہے سیپارہ بغل مین میری قرآن کیطرح

یار کی محراب ابرو اک نظر دیکھین اگر
پاس کعبے کا کرین ہندو مسلمان کی طرح

فرش پر پھولونکے سوتی وہ وہان آرام سے
رات بھر بیٹھی رہے ہم در پہ دربان کی طرح

وادی غربت مین شکلین آشناون کی مجھے
یاد آجاتی ہین اک خواب پریشان کی طرح

غیر شانہ کرتے ہین گیسوی جانان مین ہاتھ
دل پریشان ہے یہان زلف پریشان کیطرح

یار تم سجنے ہوئے پھرتے ہو مجھکو ڈر یہ ہے
بل نہ آجائے کمر مین زلف پیچان کی طرح

تیری فرقت مین یہی جی چاہتا ہے مہروش
چادر مہ ٹکڑے کر ڈالون گریبان کی طرح

تہمت آلودہ کرے گی کیا زلیخا کی جفا
چاک دامن ہے مرا یوسف کے داماں کی طرح

ہجر میں تیرے نہ شب بھر آئی اے گلفام نیند
دل میں کھٹکا نیش نجم خار مغیلان کی طرح

ہوں گدا کس کا کہ اے جرار شوکت سے مرے
تاج سلطان پھر رہا ہے چتر سلطان کی طرح

ردیف خای معجمہ

پیری میں نہیں خون سے اشکوں کے بدن سرخ
کیا خوب یہ رنگا گیا ملبوس کفن سرخ

پیش آیا سفر ہمکو گیا روز کا جھگڑا
کیونکر نہ خوشی سے ہو رخ اہل وطن سرخ

کس شوخ کی آمد سے یہ گلزار میں سب نے
پہنے ہیں جو ملبوس عروسان چمن سرخ

کہلا جائیگا احوال ترے ظلم کا قاتل
پہنے ہوئے جب حشر میں آؤں گا کفن سرخ

جس روز ہوا وصل گل تازہ کھلے گا
ہو جائیگا بوسوں سے وہ غنچہ سا دہن سرخ

تشبیہ رگ گل سے انہیں دیتی ہی زیبا
ڈورے ہیں جو آنکھ کے اے رشک چمن سرخ

باتوں سے ترے خوش دہن کا وصف ہے جو بات
ہوں رخ خموشی سے تو ہنگام سخن سرخ

جو سیب ہے وہ سرخ بھی ہے زرد بھی لیکن
ہے گلشن خوبی میں ترا سیب ذقن سرخ

کانٹوں کو کیا گل مرے چھالوں کی لہو نے
کوسوں ہے بیابان جنون مثل چمن سرخ

لال آنکھیں ہیں غصے سے مرے یار کی ہمدم
ہے طرفہ تماشا نظر آتے ہیں ہرن سرخ

جرار نے مضمون گل عارض کی سنائی
ہو کیوں نہ رخ قدر شناسان سخن سرخ

ردیف دال مہملہ

روح کو خاک ہوا اس جسم کی تعمیر پسند
کوئی قیدی ہی نہ کرے خانۂ زنجیر پسند

شکر کی جا ہے کہ دل سے ہے مرے قاتل کو
نالۂ حلق بریدہ دم تکبیر پسند

کوشش [illegible] دن لاکھ مگر ہوتا ہے کیا
میری تقدیر کو میری نہیں تدبیر پسند

نہ پیا جرعۂ نعم روز ولادت جب تک
مہد میں بھی نہ دایہ کا کیا شیر پسند

زندگی سے ہے کہیں مرگ مری دلکو عزیز
مقبرے کی ہے سوا قصر سے تعمیر پسند

نیک و بد مد نظر جو ہو وہ جلدی لکھیئے
ہے صریر قلم کاتب تقدیر پسند

تشنۂ شربت دیدار ہوں میں قاتل کا
بڑھ کے کوثر سے ہے آب دم شمشیر پسند

دلکو ملتا ہے مرے قند مکرر کا مزا
کیوں نہو یار کی لکنت دم تقریر پسند

زاہد تیرہ دروں خاک کرے قدر شراب
شپرہ کو نہیں خورشید کی تنویر پسند

آئی ہیں حضرت داؤد قلمدان لیکر
اسقدر ہے تری آواز کی تحریر پسند

اور سورہ نہ سناؤ مجھے تلقین پڑھو
حسرت آمیز مرے دلکو ہے تقریر پسند

عشق پر آج تلک پیش نظر رکھتا ہے
ہے یہ نقاش ازل کو تری تصویر پسند

بیٹھکر خاک در یار پہ اوٹھتے نہیں ہم
عشق میں ہے یہی منصب یہی جاگیر پسند

خاک اکسیر ہے آنکھوں میں ہمارے جرار
دلکو ایسا ہے غبار در شبیر پسند

دم اخیر ہے لکنت میں ہے زبان صیاد
بس اب میں حسرت دل کیا کروں بیان صیاد

نہ پھینک چمن کے خس و خار آشیان صیاد
کہیں تو رہنے دے بلبل کا کچھ نشان صیاد

تری ستم سے نکل جائیں ہم کہاں صیاد
زمین سخت ہے اور دور آسمان صیاد

رہا قفس سے نکر ہم ستم رسیدوں کو
گلوں کا باغ سے راہی ہے کاروان صیاد

چھیڑ کو کہتا ہے مجکو وہ کہ آکے سیر چمن
کہاں کہاں میرا کرتا ہے امتحان صیاد

نہیں چمن کی ہوا ذبح گاہ دکھلائی
قفس کو لیکے چلا ہے مرے کہاں صیاد

نہ اب وہ آہ و فغان ہے نہ تیز پروازی
فراق گل میں گئی طاقت و توان صیاد

کہیں شفق کہیں لالہ کہیں بنی ہے حنا
نہوگا خون کبھی بلبل کا رائگان صیاد

خیال گل ہے کبھی یاد ہمصفیروں کی
قفس میں کیوں نکریں بلبلیں فغان صیاد

نہین گی ہوگی یہ فرسودۂ غمازۂ رخ گل
خراب ہون گے نہ بلبل کی استخوان صیاد

نہ رہے ستم سے عجب کیا جو روح بلبل کا
قریب طایر سدرہ ہو آشیان صیاد

پھنسا ہی لے گا وہ سے دام حیلہ سازی مین
ہزار صید توانا ہو ناتوان صیاد

سماؤن خاک مین نظرون مین اپنی قاتل کی
پھنسا ہی دام مین کیا صید ناتوان صیاد

قفس مین قید ہو بلبل کہ ذبح ہو دیکھین
صلاح کرتے ہین کچھ کچھ تو باغبان صیاد

ترحم آیا ہے مرغان دام پر کچھ تو
کہ آب و دانہ دکھاتا ہے ہر زمان صیاد

بیان حال اثر کرتی کچھ بلبل
قفس مین کوئی جو ملتا مزاج دان صیاد

بہار کی کبھی شادی کبھی نغرا نکا ہی غم
یہان ہین عشرت و اندوہ توامان صیاد

رہا ہون دام سے دیکھین کہ قید ہستی سے
چراغ زیست ہے مدت سے گلفشان صیاد

قفس کو لالی کا تختہ بنا ہی گی شاید
کہ چشم بلبل شیدا ہے خون فشان صیاد

جنون ہو توڑ کے پھینکی قفس کو ای جرار
جو گوش دل سے سنے میری داستان صیاد

ردیف ذال معجمہ

ہزار طرح کا پیدا کرے اثر تعویذ
تمھارے دل مین کریگا کبھی نہ گھر تعویذ

فسون کرونگا ہی چلتا نہین کوئی منتر
بلا سے زلف کی آگے ہے بے اثر تعویذ

بندھی ہے مہر سلیمان یہ شاخ طوبی مین
نہین ہے آپ کے بازو پہ جلوہ گر تعویذ

غروب مہر ہوا دونون وقت ملتے ہین
اوتارئے نہ گلے سے تہ سحر تعویذ

ہوا نہ بحر مصیبت سے اپنا بیڑا پار
بہائے آب مین لکھ کے بیشتر تعویذ

اگر نوشتۂ قسمت پہ ہوتے ہم شاکر
کبھی نہ ڈھونڈتے پھرتے ادھر ادھر تعویذ

یقین ہے کوئی نکوئی پری مسخر ہو
کہ شام سے مین چلاتا ہون تا سحر تعویذ

ضرور کیا تھا تمھین وسوسۂ نزاکت مین
ہزار من کا لیا بوجھ باندھ کر تعویذ

وہان تک کی الفت نے مجکو مارا ہے | مری غراز کا لازم ہے مختصر تعویذ
کسیکی جان بچی کیا تمہاری بازو سے | ہے قتل عام یہ باندھے ہوئے کمر تعویذ

سواد چشم خضر سے اوسے لکھون جرأت
جو لائے راہ پر اوسکو کرے اثر تعویذ

ردیف رای مہملہ

چمن مین دیکھکے نسرین و نسترن کی بہار | نگہ مین پھر گئی یاران انجمن کی بہار
پلادے مجکو وہ ساقی شراب گویائی | دکھائی صاف جو خمخانۂ سخن کی بہار
ہوا ہی کوثر و آب بقا نہ دل مین ہی | نظر جو آئے تمہاری لب و دہن کی بہار
لہو کے قطرون نے اور گریہ گل کھلائے ہین | چمن سے کم نہین دامان تیغ زن کی بہار
زمانہ کیون شفق صبح کا گمان نکرے | عیان ہے جامہ سے اوس پھول سے بدن کی بہار
مسی نے رنگ جما کر بڑا کیا اندھیر | مٹادی صاف ترے سرخی دہن کی بہار
ترے شہید کا مقتل کہ باغ جنت ہے | چمن سے بڑھ کے ہے گلہای زخم تن کی بہار
ابھی تو خاتمۂ حسرت شہیدان ہو | جو آؤ دیکھنے تم خونچکان کفن کی بہار
گرا ہے پنجۂ مرجان نگاہ بسمل سے | یہ دم مین کھب گئی ہے دست تیغ زن کی بہار
ادھر ہے آمد پیری اودھر شروع شباب | ادھر چمن کی خزان ہے اودھر چمن کی بہار
زمین پہ جھکتی ہے ہر شاخ گل خجالت سے | دکھائی کسنے یہ بازو پہ نورتن کی بہار
شگفتہ ہوتے ہین لاکے پھول آج تلک | دکھا رہی ہے زمین قبر کوہکن کی بہار
تمہاری روزن دیوار سے بھی اگر دیکھے | نظر مین پھر گئی گلہای یاسمن کی بہار
طرح طرح کے گریبان مین پھول کہتا ہے | بڑھائی ہے مرے یوسف نے پیرہن کی بہار

ہزار ہا گل مضمون ہین اس مین ای جرأت
کہین چمن سے ہے بڑھکر مرے سخن کی بہار

نظر عاشق نے کی جب خندۂ معشوق پر فن پر
گرائی آپ اوسنے برق اپنے دل کے خرمن پر

بہار آئی ہے اک عالم نظر آتا ہے گلشن پر
جوانان چمن نازان ہین کیا کیا اپنے جوبن پر

چراغ اے چرخ لعل شبچراغ ایوان مین جھلکے
کسی کا دل نہین جلتا ہے اونکے شمع مدفن پر

وہ مشتاق اجل ہون دوست دشمن کو سمجھتا ہون
گمان خضر مجکو راہ مین ہوتا ہے رہزن پر

ہوئی گریان اگر آکر لحد پر درفشانی کی
ہنسے جب کہلکہلا کر وہ چمن [illegible] ہی پہول مدفن پر

بہار ایسی دکہائی قطرہ ہائے خون بسمل نے
گمان دامن گلچین ہوا قاتل کے دامن پر

کیا ہے تنگ تنگی دہن نے سارے غنچون کو
مسی مالیدہ لب ہنستے ہین کیسے کیسے سوسن پر

رگ گل کم نہین نشتر سے ہے نازک مزاجون کو
بجائے گل ہے کانٹونکا بچھونا اونکے مدفن پر

اثر یہ الفت کامل دکہا دیتی ہے آخر کو
گریبان چاک گل ہین باغ مین بلبل کے شیون پر

خیال کعبہ ابروی جانان تہا جو مرتے دم
پتنگے آئے ہین بہر طواف شمع مدفن پر

نہین گل جہومتے ہین جنبش باد بہاری سے
یہ حال آیا ہے انکو نغمۂ مرغان گلشن پر

دم آخر ہے کہدو اونسے بوسے کا عوض لیلین
کسی کا بوجھ لیکر جائین کیون ہم اپنی گردن پر

ازل کے دن سے ہے جو ہین تشنہ لب جام شہادت کے
سبجا ہے جان دیتے ہین اگر وہ آب آہن پر

شکار پنجۂ شہباز نصرت ہین وہ پیری مین
ہزارون انگلیان اوٹہتی تہین جن لوگون کی چتون پر

کبھی چشم حقارت سے نظر کر تو بھی اقبال کی
عجب حسرت پرستی ہے ترے کشتی کی مدفن پر

بجھاتا ہے چراغ عمر کیون باد حوادث سے
تجلی پروانہ وار اے دل کسیکے روی روشن پر

نہ تیزی چاہیئے جنگ آزمودہ کو لڑائی مین
کہ غالب سر لوہا ہے ہمیشہ گرم آہن پر

نہ لین نام الفت پہر کسیکے سامنے عاشق
قسم لیتا ہے وہ سفاک رکہکر تیغ گردن پر

مین کیا کعبہ کو جاؤن تبکدے مین کیا رکہون قدم
بد و نیک جہان ہی گردن شیخ و برہمن پر

ذرا سی بات مین تم آشنا اونسے بگڑتے ہو
نگاہ گرم اہل دل نہین کرتے ہین دشمن پر

نظر جب اہلہ صنع صانع قدرت پہ لازم ہے

عبث وارفتہ ہین تصویر کے ہم رنگ و روغن پر

اوٹھایا بار الفت جب سے ترے دیوانے نے سر پر
لکھا لفظ معانی کاتب قدرت نے دفتر پر

نہوا اے منعمو مغرور مال و دولت و زر پر
کہ دیکھو یاس کا عالم ہے کیا قبر سکندر پر

لحد مین جا کے ان اٹکھیلیوں سے ہوگا چھٹکارا
جئین گے جب تلک دنیا مین کھیلیگی قضا سر پر

شب فرقت مین مجکو تیری نیرنگی جو یاد آئی
طبیعت نے مرے بدلا نہ کیا کیا رنگ بستر پر

مکدر گور سے اوٹھا جو مین روز قیامت کو
تکدر دل کا پردہ ڈال دیگی گرد ہی محشر پر

دم طاعت خیال عارض شفاف جانان ہے
بجا ہے سجدہ کرنا سجدہ گاہ سنگ مرمر پر

وہ آئے گھر مرے پر شرم کو بھی ساتھ لے آئے
گلا اونکا کرون یا روؤن مین اپنے مقدر پر

کھلا حال نوشت کاتب تقدیر مستی مین
نظر جب پڑ گئی رندونکی ساقی خط ساغر پر

دھوان نالونکا فرقت مین نہین ہے ساتھ اشکونکے
یہ ابر تیرہ و تاریک چھایا ہے سمندر پر

کلیجے چھیدتا ہے سب کی اوسکا ناوک مژگان
گلے کٹتے ہین مشتاقونکے اوس ابرو کے خنجر پر

گذرتے ہین تو وحشت دلکو کیا کیا ہجر ساقی مین
گمان زہر قاتل ہے شراب روح پرور پر

وہ میرے دلکی بیتابی پہ شوق دید مین سمجھے
کہ رکھا وعدہ دیدار کو فردا ہی محشر پر

تری درویش مین ہے ساتھ استغنا کی وحشت بھی
بغل مین بوریا ہے پاؤن ہین تخت سکندر پر

جو ساقی بھر کے مے سے انکو اے جرا اٹھا لایا
قدم جام و سبو کے میری آنکھونپر مرے سر پر

گرے پڑتے ہین کیون دل عارض پرنور جانان پر
پتنگے خاک ہو جاتے ہین جلکر شمع سوزان پر

خفا ہوکر لگائین قیچیان صیاد نے ایسی
کہ چھد کر طایر جان رہگیا دیوار زندان پر

تلاش پوشش قد عبث رہتی ہے یارون کو
کہ کافی چادر مہتاب ہے گور غریبان پر

چراغ گل ہے چشم غزال اوس گلکی جدائی مین
گمان ہے گرد باد دشت کا سرو گلستان پر

ہوس معشوق ہرجائی کی میرے دلکو کیونکر ہو
کہ اہل وضع کم گرتے ہین مال دستگردان پر

خیالِ کاوشِ مژگانِ جانان مجکو آتا ہے
قدم رکھتا ہون مین جب دشت مین خارِ مغیلان پر

اطاعت فرض کی یون لی ہے تیری جان جانان نے
خدا کی بندگی واجب ہے جیسے ہر مسلمان پر

محبت ترک کی ہمنے کہ تم نے بیوفائی کی
ہے اسکا فیصلہ اے مہربان خدا جسکے ایمان پر

قضا کے ہاتھ مین کیون ہاتھ مجھ بیکس کا دیتے ہو
ستم ایسا روا رکھتے ہو کیون تم دینکے میدان پر

ملا وہ لطف کوچے مین تمہارے رہنے والونکو
کہ ہمسایہ سے نظر کرتے نہین ملکِ سلیمان پر

مقدر دشت سے سوئے وطن ہمکو جو لیجائے
ملین بس شوق سے آنکہونکو نقشِ پائی امان پر

نہ ایسا ہو کہین جا کم سے آگے رنگ کچھ لائے
جگر وہی ہو تو نکے چھیٹونکو نہ قاتل اپنے دامان پر

بہار آئی قدم اوٹھنی لگے پھر جانبِ صحرا
جنون پھر ہاتھ دوڑانے لگا میرے گریبان پر

گھٹا ساون کی پانی ہو گئی جسکے جماوٹ سے
جما یہ رنگ مسی کا لبِ جان بخش جانان پر

نسوئے ایک شب بھی وہ لپٹ کر میرے سینے سے
یہی ہے سرد مہری تھی پڑے پالا پہستان پر

عجب کچھ رنگ لائی اوسکی چھینٹی خون بسمل کے
بہار باغ صدقے ہوتی ہے قاتل کے دامان پر

کبابِ سوختہ کی بو جوا باتون مین آتی ہے
جلا دل صورتِ پروانہ کس شمعِ شبستان پر

ترے جانے سے قاتل دم نکل جائیگا مقتل کا
عجب اک بیکسی چھا جائیگی گنجِ شہیدان پر

مین سمجھون معتبر جرار انکے قول کو کیونکر
جو کہا کر جھوٹی قسمین ہاتھ رکھدیتے ہین قرآن پر

ردیف زای معجمہ

مر گیا وصل کی شب سنکے گجر کی آواز
ہو گئی حق مین مرے کوس سفر کی آواز

رنگ فق ہو گیا چہرے پہ سفیدی چھائی
جب سنی وصل کی شب مینے گجر کی آواز

نامہ اوس غیرتِ بلقیس کا لایا شاید
آتی ہے کان مین ہدہد ترے پر کی آواز

چلگئی غم کی چھری میرے جگر پر شبِ وصل
آ گئی کان مین جب مرغِ سحر کی آواز

وہ رہِ منزل سے گیا قافلہ سوتے ہی رہے ہم
وای قسمت نہ سنی کوس سفر کی آواز

گھر مین بالونکو مرے کہتے ہین وہ سن سنکر
آج پھر آتی ہے اوس خستہ جگر کی آواز

مرتبہ مین کس وناکس ہون برابر کیونکر
میل سے مس کی بدل جاتی ہے زر کی آواز

عمر بھر کاتب اعمال چپ و راست رہے
نہ سنی ہمنے اودہر کی نہ اودہر کی آواز

کاشف جبرار کہلین بخت نجف مین پہونچون
روضۂ پاک سنائے مجھے در کی آواز

ردیف سین مہملہ

ایک سی ہے گردش لیل و نہار اب کی برس
چال کیا بھولا ہے چرخ کج مدار اب کی برس

ہی عجب کیفیت فصل بہار اب کی برس
مست ہی ہر نرگس شب زندہ دار اب کی برس

یہ جنون زا آئی گلشن مین بہار اب کی برس
چلتے ہی باد صبا دیوانہ وار اب کی برس

ہوا ہے منظور سیر لالہ زار اب کی برس
دیکھئے کس کس کا دل ہو داغدار اب کی برس

دشت مین برباد ہے کسکا غبار اب کی برس
ابر روتا ہے جو اوٹھکر بار بار اب کی برس

ٹکڑے ٹکڑے جیب گل بلبل کا سینہ چاک چاک
فتنہ خیز آئی گلستان مین بہار اب کی برس

قدردان گل کہان ہین بلبلین محبوس دام
منہ دکہائیگی کسے فصل بہار اب کی برس

شانہ گیسو مین جو کرتی تہی نہ پچھلے سال تک
ہو گئی ہین وہ بلا ہی روزگار اب کی برس

پھیلا ہے قاف کی جانب مجنے جوش جنون
کیا عجب پریونسے ہو بوس و کنار اب کی برس

ہے مثال ابروی ساقی ہلال ماہ صوم
کیون نہ روزہ ہی سے کہولین [illegible] اب کی برس

باغ مین ہر اک قدم پہ ستی ہین طاوس و کبک
کیا چلن تیرا دکہاتی ہے بہار اب کی برس

خون سے تہالے بہرے کہسار پر لالہ کہلا
خونچکان ایسا ہے ابر تیغ یار اب کی برس

جہومتا ہے باغ مین ہر نخل گل مانند مست
آئی کس میکش کے کوچے سے بہار اب کی برس

دیکھ کر کہتا ہے ساقی میرے آہونکا دھوان
واہ کیا اوٹھی گھٹا تاریک تار اب کی برس

فصل گل آئی جنون تہی تو کیفیت دکہا
شیخ و زاہد کی ہون جیبین تار تار اب کی برس

باغبان نے طرفہ چھا لی خون بلبل سے دری
بوستان ہین نئے نقش و نگار اب کی برس

ہے جو نظرون سے نہان تیری کمر اے گلعذار
ہر رگ گل چشم بلبل مین ہے خار اب کی برس

کس کے الفت مین یہ روشن کی ہے اپنے شمع داغ
گل ہین بلبل پہ فدا پروانہ وار اب کی برس

حسرت نظارہ اک مدت سے ہے جرار کو
منہ دکھا اے خسرو دلدل سوار اب کی برس

ذبح کے دم وہ نظر آیا رخ بسمل اوداس
تیغ روی خون کی آنسو ہوا قاتل اوداس

اس طرح پیرہن بنتا ہے ہمارا دل اوداس
پڑ گئے پہ جیسے معزولی مین ہو عامل اوداس

خاک اوڑتی ہے یہان ہین ہر و نکی ال اوداس
کتتے ہین جو نیا جسے کتنی ہے یہ منزل اوداس

ہمسفر کوئی نہین نا دیدہ ہے راہ عدم
دل مسافر کا نہو کیونکر سر منزل اوداس

بیگنا ہی ہو گئی ثابت کسے مقتول کی
سر جھکائے ہے روان مقتل سے جو قاتل اوداس

روح کو کاشانۂ تن ہو گیا محنت سرا
ہے یہ بے شمع جمال یار قصر دل اوداس

شیشہ خالی جام واژون ساقی و میخوار چپ
ایک میرے مرتے ہی کیسی ہوئی محفل اوداس

صحبت ہمسایہ نے آخر کیا پیدا اثر
جان بھی رہنے لگی قالب مین مثل دل اوداس

محمل تن جب تہی کر جاوے گی لیلی جان
مثل مجنون یار جائین گے پس محمل اوداس

خوف آتا ہے مجھے مقتل مین یہ ہنگام قتل
ہو نہ میرے سخت جانی سے کہین قاتل اوداس

کیا کوئی میکش گیا بزم جہان سے تشنہ لب
چشم تر ہر جام ہے ہر شیشی کا ہے دل اوداس

لائیے تشریف خلوت سے ذرا جلوت مین آپ
ہے جگہ خالی تمہاری ہے بہت محفل اوداس

کہتی تہی شیرین کہ کیا گذری سر فرہاد پر
خود بخود ہے آج سینے مین جو میرا دل اوداس

قتلگہ مین بیکسی یہ چھا گئی دونون طرف
اوس طرف حیرت مین قاتل ہے ادہر بسمل اوداس

ایک ہی بوسہ تو بخشا تجھکو حاتم کیا ہین
ہاتہ خالی در سے جاتا ہے ترے سایل اوداس

بے ترے اے بادشاہ کشور خوبی و ناز
مثل ایوان شکستہ ہی یہ قصر دل اوداس

وہ گنہگار محبت ہوں کہ لاشے پر مرے
حسرتیں گریاں ہیں سب ہے آرزوئے دل اداس

سامنا شاید نہ اوس خورشید خوبی سے ہوا
چرخ پر ہے آج کچھہ روئے مہ کامل اداس

باغ میں سنجیدہ خاطر کو خوشی آئی کس طرح
سیر سے ہو گلشن ہستی کے جسکا دل اداس

دشت سبزہ ابر دریا جام مینا سیر باغ
ہیں یہ سب بیکار فرقت میں اگر ہے دل اداس

خاک اوڑتی ہے مقرر خشک جب ہوتا ہے بحر
مفلسی میں کیوں نہوں دریا دلونکے دل اداس

لیگئی کیا لوٹ کر جرار گلشن کو خزان
نعرہ زن ہیں باغبان ہے بلبل بیدل اداس

دلکو ہے نظارۂ رخسار جانان کی ہوس
جیسے بلبل کو ہو گلگشت گلستان کی ہوس

کھینچ لایا وادی وحشت سے شوق کوی یار
آبلون کو رہگئی خار مغیلان کی ہوس

ایک بھی باقی نہ رکھا تونے پیراہن میں تار
اب کہان تک ہے جنون دست و گریبان کی ہوس

قافلہ صبر و توانائی کا پیچھے رہگیا
کھینچ لائی ہے عدم سے وصل جانان کی ہوس

آیا مرقد پر شہیدون کے نہ بھولے سے وہ بت
کچھہ نہ نکلی مردم شہر خموشان کی ہوس

عمر بھر دیکھا کیا میں اونکو پر وقت وداع
رہگئی نظارۂ رخسار تابان کی ہوس

ہوگئے فصل خزان میں مبتلائے غم مرگ
لیگئی بلبل گلستان سے بہاران کی ہوس

تیرے در کی جبہہ سائی ہے جسے جانان نصیب
تاج خسرو کی نہ ہے تخت سلیمان کی ہوس

کچھہ نہوگا آنے دے بالین تک ای بیخبر صنم
رہ نجا ای حضرت عیسی کو درمان کی ہوس

کھینچ لیجائیگی یوسف کو زلیخا کی کشش
کس طرح جرار نکلے پیر کنعانکی ہوس

ردیف عین مہملہ

یا الہی ہو نہ ایسی سخت جانی وقت نزع
آگئے قاتل کے جوہون میں پانی وقت نزع

ادھ کھلیا بالین پہ میرے یار جانی وقت نزع
داغ فرقت دے گیا دلکو نشانی وقت نزع

کام آئی گا نہ کچھہ زور جوانی وقت نزع
انتقام آخر کو لے گی ناتوانی وقت نزع

دل مین طاقت ہے نہ تن مین ہے نہ آنکھون مین نور
چھٹ گئی افسوس یاران جوانی وقت نزع

کم نہ تھا کچھہ تازیانے سے مرا تار نفس
اوڑ گیا کوسون سمند زندگانی وقت نزع

خال رخ کی ہے نہ اسکی گوہر دندان کی یاد
بند مرغ روح پر ہے دانہ پانی وقت نزع

پھولے سرسون کیون نہ انکھون مین بھلا بیمار کے
آگئی ہو پہنے لباس زعفرانی وقت نزع

چاہتا ہے دل کہ دھو جائین دم آخر گناہ
بے سبب کب آنسوؤنکی ہے روانی وقت نزع

قصۂ دنیا ہی دون سننے کی کسکو تاب ہے
ہے فراموش اب ہمین اپنی کہانی وقت نزع

چار جانب بے سبب تکتی نہین اپنی نگاہ
ڈھونڈھتی ہے اسکی چشم مہربانی وقت نزع

صورت تار نفس ہو رشتۂ الفت بھی قطع
ہو اگر تیغ اجل کی مہربانی وقت نزع

ہیچ ہے نیرنگ ہستی اصل کچھہ اسکی نہین
ٹوٹ جائیگا طلسم زندگانی وقت نزع

خط جانان پڑھہ سکون فرصت کہان قاصد مجھے
کچھہ سنا دے آج پیغام زبانی وقت نزع

راحت و آرام و عقل و طاقت و ہوش و حواس
مہربان کرنے لگے نامہربانی وقت نزع

صبح وصل یار ہے کیونکر نہون مین بدحواس
قطع ہوتی ہے امید زندگانی وقت نزع

وعدۂ دیدار قاتل سے ہوا فردائی حشر
روہی بسمل اسلئے ہے ارغوانی وقت نزع

یاد دل مین نام لب پر ہو ترا اجرار کے
یاالٰہی ہو یہ تیری مہربانی وقت نزع

ردیف غین معجمہ

نسیم صبح نے کیا بیخطر بجھائی چراغ
کبھی پتنگ کو دینا تھا خونبہائی چراغ

مین وہ ہون قبر پہ میرے جو کوئی لائی چراغ
غضب ہین آکے نسیم سحر بجھائی چراغ

جہان ہین جلوہ فروز آپ ہین وہین عاشق
پتنگ رہتے ہین جس طرح سے فدائی چراغ

نسیم صبح کے جھونکے جو سرد مہر چلے
پتنگ رونے لگے کہکے ہائی ہائی چراغ

صبا نے اوسکو کسی دن نہ بار دوش کیا
پڑی ہی ہے خاک پتنگو نکے زیر پا ہی چراغ

جہان کو فیض ہے عین احتیاج مین پابند
مکان مین نور ہے ظلمت ہے زیر پا ہی چراغ

نصیب جسکو ہو معشوق وش شاخ نبات
چہل ستون مین نہ کس طرح وہ جلا ہی چراغ

کسی کا دل نجلا میری بیکسی پہ کبھی
اگر جلا تو جلا دل مرا بجا ہی چراغ

سیاہ بخت ہون مین نور میرے گھر مین کہان
نہ دیکھی دیدۂ روزن نے بہی ضیا ہی چراغ

قصور قیصر و فغفور جا ہی عبرت ہین
کہ چشم غول ہے ہر طاق پر بجا ہی چراغ

جو اوسکی چہرہ پہ بانی حرم ہوئی قائل
تو گھی کے مسجدون مین غیر نے جلا ہی چراغ

تمہارا عارض روشن جو دیکھ لے وہ بہی
یقین ہی بخجالت مین ڈوب جا ہی چراغ

نقاب تم جو اوٹھاؤ رخ منور سے
فروغ انجمن دہر مین نہ پا ہی چراغ

ہو اگمان جو آنکھو نسے لخت دل نکلے
کسی نے چشمۂ جاری مین یہ بہا ہی چراغ

نظر وہ زلف جو آئی تو داغ دل سے شما
کبھی نہ کا کے آگے رہی ضیا ہی چراغ

سیاہ خانۂ دل مثل طور روشن ہو
جو داغ دیکھے کوئی برق وش جلا ہی چراغ

عجیب روضۂ شاہ شہید ہے جرار
ملایکہ کی ہین آنکھین وہان بجا ہی چراغ

ردیف فا

آپ سے جاتا نہین مین کوہی قاتل کی طرف
دل مجھے کھینچے لئے جاتا ہے منزل کی طرف

دل نہین میری طرف کچھ مین نہین دل کی طرف
مین بہی قاتل کی طرف ہون دل بہی قاتل کیطرف

کاسہ بنجا ہی نہ کیونکر کیسۂ لعل و گہر
تو نگاہ لطف سے دیکھے جو سایل کی طرف

کہا نشون نے دامن لیا چہائی سے لپٹا کر دیا
قیس جب بڑہ کر چلا لیلی کے محمل کیطرف

جانب چاہ ذقن جرار جاتا ہے عبث
پہنس گئے اگر فرشتے چاہ بابل کیطرف

ردیف قاف

تو جو پوشیدہ ہے اے روح روانِ عاشق
تن سے رخصت طلبی کرتی ہے جانِ عاشق

نالۂ بلبل گلشن ہوا داغ سے کیا
غیر کیا جانین بھلا طرزِ فغانِ عاشق

عشق کے نام سے ایسا وہ سے ننگ آتا ہے
چاہتا ہے نہ رہے نام و نشانِ عاشق

چاہیے یار کی ہر شے ہو نگہ مین بے مثل
وصف معشوق مین قاصر ہو زبانِ عاشق

کیون نہ ہر بات مین تسخیر کرے پریون کو
کہ اثر سحر کا رکھتا ہے بیانِ عاشق

تیغ ابرو ہے معشوق کی یا تیر مژہ
سب یہ حربے ہین جہان مین پئے جانِ عاشق

آفتین آئین کہ گردون سے بلائین آئین
نام معشوق رہے وردِ زبانِ عاشق

تو خفا ہو کے اکیلا نہین مجھ سے گیا
لیکے ہمراہ گیا تاب و توانِ عاشق

اثر اتنا تو کرے الفت کامل پیدا
دل معشوق مین ہو جائے مکانِ عاشق

عشق سے اوسکو یہ نفرت ہے اگر بس چلتا
دہر مین نام کو رکھتا نہ نشانِ عاشق

گلشن حسن ہمیشہ ترا آباد رہے
زمزمے اسپہ کرے بلبلِ جانِ عاشق

حق جلاد مین کرتا ہے دعائین جرار
زیر خنجر کوئی رکھتی ہے زبانِ عاشق

مست چلکے دور نہین اب درِ کاشانۂ عشق
المدد المدد اے ہمت مردانۂ عشق

صافی عقل ہے درد تہ پیمانۂ عشق
خاک آدم ہے غبارِ درِ میخانۂ عشق

وحشت صور سرافیل سی ہم بھول گئے
سنکے اک نالۂ ناقوس صنم خانۂ عشق

حسن کی شمع سے کہدو کہ قدم رنجہ کرے
بزم مین فرش ہین بال و پرِ پروانۂ عشق

سیم و زر اونکو مبارک ہے جو عاقل ہین
طوق و زنجیر ہے زیور پئے دیوانۂ عشق

بادشاہون کو خدائی ہے ہمی رہ کی پسند
چغد بنتا ہے ہما دیکھ کے ویرانۂ عشق

گاہ گاہ ایک نگہ مست ادہر بھی ساقی
مے سے بھر جائین خم و شیشہ و پیمانۂ عشق

روح کو تیرے پہنچ جائی ہمارے پس مرگ
چشم خاکی ہو جو خاکِ درِ میخانۂ عشق

تو جو پروانے دکھا دے رخ روشن اپنا
شعلۂ شمع سر طور ہو پروانۂ عشق

فکر دنیا ہے نہ اندیشۂ عقبیٰ اونکو
فارغ البال ہیں کیا ساکن ویرانۂ عشق

کوئی قاتل میں پہنچنے کی تجھے کب طاقت ہے
لیے جاتی ہے مگر ہمت مردانۂ عشق

ظلم کسکسکے اوٹھاؤں میں ترے کوچے میں
سنگ بیداد بہت ایک ہیں دیوانۂ عشق

یاد وحشت میں جو اوس مہر لقا کی آئے
رشک گلزار جنان ہوگیا ویرانۂ عشق

ایک شب بھی نہ ہوا ہجر کا قصہ کوتاہ
عمر بھر اوسکو سنایا کئے افسانۂ عشق

دل جلے گا نہ کسے کا مرے مرنے کے بعد
میری دم تک ہے فقط روشنی خانۂ عشق

حال دل سنکے مرا اوسنے جلیسوں سے کہا
قصۂ ہوش ربا کہتا ہے دیوانۂ عشق

تیغ قاتل کی جو محراب دکھا دے قسمت
ایک سجدے میں ادا کیجئے شکرانۂ عشق

کبھی گریاں کبھی خنداں کبھی ناخوش کبھی خوش
ایک بتا نہیں حال دل دیوانۂ عشق

کروٹیں قبر میں لینے لگے لیلے کے لاش
ابتدا ہی قیس حزیں ختم کر افسانۂ عشق

تو وہ لیلی ہے جو محمل کا اوٹھا دے پردہ
قیس ساں سارا عرب ہووے ہی دیوانۂ عشق

بادۂ الفت حیدر سے ہوں مستانہ جرار
دیدہ و دل ہیں مرے شیشۂ و پیمانۂ عشق

ردیف کاف

کریگا قتل جہان کو بت حسین کب تک
چڑہی رہے گی غریبوں پہ آستین کب تک

یہ کہہ عاشقوں نے ابی بت حسین کب تک
رہے گا کشور خوبی تہ نگین کب تک

کہے یہ کوئی سرافیل سے کہ ہونکیں صور
اوٹھائیں جور فلک ساکن زمین کب تک

ہے آرزو ترے شمع جمال نے دلکو
رہے مکان یہ اے دوست بے مکین کب تک

دکھائیگی مجھے جلوہ عروس طبع مری
دولہن بنی رہے گی یہ دولہا سے شرمگین کب تک

بہار حسن دو روزہ پر اعتبار ہے کیا
رہین گے سرخ یہ رخسار یار بین کب تک

ہزار کوہ اسے تھامین یہ کوئی تھمتا ہے
اوٹھائیگی ہمرا بار گنہ زمین کب تک

کمان کی طرح کبھی چاک ہوگا دل میرا
چھپائیگا رخ پرنور مہ جبین کب تک

معاف جرم کرو بر سر کرم آؤ
رہوگے عاشقون پر اپنے خشمگین کب تک

وہ ہمکو بھولے ہین ہم اونکو بھول جائینگے
وفا کریگا جفا مین دل حزین کب تک

خیال جامہ دری کا ہے دست وحشت کو
بچین گے اس سے گریبان و آستین کب تک

جو سر کو پاؤن پہ رکھتا ہون یار کہتا ہے
دہرے رہوگے قدم پر مرے جبین کب تک

خیال زلف کا جاتا نہین کبھی دل سے
رہیگا زخم جگر وقف مشک چین کب تک

پڑیگا تفرقہ یہ روح چار عنصر مین
مکان درست رہیگا یہ بی مکین کب تک

کمال شوق سے جبار کے نہین واقف
کروگے وصل کی شب تم نہین نہین کب تک

ہے جستجو مین تیرے اسی شہسوار ابتک
کیونکہ ہو پریشان اپنا غبار اب تک

فرقت مین مر گئے ہم آیا نہ یار اب تک
نرگس اوگے لحد پر ہے انتظار اب تک

وہ خاک پر بہا ہے اک روز بھی نہ آئی
دل مین بھرا ہے اونکے شاید غبار اب تک

جس خاک پر کہ تیرے کشتی کا خون گرا تھا
اوگتا ہے وہان سے لالہ اے گلعذار اب تک

ہے برق خرمن جان کسکا تلون امی لی
قوس قزح ہے دود شمع مزار اب تک

بالین پہ میرے آجا اکدم کو اے مسیحا
آنکھین نہین تو کے ہے یہ جان زار اب تک

وصلت مین تیرے رولنے کیا کیا مزا اوٹھائے
یاد آگئے ہین وہ لطف و بوس و کنار اب تک

سحر و نیز احسجا ای مہوش گرا ہے
اوگے ہین ہوش مین سے نخل چنار اب تک

مدت ہوئی چمن سے واقف نہین ہین لیکن
کانون مین ہیان بھرے ہین صوت ہزار اب تک

مرقد پہ فاتحہ کو تو ایک دم نہ آیا
کشتہ ترا لحد مین ہے بیقرار اب تک

جس گل کو دیکھتے ہیں ہوتا ہے دل شگفتہ
پاتے ہیں اس چمن میں کچھہ بو بہار اب تک

گذرا تھا شاہ خوبی کوئی تو اس چمن میں
دست سوال کیوں ہے ہر شاخسار اب تک

گو ترک مہر و الفت مدت سے ہو چکی ہے
آتی ہے یاد لیکن دو چار بار اب تک

ویران سرای دل ہے پر رنج و درد و غم سے
آ بیٹھتے ہیں مسافر دو تین چار اب تک

وہ ترک خواب میں ہے اتنی ہی خیر ورنہ
کوچے میں اوسکے بیٹھے لاکھوں مزار اب تک

جرار میرے دل میں باقی ہے اتنی حسرت
پہونچا نہ کربلا میں میں خاکسار اب تک

ردیف گاف

ہم خدا دوست الگ عالم ایجاد الگ
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی ہے بنیاد الگ

عشق میں ہم سے ہے کیا دل ناشاد الگ
راہ بتلا کے ہمیں ہو گیا استاد الگ

کس طرح تجھ سے مقابل ہوں حسینان جہان
قسم انسان ہے جدا قسم پریزاد الگ

ہمسری کا مرے دعوی تجھے منعم عبث
دولت دین ہے الگ دولت شداد الگ

گل ہیں پژمردہ ادھر ہاتھ سے تیرے گلچین
بلبل زار ادھر کرتی ہے فریاد الگ

حیف کی جا ہے کہ لیلی کی کہیں قبر بنی
ہو غبار تن مجنوں کہیں برباد الگ

ساتھ میرے عدم ای حسرت و اندوہ چلو
جاکی بستی مجھے اک کرنی ہے آباد الگ

خون ناحق کا مرے فاش کرے گا پردہ
دامن زخم الگ ہے دامن جلاد الگ

تیری دوری سے بھڑکتا ہے بہت یہ جان
رکھہ قفس کو سر بالین سے نہ صیاد الگ

ہوں وہ دیوانہ کہ آتی نہیں پری میرے پاس
سایہ پھرتا ہے الگ دشت میں ہمزاد الگ

کھینچتا ہو وہ تمہارے خنجر ابرو کی شبیہ
کہیں شانہ سے نہو بازوے بہزاد الگ

دیکھئے چشم کرم یار کی کب ہو جرار
فرد مطلب کی پڑی ہے مری بے صاد الگ

ردیف لام

غضب ہے سبزۂ خط اردہی یاتکے قابل
نہین یہ باغ فردوس و بہار کے قابل

مین ناتوان نہ تھا ہجر یار کے قابل
اجل رسیدہ ہو خاک انتظار کے قابل

زمین عزیز کرے گی ہر ایک جان تجکو
کہ ہوت مین ہین رحمت پروردگار کے قابل

ہین جھولیون مین جو پتھر بھرے ہوے لڑکے
کوئی جنون زدہ ہے سنگسار کے قابل

ہوائی سرد شب مہ ہے اب گلے سے ملو
ہے رات آج کی بوس و کنار کے قابل

کھنچا ہوا ہون غم ہجر کی شکنجے مین
مین نزار تھا نہ عذاب فشار کے قابل

طرح طرح کے مرے دلکو داغ دے غم عشق
یہ خانہ باغ ہے نقش و نگار کے قابل

وہ اپنا روپ تو ہر رنگ مین دکھاتی ہین
ہماری آنکھ نہین دیدار کے قابل

زبانیہ ہے جو انا الحق یہ جوش مستی ہے
سخن نہین ہے مرا اعتبار کے قابل

عبث شکنجے مین مجکو فراق نے کھینچا
سزا یہ تھی نہ غریب الدیار کے قابل

رکھین گے حضرت عیسا کہان کہان مرہم
نہین ہین داغ محبت شمار کے قابل

ادہٹاؤن داغ الم مین جگر کی قدرت ہے
نگاہ غیر ہو دیدار یار کے قابل

عنایتون کا کرون شکر مین ادا کیونکر
مرے زبان نہین وصف یار کے قابل

گذر ادہر بھی مناسب ہے ای خدنگ فگن
ہمارا طایر جان ہے شکار کے قابل

ہو مجکو عشق سے کیونکر امید سرسبزی
کہ یہ نہال نہین برگ و بار کے قابل

کدورتون سے تم اپنے تو دلکو صاف کرو
ہمارا دل نہین ہرگز غبار کے قابل

نہین ہے رحمت بیحد کا کچھ تیرے پایان
گناہ میرے نہین گوشمار کے قابل

کہونگا صحن مقدس مین شاہ کے حیدر
یہی زمین ہے میرے مزار کے قابل

کہان حیات یہی ہے جو آہ و زاری دل
کہ برق خرمن ہستی ہے بیقراری دل

اثر سرود کار کتنی ہے آہ و زاری دل
کرے وہ رقص کہاؤن جو بیقراری دل

کہو تو غیر سے ہمکو ہو کیا امید وفا
بلا ہین ترک کرے روح بھی جو یاری دل

دبا زمین مین جو دانہ ہوا وہ نخل بلند
سبب عروج ہو کیونکر نہ خاکساری دل

قدم نہ جادۂ گیسو مین بھول کر رکھے
جو ابکی دام بلا سے ہو رستگاری دل

وہ سٹ گئی جو اذیت نہ اسکی دیکھ سکے
بنا ہی روح نے کیا خوب شے طیاری دل

کہان تڑپ تھی یہ اوس مین کہان یہ بینائی
اوڑایا برق نے انداز بیقراری دل

زمین کے نیچے جو ہین سوت جا بجا جاری
یہ ایک ہی اثر جوش اشکباری دل

تڑپ مین دور ہون اس سے تحمل و ہوش و حواس
ضرور تمکو مناسب ہے پایداری دل

اٹھی وہ اٹھگئی رسم وفا زمانے سے
کہ یہ حسین نہین سنتے ہین بیقراری دل

نمک چھڑک دیا قاتل نے کیا تبسم کا
ہزار حیف ہوا در وزخم کاری دل

سواد چشم ہے جس طرح وجہ نور نگاہ
بڑھی ہی ظلمت عصیان سے ہوشیاری دل

کہون تو حال دل زار اب کہون کس سے
نہین زبان سزاوار رازداری دل

چھپا ہی سے کوئی چھپتا ہے حال عاشق کا
شکست رنگ سے پیدا ہے بیقراری دل

ہے اسکے دامن زین پر مرا جو دست غبار
عروج اپنا دکھاتی ہے خاکساری دل

زمانہ سبز ہوا چشم تر سے اے جرار
کہان کہان نہین پہنچا ہی فیض جاری دل

عشق گل سے ہے عجب رفعت و شان بلبل
تخت ہے تختۂ گل آہ نشان بلبل

رنگ گل صاف دکھاتا ہے بیان بلبل
نکہت غنچہ مین گویا ہے زبان بلبل

صفت صیاد ہوا دشمن جان بلبل
نام کو باغ مین رکھا نہ نشان بلبل

وہی نالے ہین وہی شور و فغان بلبل
نہ قفس مین بھی ہوئی بند زبان بلبل

رہی جبتک کہ تن زار مین جان بلبل
تذکرہ گل کا رہا ورد زبان بلبل

دشمن جان ہے جو صیاد تو گلچین ہے رقیب
گوش گل کر نہین سنتے کون فغان بلبل

ظلم اتنا تو قفس مین نہ روا رکہہ صیاد
کہین گہبرا کے نکل جای نہ جان بلبل

کیون نہ ہو محو وہ گلفام مری باتون پر
ہے زبان مین مرے تاثیر فغان بلبل

رگ گل کی جو یہی ہے صفت خار خلش
باغ جنت کو چلی جای گی جان بلبل

کس گل اندام پہ یارب یہ طبیعت آئی
نالے کرتا ہون جو دن رات بسان بلبل

حسرت ای نکلاہون نے دکہائی تاثیر
آہ صیاد نے کی سنکے بیان بلبل

صبر و طاقت نہ رہی ضبط کا یارا نہ رہا
فصل گل لیگئی سب تاب و توان بلبل

نہ قفس چہوٹا نسے چہاتی تو تڑپ مر جاتی
آج صیاد کے قبضے مین ہے جان بلبل

گلشن حسن وہ ہے ای گل خوبی تیرا
جان عالم کی پہڑکتی ہے بسان بلبل

گل کی کلیان ہوئین پیدا تو کٹے سر اسکے
موسم گل تہا مگر فصل خزان بلبل

تو اگر شمع ہے تو مین ہون ترا پروانہ
تو اگر گل ہے تو مین بہی ہون بسان بلبل

راہ گلشن کی خزان بہول گئی ای جرار
پیر ہوگا نہ کبہی بخت جوان بلبل

جیسے ہی عشق پری زیب دہ خانہ دل
غیرت ملک سلیمان ہے یہ ویرانہ دل

جب سے ہی یاد خدار و لب کاشانہ دل
کم نہین خانہ کعبہ سے مرا خانہ دل

قصہ کوہ کن و قیس نہ پہر خوش آئے
گوش دل سے جو سنو تم مرا افسانہ دل

سیر عالم نظر آتی ہے مجہے مستی مین
غیرت ساغر جمشید ہے پیمانہ دل

آب یاقوتی کا ہے موقع دیدہ تر
آتش عشق جلانے لگی کاشانہ دل

روشنی ہو تو نظر آئے متاع خانہ
جلوہ یار کا طالب ہے سیہ خانہ دل

کس خوشی سے طرف کوچہ چلا ہے قاصد
آفرین ہے تجہے ای ہمت مردانہ دل

زیست بہر دلسے نہ عشق بت ترسا نکلا
کبہی کعبہ نہ ہوا اپنا صنم خانہ دل

بیش قیمت ہین جو جانان لب لعلین ترے
پاس میرے بھی ہے اک گوہر یکدانۂ دل

کچھ پریشانی کچھ الجھن شب وصلت تھی
زلف معشوق سے واقف نہوا شانۂ دل

تاب دوری نہین اب روضۂ شہ کی جرار
بادۂ شوق سے لبریز ہے پیمانۂ دل

جان صدقے کری سر قدمونپہ واری بسمل
خون کیونکر سر قاتل سے اوتارے بسمل

جب نہو پاس کوئی یار نہ ہمدم نہ رفیق
غیر قاتل کسی مقتل مین پکارے بسمل

جلد خلعت سے شہادت کے سرافرازی ہو
جامۂ عاریتی تن سے اوتارے بسمل

کسکے ہین شربت دیدار کے پیاسے یارب
دیر سے کرتے ہین پانیکے اشارے بسمل

چاہیے شکوہ نہ قاتل کا زبان تک آئے
سر پہ تیرے جو چلین ظلم کے آرے بسمل

تو جو مقتل سے چلا گھر کی طرف اے قاتل
چشم حسرت سے لگے دیکھنے سارے بسمل

نکوئی یار نہ مونس ہے نہ ہمدم نہ رفیق
جز خدا کون ہے اب کسکو پکارے بسمل

پاس اس خیمۂ گردونکا مناسب ہے تجھے
بھوک سے روک لے آہونکے شرارے بسمل

نگہ تیز جو صیاد نے کی جانب دشت
ہوگئی ذبح ہرن اور چکارے بسمل

شام سے یاد لبس ہنسی ہے اوس قاتلکی
صبح تک گنتے ہین افلاک کے تارے بسمل

زندگی آرزوی مرگ مین ہوتی ہے بسر
جیتے دنیا مین ہین مرنیکے سہارے بسمل

سر جو کاٹا تو سبکدوش کیا اے قاتل
جان کیونکر نہ قدم پہ ترے وارے بسمل

دم آخر ہوا نظارۂ قاتل نہ نصیب
دست و پا خاک پہ کس طرح نہ مارے بسمل

اک گنہگار نظر آتا ہے لاکھون جلاد
کہکے قاتل کسی مقتل مین پکارے بسمل

قبر پر کشتونکے کہتا ہے یہ رو کر قاتل
آج دنیا سے سوے خلد سدھارے بسمل

شوق مہدی مین ہے جرار عجب بیتابی
قدم پاک کے مشتاق ہین سارے بسمل

کوکب بخت کو منظور ہوئی یاری دل
داغ اوس ماہ کا آیا پئی غمخواری دل

یار رکھتا ہے جو انکار مددگاری دل
موت ہی آئی کسیدن پئی غمخواری دل

جنکو دیوانہ سمجھتے ہیں وہی عاقل ہیں
نام غفلت کا ہے اس شہر میں بیداری دل

سکہ داغ جنون سے ہے یہ بالکل جانے
کس طرح رووں نہ میں دیکھکے ناداری دل

بیدلی میں نہیں پاتا جو وفادار کوئی
یاد آتی ہے بہت مجکو وفاداری دل

دوست کے رنج کا ہو دوست کو کیونکر عالم
رد مجکو قید مصیبت سے گرفتاری دل

مثل قارون مجھے ڈر ہے نہ زمین میں لیجائے
بار احسان ہے فقط وجہ گرانباری دل

سر بالین مرے تا دیر مسیحا رویا
جب نہ ثابت ہوئی تشخیص سے بیماری دل

بعد رسوائی کا تم مجکو اولہنا دینا
پہلے ثابت تو کرو کوئی گنہگاری دل

روح سینے میں ہے بیچین جگر کو نہیں تاب
شاق ہے اہل محلہ کو بہت زاری دل

ساتھ اوسکے خرد و طاقت و آرام گئی
خانۂ دل میں کرے کون عزاداری دل

بانگ ناقوس و اذان و دنوں ہیں مرغوب اپنے
جانب دیر ہے یا کعبے کو طیاری دل

نہ تو ہے دام نہ زنجیر وہ گیسو جرار
ہمکو معلوم نہیں وجہ گرفتاری دل

ہوشیار ونسے تو ہوتی نہیں غمخواری دل
ایجنون تجکو مناسب ہے مددگاری دل

کوئی سنتا نہیں حال سب زاری دل
قصۂ کہنہ ہے احوال گرفتاری دل

سیکڑون داغ محبت نظر آئے اسمین
چاک سینہ جو ہوا کھل گئی گلکاری دل

تیغ ابرو کی کھنچی تیر بھی مژگان کی چلے
جلد کر جلد کہ اے داغ سپرداری دل

چمن کوچہ جانان میں یہ اوڑکر جانا
قفس تن میں نہوتی جو گرفتاری دل

مجکو ہر شب ہی کھٹکا ہے شب فرقت میں
خانۂ تن کو جلائے نہ شرر باری دل

عشق کے نامہ خرابی مرے تقدیر میں تھی
ہے خطا آنکھوں کی سمجھیں نہ گنہگاری دل

ایک دن آپ کا شکوہ نہ زبان پر آیا
کون سی رات نہ پہلو میں سنی زاری دل

قلزم غم میں یہ شب ڈوب چلا تھا لیکن
آپ کی یاد نے کی آ کے مددگاری دل

لیگئے بیت شفا میں نہ سوئے کوچۂ دوست
ہو سکی ہم سے کسی دن نہ پرستاری دل

بیوفائی کا نہ دھبا ترے دامن کو لگے
سیکھ لے تو بھی اگر طرز وفاداری دل

مول لینا تمہیں منظور نہیں ہے تو نہ لو
گروی ہیں اور حسین بھر خریداری دل

کام بگڑے ہوئے سب بنگئے تیرے جرار
آئی ہیں شیر خدا بھر مددگاری دل

چاہیئے کوچۂ جاناں میں مزار بسمل
در بدر ہو نہ کہیں مشت غبار بسمل

اپنے مذبوح کا کیا پاس ہے اے قاتل کو
پاک دامن سے کیا گرد غبار بسمل

کہیں معشوق مصیبت میں خبر لیتے ہیں
ہاں اجل کرتی ہے آباد کنار بسمل

سائے میں اسکے ٹھہر جائیں گے گلفام اگر
گل کھلائے گا عجب نخل مزار بسمل

نہ کوئی قبر پہ رویا نہ ہوا سوگ نشین
الم و غم میں فقط تعزیہ دار بسمل

حسرت آلودہ وہ نالے کئے اوسنے خاک
شوق سے سر کے اٹھا ہے ہوا سنگ مزار بسمل

مرتے دم شکوۂ بیداد نہ لایا لب پر
دل سے اک قطرہ بھی نکلا نہ غبار بسمل

تو جو مقتل سے چلا گھر کی طرف اے قاتل
ساتھ ہی تیرے چلی صبر و قرار بسمل

زرد عارض ہوئے چھائی ہے اداسی منہ پر
لوٹ لیتی ہے خزاں رنگ بہار بسمل

عشق قاتل کے شکنجے میں یہ تکلیف کھنچا
قبر کرتی ہے عبث فکر فشار بسمل

سر جو مقتل میں کیا یا تو یہ قاتل کے نثار
سیکڑوں من کا اوتر جائے گا بار بسمل

تو نے قاتل وہ سر معرکہ سفاکی کی
ہو نہیں سکتا ہے مقتل میں شمار بسمل

جان اس لطف سے مقتل میں فدا کی ایسی
حوریں جنت سے ہوئیں آ کے نثار بسمل

شب تیرہ میں جو گذرا سر مرقد وہ شوخ
شعلۂ طور ہوئی شمع مزار بسمل

نشہ بادۂ الفت نہ گیا جیتے جی
موت آئی تو ہوا دور خمار بسمل

وعدۂ وصل قیامت پہ کیا قاتل نے
حرف مطلب نہ ہوا گوش گذار بسمل

یا علی نکلی جو منہ سے دم آخر جرار
منزل گور میں آسان ہو فشار بسمل

ردیف میم

تا زندگی جدا ہوں نہ اس مہ لقا سے ہم
جرار مانگتے ہیں دعا یہ خدا سے ہم

لائے کبھی چمن سے قفس تک بوئے گل
صیاد کیوں کریں نہ شکایت صبا سے ہم

دل میں ہمارے شوق سے آئی خیال زلف
فرقت میں کوئی دن تو رہیں کالی بلا سے ہم

کس سے طلب کرینگے قیامت میں خونبہا
بیٹھے ہیں زیر خنجر قاتل رضا سے ہم

آتا ہے دل میں حسرت عارض رقم کریں
شنگرف مانگ کر ترے رنگ حنا سے ہم

کعبے میں ہے دعا کہ پہنچ جائیں بتکدے تک
پامال بت ہوں چاہتے ہیں یہ خدا سے ہم

مانند خضر کسکو ہے منظور زندگی
لب تر کرینگے لیکے نہ آب بقا سے ہم

عاشق ہوئے تھے اوس بت قاتل پہ کسلئے
بے موت مر گئے کہ مرے ہیں قضا سے ہم

گلشن میں میکشی کی نہیں ہمکو احتیاج
اے عندلیب مست ہیں تیری صدا سے ہم

اس قافلے میں تیز قدم ہم سا کون ہے
سو کوس آگے بڑھ گئے بانگ درا سے ہم

جرار قبر میں جو ہوے دفن شکر ہے
پہنچے نجف میں یاوری بخت رسا سے ہم

ردیف نون

گدا وہ ہوں مری نیت میں حرص مال نہیں
زبان ہے منہ میں مگر طاقت سوال نہیں

وہ کون دل ہے کہ جسمیں خیال خال نہیں
وہ کون کعبہ ہے جسمیں کہ یہ بلال نہیں

ڈرے گا قتل سے مقتل میں کیا وحشی
چرائی شیر نے آنکھیں یہ وہ غزال نہیں

بھرا ہی جوش محبت مری رگ و پی مین
ہین کس زبان سے کہون جو ہین اس وصال مین

اس انجمن مین بجز سنگ محتسب سے ساقی
وہ کون کاسۂ دل ہے کہ جسمین بال نہین

فروتنی ہی سے قفل دہن نہین واعظ
جواب مین تجھے دیتا زبان لال نہین

ہزار عشق کی منزل مین راہزن گھیرین
متاع مہر و محبت کو کچھ زوال نہین

جہان مین کس سے ترے حسن کو ہمین نسبت
ترا جواب نہین ہے ترا مثال نہین

وہ خوش ہین یار و نہین اپنے کوئی جی کہ مرے
کسیکا رنج کسیکا او نہین ملال نہین

نجات سے ہی تجھے یاس کیسی جرار
شفیع ہون نہ پیمبر یہ احتمال نہین

مری اجل مین جو وہ رشک آفتاب نہین
جگر کباب ہے کیفیت شراب نہین

جہان مین داغ جگر کا مرے جواب نہین
یہ وہ قمر ہے کہ محتاج آفتاب نہین

کسی سے ہو نسکا رد نوشتۂ تقدیر
کہ اوسکے دستخط خاص کا جواب نہین

عذار یار کا ہمسر ہو کون جسپر تو
کلام حق کا سوا نقل کے جواب نہین

خیال یار در آمیری خانۂ دل مین
کہ روک ٹوک نہین پردہ و حجاب نہین

صدائی حلق بریدہ ہوان مین تہانے مین
سوائی رحم کبھی لایق عتاب نہین

ہماری لاش پہ رو دیا یہ کہکے وہ قاتل
اوٹھو زمین ہے یہ مقتل کے فرش خواب نہین

ہزار ولت ٹوٹتے عاشق تمہارے گر گر کر
ہزار شکر کہ چاہ ذقن مین آب نہین

اجل قریب ہے قاتل کھڑا ہے بالین پر
دم دعا ہے دلا وقت اضطراب نہین

تمہارے عارض روشن کو کیا کوئی دیکھے
نظر کو تاب تماشای آفتاب نہین

حریم دل مین بجز یار غیر کے نہین جا
یہ کعبہ وہ ہے جہان دخل شیخ و شاب نہین

وہ ہنسکے کہتے ہین داد و ستد پہ بوسو نکے
یہ لین دین وہ ہے جسکا کچھ حساب نہین

چھٹی گا دامن الفت نہ مجھسے اے ناصح
لکیرین ہاتہ کی کچھ نقش موج آب نہین

کریگا عشق اون آنکھونکا دربدر رسوا
ہوئی نہین چھپ کے یہ وہ ساغر شراب نہین

لہو شہید محبت کا کس طرح اوچھلے
کہ ریش پیر فلک لایق خضاب نہین

ہر ایک سر مین بھری ہے نسیم عشق ترے
ہوا سے بحر مین خالی کوئی حباب نہین

سمند ناز پہ تم اپنے جلوہ فرما ہو
وہ کون چشم ہے جو حلقۂ رکاب نہین

بہت ہے سہل فنائی ہے سبک روان عدم
کہ ایکدم کے سوا وقفہ حباب نہین

ضرور صاحب جوہر کو ہے جلای وطن
صدف مین آبروئی گوہر خوشاب نہین

دراز ہجر کی شب دن ہے وصل کا کوتاہ
مگر جہان مین تحویل آفتاب نہین

اوٹھا ہے ابر سیہ مست کوہسار و نسیمے
ہزار حیف کہ ساقی نہین شراب نہین

تمام اوسکی ریاضت ہے خاک ای جرار
جو خاک راہ جناب ابو تراب نہین

گذشتہ بزم احبا کا یادگار ہون مین
خزان رسیدہ ہون افسانہ بہار ہون مین

کسیکو رنگ کہایا نہ میری خوبی نے
بہار لالۂ صحرا و کوہسار ہون مین

زبان خامہ ہون گویا مین ہو نہین سکتا
وگرنہ واقف مضمون خط یار ہون مین

رکون تو خانۂ ہستی گراون صورت سیل
کھنچون تو جوہر شمشیر آبدار ہون مین

خوشی نہین ہے ہنساتی ہے مجکو بیخبری
تبسم لب اطفال شیرخوار ہون مین

نہ بات بات مین کس طرح رنج ہو مجکو
مزاج یار ہون طبع علیل و زار ہون مین

یہان ہے غم مری مرنیکا خوش ہین اہل عدم
کہین خزان ہون کہین آمد بہار ہون مین

یہ راہ وادی غربت مین تھک کے سویا ہون
پہونچکے جو صور قیامت تو ہوشیار ہون مین

زبان تیغ سے اپنون کی کم نہین تشنیع
شہید نخوت ابنای روزگار ہون مین

نجات ہوتی نہین مگر زال دنیا سے
یہ لپٹی جاتی ہے دامن کشان ہزار ہون مین

صدا یہ دیتی ہے پردے سے مجکو روح مری
محافظت مری لازم ہے مستعار ہون مین

یہ رات دن ہے خدا سے مری دعا جرار
ملے وہ مجکو کہ جسکا امیدوار ہون مین

وہ داغ ہون کہ گلِ فرقِ اعتبار ہون مین
وہ اشک ہون کہ دُرِ تاجِ افتخار ہون مین

عجب نہین ہے جنون مین جو سنگسار ہون مین
ثمر ہین باغ بدن نخل میوہ دار ہون لکن

کہو تو سحر ہین کیونکر نہ اوسکے زار ہون مین
وہ گل یگانہ ہی پہلو کا جسکے خار ہون مین

دعا ہی درد رسیدہ ہون مین زمانے مین
تحیرِ دل بی یار و بے دیار ہون مین

پڑی ہین ہجر تفکر مین آشنا سارے
غریق ورطۂ دریای بیکنار ہون مین

ہوی ہین عشرت و غم میری اتحین توام
صدای خندہ گل نالۂ ہزار ہون مین

کدورتون سے عبث خاک مین ملا ہی ہو
خفا ہو کہ اسی در کا خاکسار ہون مین

عزیز خاطر یاران ہون تیرہ بختی مین
سواد زلف ہون خالِ رخِ نگار ہون مین

کیا ہے یار نے وعدہ جو مجھسے آنے کا
تو شام سے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

سنبھوڑ دراہ مین تم مجکو قافلے والو
کہ ملک غیر ہے بے یار و بے دیار ہون مین

بدن ہے داغون سے بدہی گلو کی ای جرار
خدا کرے کہ کسی کے گلی کا ہار ہون مین

مین کیا اس باغ مین گرم فغان ہون
دہن غنچہ کا سوسن کی زبان ہون

مجھے حاصل ہو کیا جمعیتِ دل
غبار خاطرِ آشفتگان ہون

بہلا کیا ساتھ پہنچون قافلے کے
کہ مین گرد دلِ واماندگان ہون

وہ گل ہون جسکے جا ہے باغ جنت
وہ بلبل ہون کہ سدرہ آشیان ہون

سناتا ہے یہ اوسکا ناز مجکو
نہ اوٹھون گا مین وہ بارِ گران ہون

رہون کیونکر نہ پامالِ زمانہ
کہ برگ خشک گلزارِ جہان ہون

پتا ملکِ عدم کا مجھسے پوچھو
نشان نقش پائے رفتگان ہون

مرا شجرہ یہی ساقی سبز مینا
مرید حضرت پیر مغان ہون

سنایا حال اپنا میں نے برسون
زبان سے آپ کے نکلا نہ ہان ہون

سناتی ہے یہ بیری زیست مجکو
کہ تو ساحل ہے مین آب روان ہون

دماغ خلق ہے مجھسے معطر
شمیم گیسوے عنبر فشان ہون

کسی کی کیا سنون اپنی کہون کیا
کہ گوش کر ہون اور گونگی زبان ہون

جگہ اوس بام پر پائی ہے جرار
زمین آگی تہا اب مین آسمان ہون

قضا سر پر ہے نہایت ناتوان ہون
بہروسا کیا ہے میرا مین کہان ہون

مین کیا قاصد کو بہیجون نامہ دیکر
کہ سایے سے بہی اپنے بدگمان ہون

ہے جسکے حسن کا کعبہ مین شہرا
اوسی بت کا مین سنگ آستان ہون

فلک کشتی مین کیا غالب ہو مجھسے
کہ وہ ہے پیر مین تازہ جوان ہون

ہنر پنہان ہین عیب مفلسی سے
گہر ہون خاک مین لیکن نہان ہون

دہرون کیا کوچہ زنجیر مین پاؤن
گرہی منزل ہے یہ مین ناتوان ہون

ترے کوچے کا ہے جو رہنے والا
سمجھتا ہے کہ مین جنت مکان ہون

زمانے کی بلا سے چھوٹ جاؤن
اگر وابستہ زلف بتان ہون

سوا چھریون سے ہین اپنونکی تشنیع
شہید تیرے تیغ زبان ہون

تحمل ظلم قاتل کا ہے مجکو
مین ہیچے زیر تیغ امتحان ہون

پہنسا ہے کے مانگ مین اوس ماہ کے دل
گرفتار کمند کہکشان ہون

نہ پہیرون تیغ سے تیرے رخ اے ماہ
جو پیر زرے پرزے مانند کتان ہون

جگر جلتا ہے بے آبی سے میرا
نہایت تشنہ اے پیر مغان ہون

یہی ہے آرزو محشر مین جرار

کہ ہمراہِ امامِ دو جہاں ہوں

سخنداں نکتہ آرائشِ شعر و سخن جانیں
روش زیبِ چمن کی نخل بندانِ چمن جانیں

سفر میں ہیں جو گریاں کیا وہ حیز داغِ محن جانیں
فضائے زعفران زارِ وطن اہلِ وطن جانیں

کھلی بالوں پہ وہ نگی اشتباہِ سنبلستان ہے
بندھے جوڑا تو پھر سب نافۂ مشکِ ختن جانیں

جو مغز و استخوان گوشت چھوٹے تھے کہانے سے
سگانِ کوی دلبر یا اوسے زاغ و زغن جانیں

نکانوں سے لگی اوسکے نہ پہنچے بکھری بالوں تک
شمیمِ زلف کو کیا مشک بیزانِ چمن جانیں

الٰہی سکہ داغِ محبت اونکا کھوٹا ہو
جو بازارِ وفاداری میں مجکو بد چلن جانیں

چمن جب قتل گہ ہو بسملانِ تیغِ فرقت کو
گلِ خنداں کو پھر کیونکر نہ وہ زخمِ بدن جانیں

ہری تیغ و سپر یکہ عندلیب کا غنچہ
ہزاروں ہی ترے قبضے میں ہیں اپنی تیغزن جانیں

غبارِ دشت ہی کافور ہم غربت نصیبوں کو
نکیونکر دامنِ صحرای وحشت کو کفن جانیں

تمہاری تیغ ایسی چال سے مقتل میں چلتی ہے
کہ اس رفتار کو کیا خوش خرامانِ چمن جانیں

نکالے اس لئے اس بحر میں ہم نے دُرِ مضموں
کہ جوشِ طبع غواصانِ دریای سخن جانیں

خفا صیاد کیوں ہم تو گرفتار و نہ ہوتا ہے
کہ آدابِ اسیری کو اسیرانِ کہن جانیں

بیانِ دشتِ غربت ہم سے گر پوچھو تو ہم کہدیں
حدیثِ لالہ و گل خوش خرامانِ چمن جانیں

سلا کر گور میں مجکو مری احباب کہتی ہیں
شریعت ہم بجا لائے ہیں اپنے دلہا دولہن جانیں

سمجھتے ہوں جو بدتر موت سے ہم ہجر کی فرقت کو
تری رخصت نکیونکر وہ وداعِ جان و تن جانیں

او شار کہہ فقط جرم و خطا جعفر ہے عشر میں
تجھے کیا کام ہے تجھ جانے پنجتن جانیں

وہ قطرہ ہوں کہ جوشِ دل سے دریای عطا ہوں میں
وہ ذرہ ہوں کہ خورشیدِ قیامت سے سوا ہوں میں

بس مردن غبارِ روضۂ مشکل کشا ہوں میں
ہوا ہوں خاک پر اکسیر ہوں میں کیمیا ہوں میں

رسائی عرش تک ہے گو بظاہر نارسا ہوں میں
غریب و بیکس و مظلوم و مضطر کی دعا ہوں میں

شمیم برگ گل یا بوئے زلف مشک سا ہون میں
غرض جس رنگ میں ہون طرۂ تاج صبا ہون میں

جہان تو ہے وہان میں ہون جہان میں ہون وہان تو ہے
نہ مجھسے دور تجھ سے تو ہی نہ کچھ تجھسے جدا ہون میں

خدا سے دور ہو کر کے بسر اپنا نہ سمجھا میں
کہ اوس عالم میں کیا تھا اور اس عالم میں کیا ہون میں

مرے مشتاق ہیں کیون گوش و چشم اہل ارباب
نشان نقش پا ہون میں نہ آواز درا ہون میں

نہیں اکدم بھی مجکو گردش تقدیر سے فرصت
الٰہی چاک ہون گرداب ہون یا آسیا ہون میں

بھرا ہی موتیون سے بھی استغنائی منہ میرا
ہنسی ہے مجکو ولے خندۂ دندان نما ہون میں

کف صیاد میں چھٹنگ ہون سے سبز زندگانی سے
چمن پیرا رہے جہان میں بجائے رنگ حنا ہون میں

نبی کے آل پر سو جان سے ہی جرار صدقے ہون
فدائی دوستان حضرت خیر الورا ہون میں

کرم لازم ہے مجھپر رند ہون یا پارسا ہون میں
تمہارا ہون بھر تقدیر اچھا یا برا ہون میں

محیط عشق کا روز ازل سے آشنا ہون میں
وہ قطرہ ہون کہ دریائے حقیقت سے ملا ہون میں

فراق یار میں گو خاک جلکے ہوگیا ہون میں
ولیکن توتیائے دیدۂ اہل وفا ہون میں

سزاوار کرم یا لائق جور و جفا ہون میں
تم اپنے دل سے پوچھو تو کہ اچھا یا برا ہون میں

دماغ پادشاہانہ ہی اب تک تیرہ بختی میں
زمین پر ہون ولیکن سایۂ بال ہما ہون میں

خطا میری خطا ہی عین ہے میرے دستگیری کی
جو نسبت صفائے ہاتھ آئی خدنگ بے خطا ہون میں

پلادے آب خنجر زندۂ جاوید ہو جاؤن
سکندر وار قاتل تشنۂ آب بقا ہون میں

صدا یہ خندۂ زخم دل بیتاب دیتا ہے
شگاف خامۂ قدرت نہیں ہون اور کیا ہون میں

لگاتا ہی عبث مجھمیں جہان پیوند عشرت کا
نہ شاخ نو دمیدہ ہون نہ مفلس کی دعا ہون میں

مرے گلپر بہی آدم کی طرح منہ غم کا برسا ہے
ازل کی روز سے غم دوستی سے آشنا ہون میں

کیا فرہاد سان الفت کی مکر پرویز ن مجھسے
کہ اوس شیرین ادا کا کشتۂ تیغ ادا ہون میں

حقیقت اپنی پوچھون کیا زمین و آسمان سے میں

کہ خود مجھکو نہیں معلوم ای جبدار کیا ہوں مین

نہیں سمتا اثر اسمے جوش الفت سا یہ دریا مین | یہ دریا اب سما سکتا نہیں آغوش ساحل مین

محبت جلوہ گر تیری نہیں گنجائے خانہ دل مین | یہ وہ لیلی ہے جو خلوت نشین ہے لاکہ محمل مین

سمایا حسن تیرا یہ جہان کی دیدہ دل مین | کہ تیری یاد سب کے دلون مین اپنی اپنی محفل مین

فراق رفتگان سے سوزش غم ہے مرے دل مین | سدہارا قافلہ کچہ رہ گئی ہے آگ منزل مین

خیال وصل و شوق دید غم فرقت کا ہے دل مین | کئی ملت کی مہمان جمع ہین اس ایک منزل مین

نہین پروای جان غم ہے جو بسمل کو تو یہ غم ہے | کہ و تنہائی وفائی کا لگا دامان قاتل مین

کہا لیلی نے کیا بزم طرب مین دل لگی میرا | کہ سنتا ہون نالہ مجنون ہے آواز جلاجل مین

ملے کیا قرب سے دریا دلونکی شور بختون کو | کہ بجز از ریگ صحرا کچہ نہین دامان ساحل مین

بگڑ جاویگا دو دن مین گہروندا چار عنصر کا | رہیگا رابطہ کب تک آب و باد و آتش و گل مین

پہر آیا پای دہ پیماتی برسون دشت مین مجکو | ملا آرام لیکن سایہ شمشیر قاتل مین

بیان درد فرقت وصل کی شب کیا سنا سنا ہے | کہ کلمی یاس کی کہتی نہین شیدا وہی کی محفل مین

ٹہکانے تک خدا سے ہمکو پہنچا تو پہنچے | کہ چہپا لی تو تنہا ہی بیٹہی مین ہیلی ہی منزل مین

دل زاہد نہ کیونکر آئے اوسکی خال مشکین پر | سواد چشم حور العین ہے اوس خسار کے تل مین

پر اسکو کہین دنیا مین ہم کسکو بہلا سمجہین | کہ ہر گل ایک سا ہے باغ کا چشم عنادل مین

غزل اس رنگ مین جبدار لکہنی تجہکو لازم ہے
کہ جیرچا جسکا مدت تک ہے یاران محفل مین

جو یا تری لحد کی منزل کو ڈہونڈتے ہین | پہر اک تہک گئی ہین ساحل کو ڈہونڈتے ہین

اوس مہ کے موی مژگان اس دل کو ڈہونڈتے ہین | خون ریز چاندنی مین بسمل کو ڈہونڈتے ہین

گل سے نہ کام ہمکو غنچی سے اس چمن مین | بوی وفا ہو جسمین اوس دل کو ڈہونڈتے ہین

عابد کو شوق مسجد ہم بتکدی کے خواہان | سب لوگ اپنی اپنی محفل کو ڈہونڈتے ہین

ظالم گئے سفر کو مظلوم سو ہی جنت
محشر میں اب تلک ہم قاتل کو ڈھونڈتے ہیں

بے علم لوگ کیونکر ہوں آشنای عرفان
کشتی شکستہ ناحق ساحل کو ڈھونڈتے ہیں

قسمت کا پھیر کہیئے کیا گرد باد آسا
چکر میں آ گئے ہیں منزل کو ڈھونڈتے ہیں

ایکی بہار میں کیا جوشش کرم ہے گلچین
گل زیر کف چمن میں سایل کو ڈھونڈتے ہیں

رہبر تو کیا خضر بھی ہیں راہ عشق میں گم
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈتے ہیں

جبار کربلا میں مدفن ہے ہمارا
پیوند ہم وہیں ہوں جس گلکو ڈھونڈتے ہیں

گئے وہ دن کہ ہم کرتے ہی ضبط فغان برسون
نہیں لگتی ہے اب تالو سے دم بھر بھی زبان سون

جنون میں کی ہے ہمنے سیر دشت لامکان برسون
پڑا ہے پاؤن بنکر آبلہ یہ آسمان برسون

وہ لاغر ہوں نہ ہاتھ آئی اوٹھی امتحان برسون
چراغ مہر لے لیکر ڈھونڈھی آسمان برسون

وہی قصر سلیمان اب ہی بازیگاہ غولونکا
پریزادونکی مجمع روز رہتے تھے جہان برسون

تماشا ہی گلستان محبت سے یہ پھل پایا
رہی ہم زرد و نالان صورت برگ خزان برسون

میسر شامیانہ ہے نہ انکی گورکو چادر
کیا تھا جمع جن لوگون نے اسباب جہان برسون

چھپایا ہمنے ایسا گوہر راز حقیقت کو
صدف کی طرح خاموشی رہی مہر زبان برسون

عنفیون کی محبت سی نہیں ہی کوئی لائق
بسان بر کعبہ میں بھی نہی جائی بتان سون

ہوئی کب احتیاج روشنی شبہای ہجران میں
جلایا آپنے مثل شمع مغز استخوان سون

فروغ حسن کیسا گل چراغ زیست ہی انکا
مہ نو کی طرح اوٹھتی نہیں جن اونگلیان برسون

ذرا گھبرا گئی آہ آتشین سینے سی کھیچے تھی
رہا اہل سما کی لب پہ شور الامان برسون

مزا الفت کا یہ میرے رگ و پی مین سمایا ہے
کہ کھائی ذایقہ لیکر ہما نے استخوان سون

نہ پہونچا وہان تک ڈال کر بھی خط شوق اپنے
کہ بیٹھے ہوکے مفلس نامہ بر نے نردبان سون

لیا دست جنون نے کام اپنی پائی وحشت سے
[illegible]

کہان مجسا ہے کوئی کعبہ و بتخانہ سے واقف / ہمیشون مین یہان سالکین راہ ہون اور سرگردان
ستاتی کس طرح عریان تنونکو مصر کی گرمی / غبار اپنا سر عالم پہ ہو جیب بیابان بنا

نجف یا کربلا مین جلد اب اسکو بلا لیجے
نہ رکھئے ہند مین جبرا گرفتار زمانے سون

دکھلاے نکہت الفت اگر چمن مین / کلیان ہون بلبلونکی پہولونکی پیرہن مین
دست ہوس لگائین کیا زلف پر شکن مین / انگلی کسی نے دی ہے کب سانپ کے دہن مین
گر شعر منہ سے نکلے وصف رخ و دہن مین / بوئی گلاب آئی شیرینئی سخن مین
طوفان نیا بنا ہے قاتل کے انجمن مین / ہے اشک شمع سوزان بھی کا خون لگن مین
ہوتا او سے میسر کیا شہد وصل شیرین / تھا جام آب تیشہ تقدیر کوہکن مین
کرتے ہین وصف دندان بیڑا ہے پار اپنا / کشتی روان ہے اپنی آب در سخن مین
پیری مین اوس جوان کو چہاتی لگا کے ہمنے / پیوند تو لگایا پیراہن کہن مین
کیسا فشار مرقد کیسا عذاب تربت / غمزے نئی نئی ہین دولہا مین اور دولہن مین
ہر دایرہ ہے ساغر ہر یک مدے ہے شیشہ / کیا کیا ہین جام و مینا خمخانۂ سخن مین
میکش جو ہون اگر مین بزم جہان سے اوٹھا / شیشے لہو کے آنسو روئین گے انجمن مین
پتلی کمر مین تیرے کب ناف ہی یہ ہی ہیئت / کتنی پڑی ہوئی ہے زنار برہمن مین
سامان مرگ عاشق معشوقونکی ہے دولت / پروانونکو جلایا شمعون نے انجمن مین
گل دام لیکے آیا تا خود ہو صید بلبل / چھوڑا عجب شگوفہ صیاد نے چمن مین
رکھتے ہین حرص ایسی گر اختیار ہوتا / لیجاتے اہل دنیا زر باندہ کر کفن مین
بلبل وہ ہون کہ میری ہستی کو خوش بیانی / صیاد نے قفس کو لٹکا دیا چمن مین
دیکھا جو مجھکو ہنسکر اہل عدم پکارے / مدت کے بعد آیا غربت زدہ وطن مین
بلبل ذرا سمجھ کر پھولون سے دل لگانا / فصل بہار دو دن مہمان ہے اس چمن مین

آرام و صبر و طاقت تاراج ہو گئی سب
پیری کے دور پہونچے جب کشور بدن مین

مت سمجھ کے اوٹھین خورشید صبح محشر
داغ جنون ہمارا چمکے اگر کفن مین

ہی اصل پرورش سی ہو خاک نیک سیرت
باران سے پھول پھولا کب شاخ گرگدن مین

انداز سے گر رہائی ہوتی اونہین میسر
یوسف ضرور گرتے تیری چہ ذقن مین

درد زبان لب ہے جرار وصف حیدر
جب تک ہی جان تن مین جب تک زبان دہن مین

سونگھین نہ گل نہ ہم کسی غنچے کو بو کرین
اسد دے جو دل کو تیری آرزو کرین

کھل جای کعبہ ہمکو جو قصد نماز ہو
زمزم مین خاک اوڑے جو خیال وضو کرین

ہمسے تو بھاگتا ہے جہنم بھی دور دور
شرم آتی ہے بہشت کی کیا آرزو کرین

مے کیا کبھی جو حضرت ساقی کا حکم ہو
الیاس و خضر بیعت دست سبو کرین

کعبے کی سمت جائین کہ سوئے کنشت ہم
نادیدہ آشنا کی کہان جستجو کرین

دیں بتکدے مین ہمکو مقرر کوئی جواب
ناقوس چپ ہے تو صنم گفتگو کرین

ہم سکے ہین شریک ہمارا نہی یہ شریک
کیونکر نہ خاطر دل بے آرزو کرین

مہلت جو بسملون کو اجل سے ذرا ملے
کیا کیا نشاط وصلت تیغ و گلو کرین

بلبل سے بحث نالو مین مشکل نہین مگر
ہے ننگ کیا مقابلہ بدگلو کرین

دامن سے اپنے پوچھین جو ہم عاشقون کے اشک
ان موتیون کی آب دوچند آبرو کرین

دھوئین نہین جا کے تربت فرہاد دودھ سے
شیرین کلام مجھسے جو یہ تندخو کرین

پیری مین دست ضعف سے ہوتا ہے تار تار
جرار رخت زیست کو ہم کیا رفو کرین

اوٹھین گے لطف کیا کیا تجکو ای بلبل گلستان مین
مزاج باغبان سنبھلا اگر فصل بہاران مین

رخ روشن نہین اوس مہر کا زلف پریشان مین
تماشا ہے کہ گل خورشید پھولا سنبلستان مین

مقام گفتگو کیا ہی خط رخسار جانان مین
معاذ اللہ کوئی حل کرسکتا ہی قران مین

وہان تو تشنہ پھرتے ہین غرور نوجوانی ہے
جھکا رہتا ہے سر یان ضعف سے پہرن گریبان مین

وہ میکش ہون بہا دون جو سیل اشک آنکھو سے
عجب کیا کشتی مے ساقیا آجا ہی طوفان مین

لہو کشتو نکا دامن گیر ہو تیرا نہ اے قاتل
سمجھ کر جا ہئی رکھنا قدم گنج شہیدان مین

بیان حال دل کس طرح کرتا قیس بیچارہ
زمام ناقہ لیلی تو تھی دست شتربان مین

خدا کہتے ہین کتنی ہے گمان بت ہزارون کو
ترے پردیسی جھگڑا پڑ گیا گبر و مسلمان مین

لگی دل کی کبھی بجھتی نہین اشکو نکے بہنے سے
تماشا ہے بھڑکتی ہے یہ آتش ابر و باران مین

کسی نے بھی نہ اوس خلوت نشین کا کچھ پتا پایا
ہزارون مر گئے ٹکرا کے سر کوہ و بیابان مین

محبت سے نہ رکھ یارب کبھی دل کو مرے خالی
کہ کھٹکا دیو کا ہوتا ہے اکثر قصر ویران مین

لگا دے گر صبا سرمہ سواد زلف یوسف کا
ابھی تو روشنی آجا ہی چشم پیر کنعان مین

خیال مصحف رخ نقش ہی یون صفحہ دل پر
کہ پوشیدہ ہین معنی جس طرح آیات قرآن مین

نہ جا سکتا ہون مین اوس تک نہ آ سکتا ہی وہ مجھ تک
کبھی صبر آئے یا آئے مروت چشم دربان مین

عجب کیا طایر دل عاشقو نکا مرغ زرین ہو
گرافشان ہو سنہری بال کی گیسوے پیچان مین

وہ بلبل ہون جو صیاد اجل کی دام مین آیا
قبا پھاڑیگا ہر گل روی کی شبنم گلستان مین

کہا حورون نے سیر گلشن جنت مبارک ہو
کہان ہین تھک کے جبدم سایۂ دیوار جانان مین

بھلا صیاد مین سیر بہار باغ کیا جانون
وہ بلبل ہون کہ گل سے دور ہون فصل بہاران مین

دعا جرار کرتا ہے یہی خلاق عالم سے
جگہ اسکو ملے مرکر رواق شاہ مردان مین

تنور پیرزن ہر چشم گریان ہم بھی کہتے ہین
کہو یہ نوح سے آفت کا طوفان ہم بھی کہتے ہین

کسی خلوت نشین کا سوز پنہان ہم بھی رکھتے ہین
غبار آسیا چرخ زیر دامان ہم بھی کہتے ہین

کسیکے لوٹ کا کیونکر زبان پر تذکرہ لائین
کہ تر آلایش دنیا سے دامان ہم بھی کہتے ہین

ہوئی حبس آگ میں جل جل کے قیس و کوہکن آخر
وہی سینے میں اپنے سوز پنہاں ہم بھی رکھتے ہیں

اگرچہ ایک ہی قطرہ جہنم سرد ہو جائے
خدا کے فضل سے وہ چشم گریاں ہم بھی رکھتے ہیں

زبانِ غیر اگر مقراض کی صورت سی چلتی ہے
لبِ تقریر مثلِ تیغ براں ہم بھی رکھتے ہیں

مجھے بیتابِ عشقِ زلف میں وہ دیکھ کر بولے
جو تو بے چین ہے خاطر پریشاں ہم بھی رکھتے ہیں

فساں پہ تیز کر لے تیغ کو اوس سے کہدو
ارادہ جانبِ گنجِ شہیداں ہم بھی رکھتے ہیں

گلہ یا انکا ہی مجھسے جو منظور نظر اوسکو
تو دل میں شکوۂ شبہائے ہجراں ہم بھی رکھتے ہیں

نہ کرینگے کبھی ہم لیکے بوسہ مصحفِ رخ کا
اگر ہیں آپ سچے پاس ایماں ہم بھی رکھتے ہیں

توجہ کچھ ادھر بھی چاہیئے دستِ جنوں تیری
کہ پیراہن میں اپنے جیب و داماں ہم بھی رکھتے ہیں

پکارا قیس جب ہی ساربان ناقہ کو ٹھہرا لے
نہایت حسرتِ دیدارِ جاناں ہم بھی رکھتے ہیں

یہ لیلی نے کہا بجتی ہی تالی دونوں ہاتھوں سے
غمِ فرقت سہی تیرے درد پنہاں ہم بھی رکھتے ہیں

گلے میں اپنے وہ پہنے ہو تیونکی ہار سینے میں
یہاں فرقت میں چشم گوہر افشاں ہم بھی رکھتے ہیں

ہوا کیا گر ہی اونکے اگر مجمع رقیبوں کا
قفا سا ساتھ اپنے اک نگہباں ہم بھی رکھتے ہیں

کہو مردوں سے اوٹھ اوٹھکر روا تعظیم کو آئیں
ارادہ جانبِ گورِ غریباں ہم بھی رکھتے ہیں

سرو نالہ لب پہ بندہا ہے تار اشکونکا
تمہارے عشق میں یہ ساز و ساماں ہم بھی رکھتے ہیں

ہماری جان تجھے بھی اک نگاہ لطف لازم ہے
تپ غم و الم میں اے عیسیِ دوراں ہم بھی رکھتے ہیں

نہیں دو چار غزلیں یہ تو سب جمع ہے دفتر
بڑے شاعر ہیں اے جبرا دیوان ہم بھی رکھتے ہیں

نالۂ دل نغمۂ بلبل ہے اوس کے یاد میں
سو ترانوں کا مزہ ہے اپنی ہر فریاد میں

یہاں تو شوق سیرِ گلشن تھا دل ناشاد میں
تھی وہاں در پر قضا فکرِ مبارکباد میں

کیا مجھے راحت ملی دنیائے بے بنیاد میں
چین بلبل کو کہاں ہے خانۂ صیاد میں

روحِ بلبل ہو گئی اکدن قید سے بھی رہا
مشت پر بھی آئین کے باقی کفِ صیاد میں

تختی لالے کی کھلا کرتی ہین ابتک کوہ پر
واہ کیا تاثیر ہی خون سر فرہاد مین

وجد مین ہے سیر نالے سنکے وہ زہرہ جبین
ہے اثر مطرب کے نغمون کا مری فریاد مین

روی روشن پر نہین اوسکے ظہور خط ہوا
لگگئی ہین بال سے آئینۂ فولاد مین

نیم بسمل چہوڑ کر مقتل سے جو راہی ہوا
یا الٰہی رحم کیون آیا دل جلاد مین

عشق نے ایسا مجھے محو رخ جانان کیا
مین ہون سجدے مین خدا کے دل ہی اوسکی یاد مین

جوڑے زنگاری رنگ خضر اوسکو بہجوائی ہزار
سوگ اوتارے گی نہ شیرین ماتم فرہاد مین

کہینچ لائی حسرت نظارۂ دنیا مجھے
ورنہ کیا آرام تھا ملک عدم آباد مین

گل پہ کیا گذری بلا بلبل پہ دیکھین آ ہی کیا
مشورے رہتے ہین کچھ گلچین مین اور صیاد مین

خندۂ گل کی صدا جب باغ سے آنے لگے
مرگئی بلبل پھڑک کر خانۂ صیاد مین

وا نہ میرا غنچۂ دل ہوسکا تجھسے صبا
گل کھلائی تونے لاکھون گلشن ایجاد مین

غم اسیری کا نہ آزادی کا مجھکو لطف ہے
آشیان میرا ہی سقف خانۂ صیاد مین

تربیت کیا تیرہ باطن کی کرے دلمین اثر
سرمہ ہی بیکار چشم کور مادرزاد مین

کس طرح تشبیہ مین دین سرو قد موزون سے ہے دون
چال ڈھال ایسی کہان ہے سرو مین شمشاد مین

کیا پڑی جرار پر اوس صید افگن کی نگاہ
صید لاغر کب سمائے دیدۂ صیاد مین

د تاج و تخت کی طالب مال زر کی ہین
گدائی در ترے محتاج اک نظر کے ہین

نہ پوچھ صدمے جو ای ہمسفر سفر کے ہین
چبھے جو پاؤن مین کانٹے وہ بال بھر کے ہین

اوٹھاے دو دو جگر کس غضب کا شب ہجر
عجیب رنگ بیاض رخ سحر کے ہین

یہ جھریان ہین جو پیری مین جسم لاغر پر
خزان رسیدہ کو تیغ قضا کی جوہر کے ہین

اوٹھے نہ بحر سے کس طرح تو جکا طوفان
شریک ہمین تو اشک اپنی چشم تر کے ہین

چلی جو راہ مین بہکر چھری چلے ہمپر
شہید نخوت یاران ہمسفر کے ہین

الہی نامہ دلدار اب کہین آ سے
کہ منتظر یہہ دل و دیدہ نامہ بر کے ہین

خزان شیب نے لوٹا بہار ہستی کو
پیام مرگ یہ موئے سپید سر کے ہین

وہ اشک سرخ مرے دیکھہ کر یہ کہتے ہین
یہہ تازہ گل چمن عشق کے شجر کے ہین

پہرین گے بات سے کیونکر ہم اپنے جیتے جی
کلام منہ سے جو نکلے ہین ساتہ سر کے ہین

مزے نہو چہٹی میرے کلام شیرین کے
یہ ذائقے نہین حصے مین نیشکر کے ہین

چمن کی سیر کرین کیا اسیر کنج قفس
رہا ہوے بہی تو محتاج بال و پر کے ہین

فراق یار کی ایسی چہری چلی ہمپر
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہمارے دل و جگر کے ہین

ہوئی جو بے نصیبونکو دنیا نہ آخرت حاصل
یہ کتے دہوبی کے ہین گہاٹ کے نہ گہر کے ہین

ملا ون نہ آنکہون سے کسطرح پای قاصد یار
خدا کرے آگے بہی رنتی پیام بر کے ہین

علی کا عشق سبیل نجات ہے جرار
وگرنہ راستی اب کونسی سفر کے ہین

کوہساروں سے اسنڈ کر جو گہٹا ئین آئین
ہجر ساقی مین مین سمجہا کہ بلائین آئین

دشت غربت مین ہوا سے جو بگولے اوٹہے
تیرے عریان نے یہ جانا کہ قبائین آئین

پہٹک گیا میرا تن زار برنگ پر کاہ
دشت وحشت مین جو قفس کی صدائین آئین

ناز و انداز دیکہانے لگین حورین اپنا
تہہ خنجر جو تری یاد ادائین آئین

یہان اوٹہا تہ وہان باب اجابت وا تہا
عرش سے پہر کے نہ محروم دعائین آئین

تیرے عاشق نے تہ تیغ وہ بیاوتتی کی
ہفت افلاک سے تحسین کی صدائین آئین

کیا تعجب جو ہی انگشت بندان قاتل
ذبح کے بعد مری یاد وفائین آئین

مرض عشق سے صحت نہ ہوئی عاشق کو
کیا ہوا اونسے جو بن بن کے دوائین آئین

بام پر تو نے جو شب گیسوی مشکین کہولے
حورین فردوس سے لینے کو بلائین آئین

میرے لاشے پہ نہ رویا تو نہ رویا کوئی دوست
کوہ سے رونیکو اوٹہ ادہہ سے گہٹائین آئین

کروٹیں بستر پہ میں شوق ملاقات میں لین
کہاں تک سیر ہی جو یاروں کی صدائیں آئیں

فرقت یار میں سینے سے جو کھینچے دم سرد
سمجھے احباب کہ جنت کی ہوائیں آئیں

تیرے دیوانوں نے سب طوق و سلاسل توڑے
یاد زندان میں جو صحرا کی ہوائیں آئیں

ہم پہ کیونکر نہ عنایت تری ہو گی اے دوست
بارہا طور پہ موسی کو صدائیں آئیں

کیا عجب ہو تیرے منہ میں تیرا جبر بھرے
کہ زبان پر ترے حیدر کی ثنائیں آئیں

تہِ خنجر تمہارے عاشق ناشاد ہوتے ہیں
خوشی ہے عید کی محبوس غم آزاد ہوتے ہیں

محبت اونکی گھر کرتی ہے پھر سے رگ و پے میں
بہت مدت کی یہ اوجڑے مکان آباد ہوتے ہیں

کھنچا ایسا مرقع صفحۂ دل پہ حسینوں کا
کہ شرمندہ لحد میں مانی و بہزاد ہوتے ہیں

گلِ زخم بدن جتنے ہیں کیسے مسکراتے ہیں
شہیدانِ جفا مقتل میں کیا کیا شاد ہوتے ہیں

چلی جاتی ہیں تجھ پر جان دیدی کر تیرے عاشق
ہزاروں شہر ویران مقبرے آباد ہوتے ہیں

ارادہ جانب مقتل ہے اوس قاتل کا اب دیکھیں
گلے کس کس کے وقفِ خنجر فولاد ہوتے ہیں

عدم کا قصد کرتی ہے بدن سے جان گھبرا کر
اگر خاموش کوئی دم لب فریاد ہوتے ہیں

نہ گھبرا تن میں اے روح رواں وقفہ بہت کم ہے
روانہ جانب ملک عدم آباد ہوتے ہیں

پڑا کرتی ہیں آنکھیں تیری وحشی پہ حسینوں کی
یہ وہ چہرے ہیں جس پہ چشموں کی جن صاد ہوتے ہیں

نہ اپنی قصر تن پر اسقدر اے روح نازاں ہو
گھروندے ایسے بن بن کر بہت برباد ہوتے ہیں

کسی کے ہجر میں ہم اگر صورت کمانی ہو
تو عاشق اور پردیسی تمہارے شاد ہوتے ہیں

نہیں دیتے دل اگر ایسا سمجھتے ہم
کہ عاشق آپکی یوں جور و بیداد ہوتے ہیں

سمجھکر زاد رہ آرام لینے جاتے ہیں میرا
روانہ جو سوے ملکِ عدم آباد ہوتے ہیں

کتاب عشق وہ دیکھے جو اپنے گھر سے غافل ہو
کہ مرتے دم پر انسانکو یہ فقرے یاد ہوتے ہیں

سخندان سنکے میرے شعر خوش کیونکر نہوں جبریل
رحیم اکثر تنا ہی صاحب اولاد ہوتے ہیں

کوئی دم آپ بھی تشریف یان لائین تماشے کو
کہ میرے قتل پر اب مستعد جلاد ہوتے ہین

شہید ہم اگر گیسو وشن آتے ہو گلشن مین
اسیر حلقۂ دام بلا صیاد ہوتے ہین

نحیف ایسا ہوا جبّار تیرے عشق گیسو مین
پنہا کر بیڑیان نادم جیسے حداد ہوتے ہین

ردیف واو

کرے تا مائل گیسو وہ رخ گبر و مسلمان کو
سیاہی کفر کو اللہ نے دی نور ایمان کو

جگہ دل مین اگر دیتے نہ عشق فتنہ سامان کو
تو پھر دست جنون سے کام کیون پڑتا گریبان کو

ہزارون ہین ترے کشتون کے یہ حسرت کا عالم ہے
کہ جو گذرا ہے رو یا وہ منہ پر رکھکے دامان کو

ہوے شوخی مین طرہ دست پا ستائش عالم
ملا مہندی کے بدلے اسنے خون شہیدان کو

نہ کر زخمون کو بخیہ روح گھبرائی ہے سینے مین
کھلا رہنے دے عیسیٰ روزن دیوار زندان کو

دل پر داغ کو گیسو تمہارے وجد مین لائے
ہوا طاؤس رقصان دیکھکر ابر بہاران کو

عبث احباب مردے کو ہمارے غسل دیتے ہین
چھڑا ئین جسم لاغر سے نہ خاک کوے جانان کو

عناصر مین پڑیگی پھوٹ جسدم موت آئیگی
اڑا دیگی ہوا ہر سمت اجزاے پریشان کو

یہ دل ہوا خیال نرگس ساقی سے صحرا مین
کہ اشکون سے بھرا ہر کاسۂ چشم غزالان کو

خیال مصحف رخسار مین شاید کہ تسکین ہو
کفن پر میرے لکھنا چاہیے آیات قرآن کو

خیال اسکا بندھا ہے جسکو آنکھون سے نہین دیکھا
اتارا ہے سرا ہے دل مین کس نادیدہ مہمان کو

یہی ہے آرزو جبّار چلکر جبرئیل آسا
کرون حاصل طواف روضۂ شاہ شہیدان کو

بیان کچھ قیس کرتا اپنے احوال پریشان کو
نہ لاتی نجد مین ہمراہ گر لیلی شتربان کو

جنون سے یہ قوی بازو ہوے ہین ناتوان تیرے
اکھڑا چاہتے ہین توڑکر دیوار زندان کو

جو سائے مین ترے ہین غم ہو کیا انکو حوادث کا
نہین اندیشۂ صرصر چراغ زیر دامان کو

ہمیشہ وحشت پیمائی و تنہائی مین گذرےگی
بہت پچھتاوےگا ای خضر پی کر آب حیوان کو

کبھی آثار آبادی نہ کچھ اسمین نظر آئے
بسایا کسنے آکر اس شہر خموشان کو

کلائی آستین سے یار کی باہر اگر نکلے
بہادر معرکے مین پھینک دین شمشیر بُران کو

نسیم باغ جنت مژدہ جنت سناتی ہے
ہنسی آتی نہین بیجا گل زخم شہیدان کو

لگایا سرمہ کیون مشاطہ نے اس چشم میگون مین
کہ دست مست مین دیتے نہین شمشیر عریان کو

ستم سہو کہ عشرت ہو گدائی ہو کہ شاہی ہو
خدا کی سمت لازم ہے رجوع اس قلب انسان کو

کوئی جن ہے تو دیوانہ دعا تعویذ سے چھوٹے
اُتارے کسطرح عامل بلائے زلف پیچان کو

کیا اخفا یہ ای جرار الفت کو کہتے جی
نکالا پردہ دل سے نہ ہمنے راز پنہان کو

عشق ہوتا نہ بتون سے کبھی دینداروں کو
کیا کرین رشتہ ہے تسبیح سے زناروں کو

باغ مین کوئی جگہ دیگا نہ ہم زاروں کو
اپنے دامن سے چھڑائیگا جو تو خاروں کو

راس آئی مجھے تشخیص مسیحائے اجل
مژدہ صحت کامل ہو یہ بیماروں کو

جوش گریہ سے کہین خانہ دل بیٹھ نہ جائے
لطمہ سیل گرا دیتا ہے دیواروں کو

رخصت گل سے یہ بیخود ہوئے مرغان چمن
رکھکے رو گئے دہن غنچہ پہ منقاروں کو

سوئے بازار جو وہ غیرت یوسف آئے
بیچ لے کوڑیون کے مول خریداروں کو

تودہ ریگ لحد دامن صحرا ہو کفن
کہ تلاش کفن و گور نہو یاروں کو

تیرے پہلو مین جگہ جب نہ ملی سونے کی
خلوتین گور کی بھائین ترے بیماروں کو

تھم سکین منزل آفاق مین کیا اے رہرو
دم کی مہلت نہ ملی قافلہ سالاروں کو

ظلم قاتل سے کسی کو کبھی ملتی نہ پناہ
دام جوہر کا پھنساتا جو نہ تلواروں کو

لاغری نے یہ ترے زار پہ احسان کیا
بار دوش اسکا جنازہ نہوا یاروں کو

تخت اسکندر و دارا کے برابر سمجھین
زیر خم رہنے دے خمار جو میخواروں کو

طاق ابرو کو اگر دیکھلین تیرے سجدہ
کلمہ پڑھنے لگین توڑکے زنارون کو

غم فردا سے قیامت ہے عبث اے جرار
شافع حشر بچا لینگے گنہگارون کو

زہر ہے آب بقا عشق کے بیمارون کو
دم عیسی ہے دم تیغ دل افگارون کو

گل ہماتے نہین جامے مین خوشی کے مارے
جب سے دیکھا ہے ترے پھول سے رخسارون کو

ساغر دیدۂ مخمور سے تیرے ای ساقی
جام دارو سے شفا ہین ترے بیمارون کو

آ رہی زلف ہوا سے جو تری پستان پر
ابر نے لے لیا آغوش مین کہسارون کو

آتش افروزی اغیار سے پہونچا نہ ضرر
لاکھ یہ غول اچھالا کیے انگارون کو

درد چشم کو بھایا ترا حسن نمکین
خوان نعمت سے ملا لطف نمکخوارون کو

تو توجہ سے اگر مردہ دلون کو دیکھے
ملک الموت ہو عیسی ترے بیمارون کو

کاوشین یار کی پلکون کی جو بھاتین نہ ہمین
دیدہ و دل مین جگہ دیتے نہ ان خارون کو

پاس خاطر سے مین خاموش ہون تیرے ورنہ
میرے نالے تو ملا دیتے ہین کہسارون کو

دیکھلین گل سے جو رخسار ترے اے گلفام
بلبلین جھڑ کے نہ دیکھین کبھی گلزارون کو

صورت سبحۂ سیارہ پھرا کرتے ہین
ایک دم چین نہین ہے ترے آوارون کو

آگیا سیر کی خاطر جو وہ یوسف جرار
ہوگا سودا اسے بازار خریدارون کو

سرو سے ناپا چمن مین قامت آزاد کو
یار نے مطلع بنایا مصرع شمشاد کو

عشق کی خاطر کیا ہے خلق چار اضداد کو
دل دیا اللہ نے سینے مین اپنی یاد کو

بیستون پر بیکسی روتی وہان فرہاد کو
یان در خسرو پہ خلق آتی مبارکباد کو

دوش پر دیکھا ہے دام گیسو صیاد کو
لو اسیری ہو مبارک بلبل ناشاد کو

آئے تھے ہم سے لینے درد ہجر کی فریاد کو
ذبح قاتل نے کیا کیا خوب پہونچے داد کو

موت آئی عقل سے نہ وقت پیدا کی تمیز
گردن خنجر و مجھکو ہی بنگیا بار گران
ہو گیا صر یخ بے دم مصرعہ کہ حضرت
سر بزانو کبھی ہے حسرت مجھے نرگس کی طرح
گلشن عالم میں ہوں وہ خوش نوا میں عندلیب
ہم خیال یار میرے خانۂ دل میں مقیم
آبلہ پائی نے ہمکو راہ میں بٹھلا دیا
قید ہوکر دام میں ہمنے یہ مارے بال و پر
پر فرشتوں کے جہاں جلتے ہیں وان بلوالیا
کیا ہوا دل میں چبھے گر موے مژگان صنم
ہو گیا حیرت سے خود تصویر پشت آئنہ
موم کیونکر ہوں نہ میرے سنگ بھی یہ سنگدل

چشم بلبل جب کھلی دیکھا رخ صیاد کو
آفرین صد آفرین خون سر فرہاد کو
فتح کا میدان مبارک خنجر جلاد کو
دیکھتا ہوں جب بہار گلشن ایجاد کو
گل شگفتہ ہوتے ہیں سنکر مری فریاد کو
یا خدا آباد رکھ اس خانۂ آباد کو
تیز رو جا پہونچے سب ملک عدم آباد کو
طائر پر بستہ حیرت نے کیا صیاد کو
واہ کیا رتبہ دیا خالق نے آدم زاد کو
خون کا چسکا ہے زبان نشتر فصّاد کو
روبرو اپنے بلایا تمنے جب بہزاد کو
نرم کر لیتے ہیں آہنگر کڑے فولاد کو

گوش جان میں غیب سے جس دم یہ آئی صدا
آئے وہ مشکل کشا شیر خدا امداد کو

باغ عالم سے یہ نفرت ہے دل ناشاد کو
قید ہستی سے ملی فرصت جو مجھ ناشاد کو
جب سے دیکھا ہے فضائے خانۂ صیاد کو
پھونکنا بجلی دم میں کیا اس گلشن ایجاد کو
وصل شیرین جب ہے احاصل نہ اس ناشاد کو
شوق سیر ربع مسکون ہے دل ناشاد کو
دو سرے کی پائی گنجایش نہ جب اس راہ میں

جانتا ہے سبزۂ بیگانہ سرو شمشاد کو
ساکن ملک عدم آئے مبارکباد کو
آشیان کنج قفس ہے بلبل ناشاد کو
ضبط کر بلبل خدا کے واسطے فریاد کو
سوتے آغوش میں اپنی لیا فرہاد کو
جوش وحشت ہے لگا دے تیشہ چار اضداد کو
قبر پر ہم چھوڑ کر راہی ہوئے بہزاد کو

کھولدی کھڑکی قفس کی آب و دانہ بھی دیا
پر فشانی پر مری رحم آگیا صیاد کو

زعم مین اپنے بنایا باغ جنت کا جواب
واہ کیا ابلیس نے اغوا کیا شداد کو

بہ گئے جوشش کی تیزی سے ایسا سیلاب خون
نوح کے طوفان کا کھٹکا ہو گیا فصاد کو

آہ کی سوزش نہ جلتی ہے نہ یان دل کا کنول
قبر مین رکھا فلک کس خانمان برباد کو

یان بنایا جب ترے موئے میان کا کچھ پتا
جستجو ملک عدم مین لے گئی بہزاد کو

چاہیے بتخانے مین ناقوس کے بدلے اذان
کیون بتون کے عشق مین بھولین خدا کی یاد کو

مصحف رخسار جانان پر نہ کی کس دن نظر
آنکھون سے لائے بجا اللہ کے ارشاد کو

رنگ دینا بارگہ خون سر پرویز سے
موت سے مہلت ذرا ملتی اگر فرہاد کو

بعد مردن تو مزا وصلت کا ای شیرین ملے
دے دوپٹا شربتی بہر کفن فرہاد کو

گیا ہے وہ دن کہ سارے یہ حسینان جہان
سر دھنا کرتے تھے سن سنکر مری فریاد کو

آگیا لغزش مین اس مغرور کا پائے ثبات
تمنے پہونچایا کہان سے تھا کہان شداد کو

کربلا کی یاد مین جبار جب ہو بیقرار
دیکھ لے چشم محبت سے حسین آباد کو

چھپاؤ پردۂ عصمت مین اپنے روئے زیبا کو
سمجھکر طور کا جلوہ غش آجائے نہ موسی کو

مرا مذہب نہ پوچھو گبر بھی ہون مین مسلمان بھی
کلیسا سے گیا کعبے کو کعبے سے کلیسا کو

سزا افسوس بیہوشی نے اتنی بھی نہ مہلت دی
نگہ بھر کر جو مجنون دیکھ لیتا روئے لیلا کو

نہ ضبط گریہ کی تاکید کیجے اپنے عاشق پر
بھلا کوزے مین کوئی بند کر سکتا ہے دریا کو

چلی آتی ہین اٹھ اٹھکر گھٹائین کوہسارون سے
مسی درکار ہے کس شوخ کے لبہائے زیبا کو

خدا چاہے تو دشمن کی بدی باعث ہو نیکی کا
علو دار نے گردون پہ پہونچایا مسیحا کو

نگہ ابرو سے کیا اسکے سواد خال پر جائے
مجاور خانۂ کعبہ کا کیا پوجے کلیسا کو

قبائے زیست کو پرزے کرے کیونکر نہ دیوانہ
کہان تک وحشت پہ لادے پھرے اسباب دنیا کو

چھپتے ہیں باغبان نے ہر طرف پھولوں کے گلدستے
چمن کی سیر [illegible] کس [illegible] کو

اگر چمکے زمین پر حسن ہی کے کان کا جھمکا
فلک پر پھر نہ تا[illegible] کبھی [illegible] ثریا کو

کہیں ساقی بھی محبت شہ جگر سے چھوٹ سکتا ہی
جدا ساحل سے کوئی کر نہیں سکتا ہی دریا کو

شفق سے لال ہو گر نکہت پر سواد شام چھا جائے
دکھا دے وہ نہ تابان جواب [illegible] کو

تمنا یہ دل جبار کی ہی ہند سے جا کر
لگائے آنکھوں سے شہ کے آستان عرش فرسا کو

بیاض صبح پر ہی فوق تیرے روی زیبا کو
سواد شام پر ترجیح ہی زلف چلیپا کو

رہی حق نمک گردن پہ اسکی روز محشر تک
تم اپنی سانولی صورت جو دکھلا دو کنہیا کو

دہان یار کا مضمون طبیعت نے نہیں دیکھا
یہ شہباز شکاری سے کیا ہی صید عنقا کو

کسی کے پیرہن میں شکل ہمکو بھی دکھا دیجے
دکھایا نور برق طور بنکر جیسے موسیٰ کو

ہوئیں ایک چشم سیلاب خون جادو بھری آنکھیں
فسون عشق نے وہ خواب دکھلایا زلیخا کو

کشش ہی عشق مجنون ایک دن اتنی تو دکھلا دے
کہ ناقہ جانب دشت جنون لے آئے لیلیٰ کو

شمار جرم عصیان ہو سکے کیا تیرے مجرم [illegible]
نہیں گنتا ہی کوئی ذرہ ہاے ریگ صحرا کو

بہار باغ عالم اب نہ پوچھو اہل حسرت سے
نخل گلشن کی کیا ہی طایران رشتہ برپا کو

کمینہ مال دنیا سے کوئی اشراف ہوتا ہی
حرم سے ہمسری ہو جاے ایوان مطلا کو

مگر اک غیرت سے ایسا خاک میں جو مل نہیں سکتا
چمن میں سرو نے دیکھا ہی کسکے قد رعنا کو

نہ دیکھیں نبض مجھ مخمور کی اتنا کوئی کہدے
ضرر پہونچیگا ورنہ کچھ نہ کچھ دست مسیحا کو

وہ میکش ہیں جو بھی یاد وقت میکشی آ کے
پیالہ زہر کا میخوار سمجھے جام صہبا کو

ترے عاشق پہ وہ صدمے گذرتے ہیں جدائی کے
قلق ہی ماہیان بحر کو مرغان صحرا کو

محبت نے کیا مشہور ای جبار عالم میں
وگرنہ یہ کہاں شہرت میسر تھی زلیخا کو

ہچکی آئی نہ کبھی صورت بسمل مجکو
اے اجل بھول گیا کیا مرا قاتل مجکو

لیچلا شوق شہادت سوے قاتل مجکو
صبر و تسلیم کی در پیش ہے منزل مجکو

یاد آیا جو شب ہجر وہ قاتل مجکو
مہر و مہ آئے نظر دیدۂ بسمل مجکو

بے گناہی میری ثابت جو ہوئی قتل کیے بعد
دیر تک یاس سے دیکھا کیا قاتل مجکو

چال آندھی کی چلوں قیس کی صورت میں بھی
نظر آئے جو کوئی صاحب محمل مجکو

کب طاقت ہے کہ مقتل میں چلوں اپنے پانوں
لیچلی ہے کشش خنجر قاتل مجکو

صدمۂ فرقت جاناں جو ستاتا ہے بہت
گاہ سمجھاتا ہوں میں دل کو کبھی دل مجکو

یاں تو پایا نہ ٹھکانا ترا اے پردہ نشین
لیچلی سوے عدم آرزوے دل مجکو

یہ مثل سچ ہے کہ نیکی کا بدی ہے ثمرہ
دیکے دل یار کو ایذا ہوئی حاصل مجکو

غیر کو تیغ ستمگر نے لگائی الٹی
خنجر بے جگری نے کیا بسمل مجکو

آشنا بحر محبت کا رہا میں برسوں
نظر آیا نہ کسی دن رخ ساحل مجکو

دشت وحشت میں بگولوں کو جو اٹھتے دیکھا
آگیا یاد خیام سر منزل مجکو

مے سے معمور ہمیشہ رہا خمخانۂ [illegible]
ایک قطرہ نہ کسی دن ہوا حاصل مجکو

ہجر میں اس بت خوبی کے بس اے ساقی
خشک رہنے دے بسان لب ساحل مجکو

پانوں جب قافلہ والوں کے اٹھے وائے نصیب
ناتوانی نے بٹھایا سر منزل مجکو

ہوں وہ خاشاک جو پھینکے گی صبا دریا میں
موجیں لیجائینگی آکر سر منزل مجکو

دل مرا گور میں حوروں نے بہت بہلایا
یار پہونچا گئے جب اول منزل مجکو

غسل کو جائے جو دریا پہ جنازہ میرا
پھینک دیں موجیں اٹھا کر سر ساحل مجکو

مدد حیدر صفدر سے جہاں میں جرار
ہوگئی سہل جو پیش آگئی مشکل مجکو

لیچلا جب کہ جنوں شہر سے ویرانے کو
بن گیا سیل بگولا ترے دیوانے کو

دلِ صد چاک نہ چھوٹا ترے گیسو سے مرا
کبھی وحشت کشاکش سے ملی شانے کو

صدمے سے مرے ساقی کو جو آئی مری یاد
بارش اشک نے چھلکا دیا پیمانے کو

عجلت آنے کی نہ تھی گلشن ہستی میں ہوس
عشق لایا ہے طبیعت مری بہلانے کو

موت ہو جاتا ہے عاشق کو وصال معشوق
شمع کا قرب جلا دیتا ہے پروانے کو

یاں ہو اک مشکل ہے وان کچھ نہیں آنے کا نظر
شیخ مسجد نہ بنا توڑ کے بتخانے کو

لالہ و گل کی وہ داغوں نے دکھائی ہے بہار
ہوس دیدِ گلستان نہیں دیوانے کو

حسن قسّام ازل نے جو بتوں کو بخشا
دل مشتاق دیا ہمکو بھی غم کھانے کو

تنگ نظروں میں ہوئی وسعت ہستی ایسی
کہ ہوس دشت عدم کی ہوئی دیوانے کو

ہو کے آزردہ جو میں بزم جہان سے اٹھا
منھ لگایا نہ کبھی شیشے نے پیمانے کو

سیکڑوں کوس سے رزق اُڑ کے چلا آتا ہے
پر لگا دیتا ہے رزاق ہر اک دانے کو

قافلے والوں نے رستے میں ہمیں چھوڑ دیا
چار دن منزل ہستی کی ہوا کھانے کو

رخ محبوب کا مشتاق ہے جیسا مرا دل
کو نہیں ایسی کسی شمع کی پروانے کو

نئے ساغر چلے آتے ہیں سنتے پیمانے
کسکے آنے سے ہے رونق ہوئی میخانے کو

آئی شیشے سے نہ قلقل کی صدا بعد مرے
ہنستے دیکھا نہ کسی نے کبھی پیمانے کو

ہوں پریشان مرا دل لف میں رہنے کا نہیں
کہ طلب کرتے ہیں مشاطہ سے وہ شانے کو

اتر سہی ہو کے وہ دیوانہ اٹھا بالین سے
تیری الفت میں جو آیا مرے سمجھانے کو

ہم شہیدوں کو بھی اک جام چھلکتا ساقی
رہے ہر روز ترقی ترے میخانے کو

آمدِ جہدی ہادی ہے جہان میں جرار
شاد بلبل ہوں چمن میں ہے بہار آنے کو

جو پہلو سے اٹھے بیتابیِ دل دیکھتے جاؤ
ذرا تو مڑ کے رقص مرغ بسمل دیکھتے جاؤ

چلے ہو قتلگہ سے سوئے بسمل دیکھتے جاؤ
تمہی لیلیٰ جان کرتی ہے محمل دیکھتے جاؤ

دم آخر نجائیگی مشغلہ نظارہ بازی گا
گلے پر تیغ ہو رخسار قاتل دیکھتے جاؤ

چلا جب نجد سے مجنون کہا لیلی نے شرماکر
نکالو دل کی حسرت سوی محمل دیکھتے جاؤ

سفر ملک عدم کا پیش ہے تاریک راہین ہین
رہ منزل چلا کر شمع دل دیکھتے جاؤ

چلے ہو قاصدو تو جلد سہرنا کوی جانان سے
ہرار و ناہری بیتابی دل دیکھتے جاؤ

اسیر زلف ہو تم یا شہید خنجر ابرو
بلا جو پیش آئے حضرت دل دیکھتے جاؤ

صدا دیتے ہین کانٹے رہروان راہ وحشت کو
صعوبات سفر منزل بمنزل دیکھتے جاؤ

مری کشتی کو چکر آچکا ہے غرق ہوتی ہی
ٹھہر کر اے سبکساران ساحل دیکھتے جاؤ

مدار اغیار پر ہے آج کل تک دور تہارا
ہوا تبدیل کیسا رنگ محفل دیکھتے جاؤ

مرقع صنع کا دکھلا رہا ہے صانع قدرت
یہ سب شکلین ہین نظارے کی قابل دیکھتے جاؤ

نہ دیکھو اک نظر سے مجکو اور اغیار کو صاحب
خدا کی آنکھہ دی ہے حق و باطل دیکھتے جاؤ

بٹھا کر قید مین جرار کو جاتے تو ہو آخر
گران ہے طوق بھاری ہے سلاسل دیکھتے جاؤ

ردیف ہای ہوز

پری بن بن کے ہر گل باغ مین آتا ہے مستانہ
جنون کسکو دکھین کون ہوا مستان دیوانہ

سحر ہوتی ہے باقی شمع روشن ہے نہ پروانہ
نگاہ یاس کرتا ہے مکان پر صاحب خانہ

نہ پہونچی جان کو کس طرح صدمہ دل کو ایذا سے
کہ مہمان کو بلا ہے اضطراب صاحب خانہ

نظر عبرت سے کرنی چاہیئے اہل بصیرت کو
کہ ہین نقش حنا نقش و نگار قصر شاہانہ

دل صد چاک میرا گیسوی جانان مین الجھیگا
کہ شب بھر خواب مین دیکھا ہے مینے گیسو و شانہ

رقم کرتا ہون ساقی کا جو وصف نرگس میگون
قلم بھی صفحہ قرطاس پر چلتا ہے مستانہ

نہ یہ ہوحق نہ یہ نعرہ نہ یہ بدمستیان ہونگی
مرے دم تک ہے ایساقی فقط آباد میخانہ

میرا دل کس حسین کے دیکھئے مطبوع خاطر ہو
بھرا ہے گنج سے ہی گو کہ ظاہر مین یہ ویرانہ

کمال اپنا رہا اہل خرد کی چشم سے پنہان ۔ الہی وحشی طبع تھی یا شمع ویرانہ

نشان بادشاہان سلف مطلق نہین ملتا ۔ مگر کچھ کچھ پتا دیتی ہے اونکا خشت ویرانہ

تمہین اے میکشو تعلیم کرنا اوسکا لازم ہے ۔ زبان لیسے اپنے جو فرما رہا ہے پیر میخانہ

تمہارے عاشقونکی بزم لذت سے نہین خالی ۔ کہین لیلی کا قصہ ہے کہین شیرین کا افسانہ

جبھی کہتی ہے یہ بالیقین اگر بادشاہونکے ۔ کفن سینوا و تار و جسم سے ملبوس شاہانہ

نکل کر روح پھر آتی نہین ہے خانۂ تن مین ۔ اوجڑ کر پھر نہین آباد ہوتا ہے یہ کاشانہ

دھوان پیچیدہ سا تہ آہونکے سینے سے نکلتا ہے ۔ ہمائی سر مین جسد نے ہوائی اف جانانہ

کتابین لیکے آئین مدرسے والون سے یہ کہدو ۔ کہ عالم کو سبق دیتا ہے طفل پیر میخانہ

بیان حال میرا سنکے وہ کہتے ہین یارونمین ۔ کہ کیا جانے نگاہ یہ قصہ ہے کیا پر شور افسانہ

فلک سے گردشون مین ہمکو ابھی جرار رکہتا ہے
کہ ابتک سبحہ اپنی خاک سے بنتا ہی صد دانہ

ردیف یای تحتانی

سنان ظلم تھی یا تیغ جفا تھی برق سوزان تھی ۔ تمہاری اک نگاہ ناز بھی کیا آفت جان تھی

شب فرقت مین یہان کسکو امید وصل جانان تھی ۔ تمنا نا امیدی سے مرے دست و گریبان تھی

ازل کے روز سے قسمت مین جو یاد زلف جانان تھی ۔ عدم مین بھی طبیعت جسکی اپنی پریشان تھی

یکس پر شنک جبین کی خاطر نازک پریشان تھی ۔ کہ وہ دود شمع کشتہ بوئی گلہای گلستان تھی

عجب حسرت کا عالم تھا قضا بھی رو رہی تھی کچھ پشیمان ۔ گلی پر جب سر عاشق کے قاتل تیغ بران تھی

بڑھا یا عشق کو سیر تمہارا حسن چمکا یا ۔ محبت مثل مشاطہ کبھی یہان تھی کبھی وہان تھی

غضب آیا نگاہ شوق نے کی طرفہ غمازی ۔ عیان وہ بات وسیر ہو گئی جو دلمین پنہان تھی

سکوت ایسا ہوا جانے سے تیرے ساری محفل کو ۔ کہ بزم عیش گویا صحبت شہر خموشان تھی

ہٹالی زلف چہرے سے تعجب ہو گیا ثابت ۔ تجلی طور کی تیرے کہلی یا تو نہین پنہان تھی

چراغ و شمع کی حاجت شب فرقت مین کیا ہوتی
لحد مین جا کے جب پہنچے کھلا احوال یہ ہم پر
نکلتا تھا جو بار آتش پیکان دل مین چھپتا تھا
زوال حسن گلرویان سے یہ ثابت ہوا ہمکو
کلیونکا خندۂ دندان نما ہمکو جلا دیتا
بچایا کیسی کیسی آفتون سے موت نے ہمکو
کیا دم مین نگاہ ناز سے تسخیر عالم کو
اوٹھائی عاشقونکی لاش کیون یارون نے مقتل سے

اگر تصویر خیال یار کی شمع شبستان تھی
خیالات جہان مین خلوت خواب پریشان تھی
شب فرقت مین سر پر کہکشان شمشیر عریان تھی
کہ مہمان چار دن گلزار مین فصل بہاران تھی
چمک اوس کے ہر دندان کی برق خرمن جان تھی
سمجھتا تھا جسے مین دشمن جان وہ نگہبان تھی
وہ چشم سرمگین بھی خاتم سحر سلیمان تھی
زمین کوچۂ قاتل لائق گنج شہیدان تھی

عبادت دو جہان کی ضرب اسی جرار کی تھی جسکی
وہ تیغ شاہ مردان تھی وہ تیغ شاہ مردان تھی

نہ ہنستا جوش سودا تم اگر عارض دکھا دیتے
گریبان پھاڑتے پر کیا جنون کو بد دعا دیتے
قمر کو کیا ترے رخ سے مثال اے مہ لقا دیتے
کہو تو دل نہ کیونکر آپ کو اے دلربا دیتے
اگر تھے شرمگین منہ سے نہ کہتے سر جھکا دیتے
مریض عشق کیسا قبر کے مردے جلا دیتے
بھلا کیونکر تمہین ہم دیدۂ دل مین نہ جا دیتے
جو یہ دوئی صاف سے محفل مین تم پردہ اوٹھا دیتے
اشارے مین تمہارے چشم سے دریا بہا دیتے
شب مہتاب مین جیسے جو تم پردا اوٹھا دیتے
غم شبہای فرقت راہ کا کھٹکا مٹا دیتے

بلائی زلف و ترچاتی جو قرآن کی ہوا دیتے
غضب تھا ہاتھ سے ہم دامن صبر و رضا دیتے
غضب تھا ایسے روی صفا کو دھبا لگا دیتے
فقط باطل تھا خط جبین جسکو مٹا دیتے
گلے ملنے کے وعدے پر فقط گردن ہلا دیتے
جو کہکر تم باوفا ہی آپ ایک ٹھوکر لگا دیتے
سگ در آپ کا آتا تو ہم آنکھین بچھا دیتے
تو سب لیلی وشونکو صورت مجنون بنا دیتے
ہم اپنی پتلیون کو مردم آبی بنا دیتے
قمر کو عارض پر نور کا ہالہ بنا دیتے
جو تم ہنگام رخصت عارض روشن دکھا دیتے

یہہ مطلع سب تھے ای جرار جو تمنی سنائی ہین
مناسب تھا غزل اک اور بھی ہمکو سنا دیتے

جو روئی صاف سی تم گیسوئی شبگون اوٹھا دیتے
رخ صبح قیامت وہ اس شب مین دکھا دیتے

لگاتے دست رنگین آپ اگر اوسکے غبار تیکو
شہید خنجر ابرو کا اپنے خون بہا دیتے

تلاش آب ہوتی گر ترے مجروح کو قاتل
مسیحا مہر کے چشمے سے پانی بھر کے لا دیتے

نہ رہتے باغ مین بیمار صحت اوسکو ہو جاتی
ملا کر آنکھ نرگس سے اگر تم مسکرا دیتے

نہ اوٹھتے خاک سے اوفتادگان کوچۂ قاتل
مسیحا تھامتے بازو کو یا موسی عصا دیتے

سوی کعبہ اگر جاتا ترا دیوانۂ گیسو
سمجھکر فخر آہوی حرم آنکھین بچھا دیتے

وہان بند قبا اپنی وہ کھلواتے جو غیرو نسے
ہم اپنا جامۂ ہستی یہان پرزے اوڑا دیتے

ترے محرور آہ گرم ساحل پر اگر کرتے
تو موج آب کو آتش کا پرکالہ بنا دیتے

لپٹ کر ایک شب سوتے تم ای گلرو جو ہمسے
ہمارے جامۂ ہستی کو پھولون مین بسا دیتے

برنگ نقش پا ہم بیٹھ جاتے گر تری در پہ
سر پر سلطنت کا لطف نقش بوریا دیتے

نہ رہتی روح اس زندان تن مین ایکساعت بھی
عناصر کے نہ پردے چار جانب گر لگا دیتے

عجب کیا تھا اگر خواب عدم سے جاگ اوٹھتا مین
دم تلقین اگر تم میرے شانے کو ہلا دیتے

سمند ناز کو جولان جو کرتے آکے مرقد پہ
نشان قبر کہنہ بھی وہ عاشق کا مٹا دیتے

قدم کو گاڑ دیتے ہم اگر راہ توکل مین
تو آواز رزقنا ہم دہان آسیا دیتے

ابھی گوشے مین رہکر غیر سب چلہ نشین ہوتے
اگر ہم اپنے تیر آہ کا چلہ دکھا دیتے

بلاکش چھوٹ جاتے آپکے افکار دنیا سے
مقیمان زنخ مین انکو اگر پہلو مین جا دیتے

گرایا بھائیون نے چاہ مین یوسف کو کیا ہی
غضب ہوتا اگر یعقوب نظرون سی گرا دیتے

نکلتی روح آہ سرد کے ہمراہ سینے سے
ہوا کے جھونکے کشتی کو کنارے پر لگا دیتے

نہ عیب آشنایگان سی بھی قوافی بیشتر خالی

یہہ گنج شائگان ہم ہاتھہ سے جرار کیا دیتی

جوش جنون سے رنگ اڑائی بہار کے
داغون نے گل چراغ کیے لالہ زار کے

افشان جو انکی دیکھکے موت آئی تھی مجھے
جگنو تمام ذری ہین خاک مزار کے

واماندگی ہین کبھی نہ پوچھی کسینے بات
تھک تھک گیا ہین ہمسفرونکو پکار کے

ساحل پہ ہم بھی جائین کہ دیکھین صفائی تن
دریا مین وہ نہائین گے کپڑے اوتار کے

شاید قریب آئی ہے صیاد فصل گل
آنے لگے ہین کان مین نالے ہزار کے

کرتے ہو یان خشک سے بھی اب مضائقہ
مہمان کیا تھا کیون مجھے شیشی بگھار کے

مدت ہوئی خزان نے دل افسردہ کر دیا
اسد پھر دکھائے ہمین دن بہار کے

میکش ہین جمع مصحف گل ہین کھلے ہوئے
کیا ہین چمن مین پھول کسی بادہ خوار کے

خورشید حشر کا ہمین جرار خوف کیا
سایہ مین ہم ہین بادشہ ذوالفقار کے

بلبلین کرتی ہین تعریف نزاکت تیری
ہر گلستان ہین مین سنتا ہون حکایت تیری

سر پہ انکھون پہ بلا لے شب فرقت تیری
گیسوی یار سے کچھ ملتی ہے صورت تیری

آئینہ رو ہے صاحب ہے خدا کی قدرت
ہمکو برسون نظر آتی نہین صورت تیری

پھر جوان ہو گئے بالون مین سفیدی ہی ہی
یہ چڑھی سر پہ بلا ہی شب فرقت تیری

صنعت دست قلم پر ہے ابھی تک نازان
نقش پرداز ازل کھینچ کے صورت تیری

آئینہ دل ہے مرا اور یہہ ہو جائیگا صاف
خاک مین کسکو ملائیگی کدورت تیری

جاؤن مرقد پہ سکندر کے تو اتنا پوچھون
کیا ہوئی شان تری کیا ہوئی شوکت تیری

پھیر کر تیغ گلے پر مرے کہتا ہے وہ ترک
مٹ گئی آج تو برسون کی اذیت تیری

زہر غم دیکے مجھے کہتا ہے وہ شیرین لب
منہ بنایا تو بگڑ جائیگی عزت تیری

ہر سحر زال جہان سے مین یہی کہتا ہون
پھر نہ اسد دکھائی مجھے صورت تیری

شرمگین قتل سے عاشق کے ہوا قاتل
میرے سر پر مرے آنکھو نپہ ندامت تیری

ابھی جنبش کچھ مرا نقصان ہوگا شب وصل
پردۂ شرم کو پھونکے گی شرارت تیری

وہ ندیکھی نہ سمجھے ظاہرین جو باطن کا ہو کور
یہان تو ہر شے مین نظر آتی ہے صورت تیری

ہو رہے کیون نہون مشتاق لحد مین مجھے گاڑنے
کہ ملاقات ہے فردا ہی قیامت تیری

رنگ لایا عجب ابھی دیدۂ پرخون شب ماہ
پھر گئی چادر مہتاب پہ رنگت تیری

زائر بارہ امامت جو ہوا ہی جرار
صورت نجم چمک جاہی گی قسمت تیری

نہوگا دل تری الفت سے جان جان خالی
خراب ہو جو مکین سے رہے مکان خالی

نہ داغ سینہ ہے پیری مین اب نا ہے دل
چمن گلون سے ہی بلبل سے بوستان خالی

ہوا جہان کو روانہ ہمارا طایر جان
پڑے ہین کیا قفس و دام آشیان خالی

لگائین منہ مجھے کیا تیر زری ہین مرغ ہم
چھوڑتا نہیں کتا ہی استخوان خالی

خمیدہ عجز سے ہونگے تو پیش قامت یار
بغیر تیر کے کیا کھینچی کمان خالی

ہر ایک ضرب ہین کاٹی دل و جگر اوسنے
گیا نہ ہاتھ کوئی وقت امتحان خالی

ہے وقت رخصت تاب و توان و ہوش و خرد
سرا ہی تن کئی جاتا ہے کاروان خالی

دلونکو ہم و داغ جنون کئے تقسیم
الٰہی ہون نہ ترے دست زرفشان خالی

کدورتونسے تہ ہی دل مرا مکدر ہے
غبار سے نہین اک دم یہ خاکدان خالی

کیا الم نے یہ کاہیدہ تیرے قیدی کو
کہ دیکھتے ہین نگہبان بیڑیان خالی

بہا نہ تام لو اک اشک میرے آنکھون مین
صدف گہر سے ہوا پانی سے ہی کنوان خالی

پھینکیت ہے وہ لگاتا ہی سر کمر پالیٹ
پھر ہی یہ دو کون کسے وہ کہان کہان خالی

نہ جام ہی ہے نہ مطرب نہ ساقی گلفام
چمن کی سیر کو کیا آؤن باغبان خالی

نہ سوز دل ہی نہ درد جگر نہ آہ رسا
دعا چلے ہے مرے سو ہی آسمان خالی

جو زور دے تو خدا زر بھی آدمی کو دے
کہ کام آتی نہیں طاقت و توان خالی

خیال ہو ترا جرار کو تنہا دم مرگ
جہان سے جائے نہ یہ زار و ناتوان خالی

قطرے جو پسینے کے گرے زلف رسا سے
سمجھا میں کہ برسے در نایاب گھٹا سے

اڑا دو سبک روح ہیں دنیا کے بلا سے
رہزن نے نہ چھینا خط بو پیک صبا سے

رعشہ نہیں ہے شب میں ہوش ربا سے
اعضا ہی بدن کانپتے ہیں خوف خدا سے

او مرگ نے آگاہ کیا مجکو قضا سے
خط ہی مجھے لکھا ہے تو خون شہدا سے

ہے داغ قمر کو رخ روشن کی ضیا سے
آئینہ خورشید خجل ہے کف پا سے

کرتے ہیں خوشامد ترے دیوانے کی عاقل
شاہوں کو ارادت ہے ترے در کی گدا سے

کتنوں کو ترے ناوک مژگان نے کیا قتل
بیجان ہوئے کتنے ترے تیغ ادا سے

حیرت سے ادہر چپ ہے یہ صورت تصویر
سمٹے وہ ادھر بیٹھے ہے شرم و حیا سے

اٹھوائیو کوچے سے نہ قاتل کی مری لاش
تازہ ہیں گل زخم گلستان کی ہوا سے

کس صبح غریبونکو نہ قاتل نے کیا قتل
منہ تیغ نے دھویا ہی تو خون شہدا سے

دکھلاؤں گا منہ اپنا نہ میں اہل جنوں کو
گلگون ہوئی خار جو خون کف پا سے

صحت ہو جو تم شربت دیدار پلا دو
بچنے کا نہیں عشق کا بیمار دوا سے

کس یاس سے کشتونکے مزارونپہ نظر کی
فارغ ہوا وہ ترک جو دفن شہدا سے

دل اور ترے مصحف عارض نے جلایا
یہ آگ بھڑکنے لگی قرآن کی ہوا سے

تلقین جو نہ یاد اجل آگئی مجکو
ہوش آتا ہے واماندونکو آواز درا سے

جرار جو تم کوچۂ قاتل میں ہوئے دفن
نالوں کی صدا آنے لگی عرش بلا سے

جو منہ سے ضعف میں نکلے سخن غنیمت ہے
کہ خم میں جوش شراب کہن غنیمت ہے

نظارۂ سمن و یاسمن غنیمت ہے — بہار آئی ہے سیر چمن غنیمت ہے
جو ماہ عید بھی دیکھا سفر مین کیا حاصل — ہمین تو نشتر خار وطن غنیمت ہے
دھری ہین پیش نظر دوستونکی تصویرین — سفر مین صحبت اہل وطن غنیمت ہے
گلونکو دیکھہ بجا شادیانے ای بلبل — یہ رنگ و بوی عروس چمن غنیمت ہے
سحر کو چرخ دکھائیگا تختۂ تابوت — یہ رات تخت کی دولہا دولہن غنیمت ہے
کلام کی کوئی تعریف کسلئے کرتا ہے — نہ معترض ہون اگر اہل فن غنیمت ہے
صدای خندۂ گل کب چمن سے آتی ہے — خزان مین نوحۂ مرغ چمن غنیمت ہے
ہوا نصیب نہ فرقت مین جام شربت وصل — اب آب تیغ ہی ای تیغزن غنیمت ہے
عزیز و دوست اکیلا لحد مین چھوڑ گئی — اب آگیا ہے جو دزد کفن غنیمت ہے
ہمارے خانۂ تن کو گرا نہ سیل سرشک — کہ رہنکو یہ مکان کہن غنیمت ہے
پلا ہی دے مجھے جھوٹی شراب محفل مین — یہ لطف ساقی گل پیرہن غنیمت ہے
پتنگ جاتی ہین شمعین بھی جھلاتی ہین — یہ دو گھڑی ہی ہوا در انجمن غنیمت ہے
لحد مین ہوگی نہ تقریر و گفتگو کی مجال — زبان تیری میان دہن غنیمت ہے
نہال گل تری محرور کے لحد پہ کہان — سر مزار چنار کہن غنیمت ہے

اسی سے حشر مین ہوگی نجات ای جرار
جہان مین دوستی پنجتن غنیمت ہے

جھونکی چلے جو باغ مین باد سموم کے — بلبل نے رو دیا دہن غنچہ چوم کے
شعر ایسی انجمن مین پڑہی جائین دہوم کے — عرفی کی روح وجد کرے جھوم جھوم کے
نکلین بڑی زمین مین کیا شعر دہوم کے — شیرین ثمر ہون شجر شورہ بوم کے
کہتا ہین اوسکے زلف پہ لپٹا یہی داغ — بہا ہی ہون انیہ پارچہ بند روم کے
برسون لڑا کیے ترے کوچہ مین بوالہوس — جھگڑے کسی طرح نہ چکے زاغ و بوم کے

دکھلائے شاہ عشق اگر اپنی سرکشی
اک دم مین سرنگون ہون علم شام و روم کے

زنجیر موج بحر مین تھامین حباب
قیدی ہین ہم بھی سلسلۂ زاد و بوم کے

گرتے نہین ہین برگ خزان پیش باغبان
پیرچے گذر رہے ہین یہ ظلم سموم کے

جانے ہمارے گھر سے پیا اے آہ برق وش
اے ابر آج ایسا برس جھوم جھوم کے

محفل درست ہو چکی تشریف لائیے
عشاق منتظر ہین تمہارے قدوم کے

اپکے طواف بتکدہ اے حاجیو سہی
کعبے کے رستے بند ہین مارے ہجوم کے

گمراہ ہو جو غول کا پیرو ہو دشت مین
کہنے مین ہم نہ آئینگے اس نفس شوم کے

جرار کی جو پیروی سے حضرت اسیر
دروازے مجھپہ کھل گئے شہر علوم کے

رہیگا دل مین غم جور باغبان باقی
قفس مین جسم کے جب تک ہے مرغ جان باقی

ملایا خاک مین ایسا فلک نے شاہون کو
لحد کا اُنکی زمین پر نہین نشان باقی

پھر لگا سہرا اے یار جستجو مین تری
رہے نہ پاے طلب مین اگر توان باقی

ہما کو بخشون کہ نذر سگ حبیب کرون
یہ میرے تن مین جو ہین چار ہڈیان باقی

بخار نکلے بھلا کیا غم جدائی کا
کہ دل مین اب تو نہین طاقت فغان باقی

طبیعت اُنکی سلجھتی چلی ہے کچھ لیکن
ہنوز دل مین ہین تھوڑی سی گتھیان باقی

خیال گیسوے لیلی رہا رہا ہوکر
رہین یہ پانون مین مجنون کے بیڑیان باقی

زمین سے پیٹھ لگائی نہ چرخ نے کسکی
رہا نہ زال نہ رستم سا پہلوان باقی

بقا ہے ذات کو تیری فنا ہے سب کے لیے
ہزارون نامورون کا نہین نشان باقی

بدن سے زور گیا ضعف سے کمر ہوئی خم
روانہ تیر ہوا رہگئی کمان باقی

وہ قتلگاہ سے لاشون کو کیا اُٹھا دیتے
کچھ اور ہے ابھی کشتون کا امتحان باقی

دہان گور کے لقمے بنینگے پیر و جوان
رہیگا کوئی توانا نہ ناتوان باقی

ہزار حیف اٹھا تب ہین خواب غفلت سے / رہی نہ دشت مین جب گرد کاروان باقی

چمن مین کہتا ہے صیاد گل فروشون سے / ہے آشیانہ بلبل کہان کہان باقی

تلاش زر مدنے کی اسقدر رفیقون کی / رہا نہ نام کو عالم مین اک کنوان باقی

بیان کرتے ہی کرتے گذر گئی شب عمر / تمام ہم ہوے اب تک ہے داستان باقی

امید زیست کی نادان ہین جنکو ہے جبار / رہینگے ہم نہ رہیگا یہی جہان باقی

بچا ہے سنگلگون عارض نگاہ تیز مردم سے / کہ لب تک لال ہین اُس شوخ کے بار تبسم سے

میکش ہین جو مجکو میکدے مین مرگئی خواہش ہو / نکل آے فلاطون ساغر مملو لیے خم سے

چمن کے پاس مجکو دفن کرنا تھا نہ یارون تو / لحد مین نیند اُڑی جاتی ہے بلبل کے ترنم سے

نہین بچا جو ہے محبوب گندم گون پہ مائل / علاقہ حضرت آدم کو تھا جنت مین گندم سے

سنہ شبنم ہے یہ راتون کو جو پھولون پہ گرتی ہے / کسی کے غم مین یہ آنسو گرے ہین چشم انجم سے

گھٹا ساون کی کھلاتی ملی مستی ہے سو شوخی پر / جلا یا خرمن دل یار نے برق تبسم سے

نہ ڈر امواج کا ہے اب نہ خوف لطمہ باقی ہے / کہ نکلی کشتی تن بحر ہستی کے تلاطم سے

ملو ستی حنا افشان لگا تو مہندی ہاتھون مین / کہ فرصت پائی اب تم نے عاشق کے تظلم سے

دہن کو غنچہ گلزار الفت کیون نہ سمجھون مین / کہ بوے آشنائی آتی ہے اُسکے تکلم سے

نہ کر ساقی تنگ ظرفی مین بہ پانوش سکتا ہون / اُٹھا کر شیشہ ساغر کو دل بھرتا نہین خم سے

تلاش جام جم محفل مین اگر ہوے ساقی کو / تو ساغر مہر کا لا مین سمجھا جسے جام جم سے

پرنگ گشتی درویش ہون اس بحر ہستی مین / نہ کچھ لنگر کی حاجت ہے نہ ڈرتا ہون تلاطم سے

جگر پر وار اگر شمشیر ابرو کے لگاتے ہین / نمک پاشی بھی لازم ہے زخمون پر تبسم سے

ندیکھا تیر بہوپیچ نوک باتون مین نکلتی ہے / اقارب کی زبان کچھ کم نہین ہے نیش کژدم سے

جو اُس سے بوسہ مانگو گے بڑی ذلت اٹھاوگے

ذرا سُن لو کہے رکھتے ہین ای حیدر ہم تمسے

سپہر و خاک نہ کرتے تو یار کیا کرتے
عزیز رکھکے یہ مشت غبار کیا کرتے

عبث تھی رو برو یار سب شکایت غیر
حضور گل گلۂ جور خار کیا کرتے

عدم سے آکے عدم کو اگر نہ پھر جاتے
یہان ٹھہرکے غریب الدیار کیا کرتے

برنگ غنچہ بلا ہی ہین دہن خاموش
شکایت چمن روزگار کیا کرتے

ہوے جو پیر گئے جبکہ جوانی کے
خزان مین نغمۂ فصل بہار کیا کرتے

نہ کار زشت نہ اعمال نیک ہمسے ہوے
فرشتے رہ گئے یمین و یسار کیا کرتے

گنہ نہ کرتے تو کسطرح بخشے جاتے ہم
سبب نجات کا پروردگار کیا کرتے

برنگ ماہی بے آب بے زبان تھے ہم
بیان سوزش دل بیقرار کیا کرتے

خیال شمع رخ یار کب نہ تھا پس مرگ
ہم آرزوے چراغ مزار کیا کرتے

تمام سال رہا کیف نرگس میگون
قضاے روزہ ادا بادہ خوار کیا کرتے

کھلی نہ خواب تغافل سے آنکھ تک اپنی
سبک وان عدم انتظار کیا کرتے

ہوس یہ تھی کہ گرے کوے یار مین مردہ
وصیت اور دم احتضار کیا کرتے

مرے گناہ جو ہوتے شمار سے باہر
تو حاسبان عمل پھر شمار کیا کرتے

برنگ سایہ بقدر مین تیرہ بختی تھی
ٹھہرکے ہم پس دیوار یار کیا کرتے

نگاہ ناز سے دیکھا جدھر صفین الٹین
وہ دے کے سرمۂ دنبالہ دار کیا کرتے

سہارا موت کا ہوتا نہ عاشقون کو اگر
تو پھر یہ ہجر کا انجام کار کیا کرتے

قلق مین روح نے بھی ساتھ جسم کا چھوڑا
کسی کا زیست مین ہم اعتبار کیا کرتے

بجا ہی ہمین مضمون غیر سے نفرت
پہن کے پیرہن مستعار کیا کرتے

نگاہ جانب مژگان تھی عین نادانی
جگر کو نشتر غم سے فگار کیا کرتے

کھلے جو دیدۂ غفلت بدل گئے سو رنگ
نجوم دو رنگی لیل و نہار کیا کرتے

نہ لکھتے مصحفِ رخ مین جو وہ پرِ طاؤس
تو ہم یہ اپنا دل داغدار کیا کرتے

نہ ہوتا توشہ حبِّ علیؑ اگر جرار
رہِ عدم مین غریب الدیار کیا کرتے

ہر حلقۂ پر داغ یہ اپنا دل مایوس ہے
باغ مین لالہ ہے صحرا مین پر طاؤس ہے

زلفِ جانان مائلِ داغِ دلِ مایوس ہے
کیا تماشا ہے کہ یا دل عاشق طاؤس ہے

جلوۂ برقِ تجلی سے جو دل مایوس ہے
برگِ نخلِ وادیِ ایمن کفِ افسوس ہے

صاف باطن ہون مجھے عریان تنی ملبوس ہے
پردہ دارِ شیخ و زاہد خرقۂ سالوس ہے

بے جہت پڑتا نہین ہے پائے جانان پر غبار
خاک کو عاشق کی اب تک حسرتِ پابوس ہے

محفلِ ہستی کی ظلمت صاف روشن ہے دلا
شپرہ کی آنکھ شمعِ قصرِ کیکاؤس ہے

جلوۂ رخسارِ تابان کیا ہو پردے مین نہان
روشنیِ شمع کب ستدرۂ فانوس ہے

ایک قطرہ بھی مے عشرت ہو کیا مجکو نصیب
دل نہین سینے مین گویا ساغرِ معکوس ہے

چھوٹ کر دل زلف سے اُسکے ذقن مین گر پڑا
پائی زندان سے رہائی چاہ مین محبوس ہے

موسمِ پیری مین ہین دل کو جوانی کے مزے
باغ ویران ہے مرا اب تک قفس مین طاؤس ہے

فکرِ دنیا کی نہ اُسکو ہے نہ کچھ عقبیٰ کا غم
تیرے زندانِ محبت مین جو دل محبوس ہے

حالِ دل اُس شوخ عیسیٰ پر کرون کیا آشکار
رشتۂ الفت برنگِ نبض نامحسوس ہے

بو ترے گیسو کی سنبل وام لیتا ہے مدام
پیرہن گل کا ترا اوترا ہوا ملبوس ہے

سیرِ دریا کیسی کیا لطفِ چمن کیا میکشی
ہین یہ سب بیکار فرقت مین جو دل مایوس ہے

دل کے عقدے کیجیے وا ناخنِ الطاف سے
اے شہِ خیبر کشا جرار اب مایوس ہے

سونپا زمین کو جامۂ ہستی اُتار کے
غاصب ہوئے نہ پیرہن مستعار کے

ذکر آئے انجمن مین گل روئے یار کے
جھونکے سے چلے چمن مین نسیم بہار کے

پرتو سے شمس عارض تابان یار کے / خورشید حشر بنگئے ذرے مزار کے

ہین دیدہ ہاے شوق و خط سبز روے یار / آہو ہین چاشت خوار اسی سبزہ زار کے

جاگر ہوا ہے داور محشر سے داد خواہ / اللہ رے حوصلے مرے مشت غبار کے

جسدن وہ آئے گور غریبان کی سیر کو / اشعار پڑھ کے رو ئینگے لوح مزار کے

دشت جنون مین پاے برہنہ کا رنج کیا / شکوے کب آبلون نے کیے نوک خار کے

کیا ہم فریب حضرت زاہد مین آگئے / کیون معتقد ہوے نہ کسی بادہ خوار کے

آتے ہین کب فریب رخ و زلف یار مین / نیرنگ ہمنے دیکھے ہین لیل و نہار کے

زاہد اگر ہے طالب جام مئے طہور / کھلوادے مے سے روزے کسی بادہ خوار کے

حسرت ترے شہید کی دیکھی جو زیر خاک / وزد کفن بھی روے کفن کو اتار کے

مشاطہ کا ہے حال پریشان مری طرح / آفت مین پھنس گئی ترے گیسو سنوار کے

پلکون سے چھید کے دل کو وہ دے بوسۂ ذقن / کانٹے قبول ہین شجر میوہ دار کے

گل کی ہنسی نہ گریۂ بلبل ہوا تمام / کیا جلد دن گذر گئے فصل بہار کے

قابو مین اپنے آنہین سکتا ہے نفس شوم / ہم ساربان ہین اس شتر بے مہار کے

حیدر کیون نہ دل سے ہو شیدا ای پنجتن / جلوے ہین انمین قدرت پروردگار کے

رقم درد جدائی عاشق دلگیر کیا کرتے / ترا دل جس سے دکھتا وہ تحریر کیا کرتے

بیان کچھ ادائی امرت بے پیر کیا کرتے / گلہ تقدیر کا ہم تابع تقدیر کیا کرتے

لگاکر وسمہ بالون کو سیہ ہم پیر کیا کرتے / غروب آفتاب صبح کی تدبیر کیا کرتے

نہ کھنچتے کسطرح ہم الفت محبوب تو خط مین / نوشتے کو ترے اے کاتب تقدیر کیا کرتے

نگارستان ہمارا خانۂ دل کسطرح بنتا / لگاتے ہم نہ اسمین یار کی تصویر کیا کرتے

جگاتے خفتگان خاک کو کیون خواب راحت سے / شب وصل لحد مین نالہ شبگیر کیا کرتے

نہایت خاطر محبوب میں وقعت پسندی ہے
قلم برشستہ خط یار کو تحریر کیا کرتے

ثبات اپنا کبھی سمجھے نہ ہم دنیائے فانی میں
عمارت کیا بناتے قصر کی تعمیر کیا کرتے

اگر جاتے نہ اقلیم عدم کو کوچۂ قاتل سے
مسافر تھم کے زیر سایۂ شمشیر کیا کرتے

یہ زندان کیا تھا زندان بدن کو توڑ کر جاتا
بھلا ایسے دل وحشی کو ہم زنجیر کیا کرتے

دوئی کا کسطرح دھبا لگاتے تیرے دامن کو
مقابل ہم ترے رخسے تری تصویر کیا کرتے

فقط حیلہ تھا یہ بھی کوہکن کی جان لینے کا
نہیں خسرو کے خادم لیکے جوے شیر کیا کرتے

نہایت تنگ تھا صحرائے محشر جنکی آنکھوں میں
وہ رہکر درمیان خانۂ زنجیر کیا کرتے

چکوروں کی طرح عشاق کو پروانہ کرنا تھا
وہ پردے میں چھپا کر چاند سی تصویر کیا کرتے

نہیں خاک در شبیر ہے اکسیر سے بہتر
پھر اے جیسار لیکر نسخۂ اکسیر کیا کرتے

طپان اپنے لہو میں کونسا آفت رسیدہ ہے
فلک پر غم میں جسکے ہر ستارہ آب دیدہ ہے

نہیں ہے وجہ زردی عارض خورشید تابان پر
کسی کے عشق میں رنگ اسکے چہرے کا پریدہ ہے

بچایا یا الٰہی اسکو جھونکوں سے تو صرصر کے
جو اس گلزار ہستی میں نہال نو دمیدہ ہے

نہیں اے ماہ رو بے وجہ اسپر انگلیاں اٹھتی
ہلال عید تیرے زار کا قد خمیدہ ہے

کھلے یاروں پہ کیا مضمون ہمارے خط دل کا
کہ جوش سیل گریہ سے یہ کاغذ نم رسیدہ ہے

جہنم ایک ادنیٰ ہے شرارہ میری آہوں کا
سمندر جسکو کہتے ہیں مرا اشک چکیدہ ہے

خفا دل زیست سے ہستی میں ہے فرقت کے صدموں سے
غضب ہے میہمان سے صاحب خانہ کشیدہ ہے

تری فرقت میں جو دل نے مرے سینہ میں ہوا باندھی
کہ رنگ آفتاب صبح محشر تک پریدہ ہے

ان آنکھوں کو عبث ہے شوق تسخیر دل وحشی
اسیر دام کیونکہ ہو جو آہوے رمیدہ ہے

سمایا یہ جنون کا رنگ دل میں تیرے وحشی کے
اسے چاک قبائے گل گریبان دریدہ ہے

گلی میں سنکے نالے اپنے عاشق کے وہ کہتے ہیں
کہ یارب مبتلائے غم یہ کون آفت رسیدہ ہے

کوئی جانبر کبھی دستِ اجل سے ہو نہین سکتا
کہ ہے پابند دامِ مرگ کا جو آفریدہ ہے

برستے ابر کو دیکھا تو یہ سمجھا ترا وحشی
وطن کی یاد مین گریان کوئی غربت رسیدہ ہے

غمِ عشاق معشوقون کو بھی بیتاب رکھتا ہے
کہ شمعِ بزم گریان ہے قبائے گل دریدہ ہے

ملک کہتے ہین ای جبار اشکون پر شہیدون کے
یہ بندے خاص ہین ایک ایک انہین سے برگزیدہ ہے

قصرِ شیرین مین ہین پھر چرچے مبارکباد کے
کوہ پر چھاپے لگے خون سرِ فرہاد کے

رکھتے ہین کیا یہ بتِ ظالم چلن جلاد کے
آپ بھی پتھر کیے دل بھی کر لیے فولاد کے

گل ہین شاداب یا رب گلشنِ ایجاد کے
ہنستو بلبل ہین گل رخسارۂ صیاد کے

بلبلون مین شور ہین باہم مبارکباد کے
کیا بہار آئی پھرے دن گلشنِ ایجاد کے

پھر بہار آئی ہوئی پھر آمدِ فصلِ جنون
پھر نظر آتے ہین سامان نالہ و فریاد کے

پردے شاید کہ باہر وہ رخِ روشن ہوا
کھل گئے ہین بخت چشمِ کورِ مادر زاد کے

سنتے ہی نام اسیری قیدِ ہستی سے چھٹے
چھوٹنے پائے نہ چھالے بھی دلِ صیاد کے

کامیابی جب ہوئی حاصل نہ مقتل مین مجھے
گر پڑا بیتاب ہو کر پانون پر جلاد کے

ہجر کی شب دیدۂ بیخواب یون رہتے ہین وا
در کھلے رہتے ہین جیسے خانۂ آباد کے

غم کے خم دم مین چڑھا لین ساغر و مینا تو کیا
منتظر ہین ہم تو اے ساقی ترے ارشاد کے

پھر فلک پر کوہ سے آنے لگا ابرِ تنک
پھر نظر آنے لگے سامان چمن کی یاد کے

قصرِ خسرو سے نکل شیرین ذرا تکلیف کر
لالہ پھولا بیستون پر پھول ہین فرہاد کے

ایک دروازہ لگا کر صاحبِ خانہ ہین دو
واہ کیا سوغات بھیجی واسطے شداد کے

ذرۂ بے قدر کو خورشید سے ہمسر کیا
کیون نہون جبار صدقے حضرتِ اُستاد کے

جوانی تک فقط لطفِ بہارِ زندگانی ہے
رہی پیری سو یہ گردِ لباسِ نوجوانی ہے

ہوا کیا موسم پیری مین گر آتش بانی ہی
کہ دل سوزانی برقِ حسرتِ عہدِ جوانی ہی

تری تصویر کا کھنچنا بہت دشوار جانی ہی
فروغ گریک شب تاب شمعِ عقلِ مانی ہی

ہمارا نامہ بر بھی واقفِ رازِ نہانی ہی
جو مضمون خط مین لکھا ہی وہ پیغامِ زبانی ہی

بشر جنت مین ہی جب تک نشاطِ زندگانی ہی
مثالِ حور پہلو مین عروسِ نوجوانی ہی

مسیحا بیکسی پر یہ ترے بیمار کی رو دیا
کہ بانسون چشمۂ خورشید مین اشکون کا پانی ہی

نہ خالِ رخ دکھاتے ہو نہ آبِ گوہرِ دندان
اسیرِ دامِ گیسو کو نہ دانہ ہی نہ پانی ہی

سرشکِ خون جو گرد آلودہ آنکھون سے نکلتے ہین
خُمِ دل مین مگر دُردِ شرابِ ارغوانی ہی

صبا سے جب نشانِ رہروِ ملکِ عدم پوچھا
اُڑا دی خاک تھوڑی سی کہ یہ اُسکی نشانی ہی

تبسم سے نمک پاشی کرو زخمِ شہیدان پہ
اگر منظور تمکو اور کچھ ایذا رسانی ہی

ہماری خاک کا ساغر چلا اک دم نہ محفل مین
بس مر کر بھی ای ساقی یہ زورِ ناتوانی ہی

رگڑ کر ایڑیان لاکھون مرے اس بت کے کوچے مین
کرورون نے درِ دولت پہ اُسکے خاک چھانی ہی

مدد مستون کی کر ساقی یہ وقتِ دستگیری ہی
لرزتے ہین قدم لبریز جامِ زندگانی ہی

دکھا کر دونون ابرو وہ گنہگارون سے کہتے ہین
کہ ان دو تیغون کی باڑھ ہمکو آزمانی ہی

نہ سنے افسانے جنکو فرشِ گل پہ نیند آتی تھی
اُنھین کے حال کی اب لب پہ یارون کے کہانی ہی

صراحی ہچکیان ہر دم سرِ محفل جو لیتی ہی
یہ کس مے نوش کو یادِ شرابِ ارغوانی ہی

صدا تیشے سے آتی تھی سنبھل اے کوہکن جی لے
کہ شیرین کی محبت مین کسی دن جان جانی ہی

چلو جبار سیرِ منزلِ ملکِ عدم دیکھو
کہان رہنے کے قابل منزلِ دنیائے فانی ہی

اُس مسیحا سے جو فرقت ہو گی
روح بھی جسم سے رخصت ہو گی

کچھ نہ الفت مین اذیت ہو گی
دردِ دل ہونے سے راحت ہو گی

جب عیان آپ کی صورت ہو گی
مہر سے ذرّے کو نفرت ہو گی

وہ جو محشر میں خراماں آئے
کیا قیامت میں قیامت ہوگی

باغ میں جائینگے بے یار جو ہم
بیچ گل گرد کدورت ہوگی

یاد اُس گل کی جو آئی پس مرگ
کنج گلشن مری تربت ہوگی

تن مرا ہوگا ترا موے کمر
رفتہ رفتہ یہ نقاہت ہوگی

صبح وصل آئی جو نوبت کی صدا
اپنے مرجانے کی نوبت ہوگی

آب شمشیر کروگے جو سبیل
خضر کو موت کی حسرت ہوگی

سخت جانی سے جو ٹوٹی تلوار
مجکو قاتل سے ندامت ہوگی

ٹھنڈی سانسیں جو بھرونگا اے دل
شمع ٹھنڈی شب فرقت ہوگی

جلوہ حسن دکھائینگے جو بت
ظاہر اللہ کی قدرت ہوگی

کوہکن سے یہی کہتی تھی قضا
سو رہو اب نہ اذیت ہوگی

داغ دل مہر صفت گر چمکا
روز محشر شب فرقت ہوگی

غم محشر سے نہ گھبرا جبار
تجھپہ اللہ کی رحمت ہوگی

نہ چھنکے صور قیامت بھی تو ہے آواز بلبل کی
بندھی ہے ایسی زندان میں ہوا زنجیر کے غل کی

اسے صحبت خوش آئی ہے نہیں معلوم کس گل کی
طبیعت صحن گلشن میں نہایت لگتی ہے بلبل کی

پریشانی بڑھائی آپکے بالون نے سنبل کی
چمک کر نور روشن سے زیادہ آتش گل کی

گلستاں مین حنابندی ہوئی کس شاہد گل کی
کہ ہر سو بجتی ہین شہنائیاں منقار بلبل کی

نہ پوچھو حال اکل و شرب بیمار محبت کا
پیا خون جگر اپنا غذاے غم تناول کی

دم آخر اک آہ سرد بھر کر مر گیا عاشق
ہواے مرگ کے جھونکوں نے شمع زندگی گل کی

سلامت جان مجنون کوچ ہے دنیا سے لیلی کا
رہی بلبل سلامت باغ سے رخصت ہوئی گل کی

یہی تیغ اداے شاہد گل ہے تو سُن لینا
بہینگی ندیاں صحن چمن میں خون بلبل کی

لگی دل کی بجھائی جان من سے کہہ رہے عاشق
فنا خود ہو گئے پروانے شمع زندگی گل کی

پس مردن ذرا آواز سے دل نکلجائے
چڑھادے پھول اے باد صبا تربت پہ بلبل کی

عجب کیا وا اگر صبح رضا تیرے ہمیں چاہے
چلے ہیں ہم کمر میں باندھکر رسّی توکل کی

کبھی غیروں سے بھی اے ترک یہ غمزہ کیا ہوتا
ہمیں پر آزمانی بارہا تیغ تغافل کی

سمندر بھی جو حائل ہو نہیں ہمسے چھپ سکتا
کہ کب محتاج ہے چشم تصور کشتی و پل کی

سر پر سلطنت ہے بوریا ہے فقر اپنا
فقیروں سے لیا کرتے ہیں ہم شان و تجمل کی

جو پہونچا یک سے تک بحر میں جی ڈوب جاتا ہے
دکھائینگی تلاطم موجیں قلزم دل کی

خوش آتا ہے انھیں کب ذائقہ دنیا کی نعمت کا
ملی ہے جنکو لذت لقمۂ نان توکل کی

کہانتک صدمہ درد و غم ہجران اٹھاے دل
کہ اب سینے میں گنجایش نہیں صبر و تحمل کی

جو گزرتا کوچہ سفاک میں جا کر مرا لاشہ
تو شاید راہ کچھ اُس سے نکل آتی توسل کی

ہوا آسمان میں چڑھتا اُترتا بام رفعت پر
لگائی نردبان جب سے ترقی و تنزل کی

وہ میکش ہوں گدا یہ مست ہو کر جو مسجد میں
صدا ہے حضرت واعظ ہوئی آواز قلقل کی

مرقع کی طرف دیکھے اگر وہ غیرت عیسی
تو غنچے بول اُٹھیں آواز دے تصویر بلبل کی

اسیران محبت غم سے اے جرأت کب چھوٹے
کڑی ہی اکثر اٹھائی الفت زنجیر کاکل کی

نہ پایا کچھ پتا بھی مرشدے بے خانمان کتنے
تلاش راہ کنعان میں ہوئے گم کاروان کتنے

ملائے خاک میں پیر فلک نے نوجوان کتنے
نہال نو دمیدہ ہو گئے صرف خزان کتنے

مقیم گوشۂ تربت ہوئے پیر و جوان کتنے
گئے اس چاہ میں مانند یوسف کاروان کتنے

یہی تاکید اخفائے محبت ہے تو حسن اپنا
سینگے منہ کو کتنے کاٹ ڈالینگے زبان کتنے

شب مہتاب میں وہ مہ اگر بند قبا کھولے
جگر صد پارہ دل صد چاک ہو مثل کتان کتنے

رہے ہم سبزۂ خوابیدہ آسا خواب غفلت میں
برنگ بوے گل پہونچے عدم کو کاروان کتنے

غم ابرو خیالِ زلف یادِ عارضِ روشن
ہین اپنے خانۂ دل مین فرو کش مہمان کتنے

جب آیا عشق ہمرہ طاقت و تاب و توان کھوئے
یہ وہ مہمان ہے جس ظالم نے مارے میزبان کتنے

جنون افزا صدائے خندۂ گل ہوگی مستون کو
اکھڑ جائینگے کپڑے تن سے ہوکر دھجیان کتنے

جو وہ محبوب کھولیگا کبھی زلف معنبر کو
بنینگے مشک نافے عاشقون کے مغز جان کتنے

سمجھکر گفتگو کرنا ہے لازم تجکو غیرون مین
کہ دشمن صف بصف ہین مثل دندان اے زبان کتنے

ہوئی سیری نہ کچھ ابتک زمین کا پیٹ خالی ہے
دہان گور کے لقمہ ہوئے پیر و جوان کتنے

ہلا کر لب دکھا دو انکو اعجاز مسیحائی
پڑے ہین جان بلب پر تمھارے نیم جان کتنے

کیا کس قاتل عالم نے ساقی یاد مستون کو
بہ رنگ شیشۂ مے رہتے ہین ہچکیان کتنے

وہ عاشق ہون کہ میرے داغہائے سینہ کتنے ہین
زمین پر پھول کتنے ہین نجوم آسمان کتنے

زرہ پوشون کو باندھا ایکہٹ کی چادرین گردون نے
زمین مین سمگئے دب کر تہمتن پہلوان کتنے

تمنائے دل جرار بھی اب جلد ہو حاصل
بنائے کام بگڑے تمنے یا شاہ زمان کتنے

ہمارے خواب مین الفت سے کب جانانہ آتا ہے
اگر آتا بھی ہے تو صورت بیگانہ آتا ہے

نہین بیوجہ محفل مین ترا دیوانہ آتا ہے
تصدق جان کرنے شمع پر پروانہ آتا ہے

کمال شوق سے ہم راہ مین آنکھین بچھاتے ہین
اگر جھوٹون بھی کہتا ہے کوئی جانانہ آتا ہے

چمن مین کس گل نورستہ نے بند قبا کھولے
کہ ہر جھونکا نسیم صبح کا مستانہ آتا ہے

کرے ہمسے ادا کیا گو رسمین دل نوازی کی
عروس تازہ کو کب نازِ معشوقانہ آتا ہے

بچا کر جان اپنی کوچۂ قاتل سے کیا جائین
فقط ہمکو خیالِ ہمت مردانہ آتا ہے

اثر پیدا کیا ساقی کی یہ آتش مزاجی نے
ابل جاتی ہے مے جب ہاتھ مین پیمانہ آتا ہے

پڑے گھر مجھسے ہمسایہ کی بندوق کے چھرے
مقدر مین جو ہوتا ہے وہ اڑکر دانہ آتا ہے

سمجھکر کفش خانہ اپنا میرے خانۂ دل کو
خیالِ دوست جب آتا ہے بیباکانہ آتا ہے

طبیعت غیر ہو جاتی ہے ہفتاد و دو ملت سے
ہمین جسدم خیال صحبت رندانہ آتا ہے

کسی کو کسطرح پہچانے وہ دیوانہ وحشت مین
نظر سایہ بھی جسکو صورت بیگانہ آتا ہے

در جنت پہ پہونچا جب ترا دیوانہ عارض
فرشتون نے کہا ہٹ جاؤ صاحب خانہ آتا ہے

ہوا سینے سے دل غائب ہمارا کنج عزلت مین
لگائین کسکو چوری یہان کوئی جاتا نہ آتا ہے

نہین معلوم کس مے نوش کو بدمست دیکھا ہے
کہ بزم عیش مین ہنستا ہوا پیمانہ آتا ہے

لرزتے ہین قدم چلنے مین متوالون کی صورت سے
اگر ساقی کی لیکر نرگس مستانہ آتا ہے

مصیبت کا فلک گرتا ہے جان زار بلبل پر
خزان مین فصل گل کا یاد جب افسانہ آتا ہے

مرے یوسف کی ایسی ان دنون ہے گرم بازاری
خریداری کو ماہ مصر مشتاقانہ آتا ہے

در دولت پہ کھینچیگا جگر جبدار کو مولا
کہ شوق آستان بوسی مین بیتابانہ آتا ہے

بوسہ لیا جو لب کا گنہگار ہم ہوئے
ہے وجہ جبر کیون کے سزاوار ہم ہوئے

نقطہ کہین بنے کہین پرکار ہم ہوئے
ثابت کہین رہے کہین سیار ہم ہوئے

اس حور وش کے دل سے طلبگار ہم ہوئے
کس جنس بے بہا کے خریدار ہم ہوئے

تربت مین ہڈیون سے بھی آتی ہے یہ صدا
اینک نہ لقمۂ سگ دلدار ہم ہوئے

وہ فاتحہ بھی پڑھ کے لحد پر چلے گئے
غفلت کا ہو برا کہ نہ بیدار ہم ہوئے

زاہد کو کب ملال ہوا اپنی ذات سے
کسدن غبار خاطر خمار ہم ہوئے

پھر آب تیغ ہے وہی جلاد ہے وہی
بحر فنا مین گر کے اگر پار ہم ہوئے

یکسان رہے جوانی و پیری مین تا بمرگ
سوتے نہ شب کو صبح نہ بیدار ہم ہوئے

شہرت جنون سے اپنے ہوئی حسن یار کی
اس شعلہ رو کی گرمی بازار ہم ہوئے

وہ ترک سنگدل جو ہوا مورد شکست
آواز دی بتون نے کہ مسمار ہم ہوئے

گیسو پہ خواہ مصحف رخ پر نظر رہی
ہندو کبھی ہوئے کبھی دیندار ہم ہوئے

اگلی نہ غفلتین ہین نہ راتین شباب کی
پیری کی صبح آتے ہی بیدار ہم ہوے

سر اپنا ہم بھی کرتے فدا اے سر حسین
افسوس کربلا مین نہ جبار ہم ہوے

بگولا اپنے اُڑتا ہی کبھی پامال باران ہی
غبار اپنا ابھی تک دشت مین انگشت حیران ہی

وہان آئینہ ہی آرایش زلف پریشان ہی
یہان وحشت مین زنجیر قدم چاک گریبان ہی

نہین معلوم کسکی بوے زلف عنبر افشان ہی
گریبان قباے گل جو سر صحرا کا دامان ہی

جنون کیونکر نہ لیلی طینتون کو وجد مین لائے
حدی ہے نالۂ زنجیر آواز حدی خوان ہی

لہو میرا عبث تلوار سے دھوتا ہی اے قاتل
یہ وہ خون ہی کہ جس سے آبروے تیغ بران ہی

بھلا دنیا مین یاران موافق کسکو ملتے ہین
کہ ساغر انجمن مین گریہ مینا پہ خندان ہی

جو ارباب صفا ہین وضع کے پابند رہتے ہین
کہ خانہ آئنے کا آئنے کے حق مین زندان ہی

گلا کس لیے گنہ کا آج وقت تیغ قاتل ہی
طپان ہی برق جسکی بیکسی پر رعد نالان ہی

بڑے نادان ہین جو بھولے ہوے بیٹھے ہین عقبی کو
جہان غفلت سرا ہی عیش اک خواب پریشان ہی

کیے محبس ہین تنگ نالے ترے گیسو کے وحشی نے
کہ دیوارون مین در وا ہین چھلنی سقف زندان ہی

دم آخر مرے بالین پہ رو کر یار کہتا ہی
مبارک ہو سفر تجکو خدا تیرا نگہبان ہی

مسیحا سے بھلا کیونکر علاج درد فرقت ہو
طبیب اس درد کا قاتل ہی آب تیغ درمان ہی

عروس معنی رنگین کا جلوہ کسطرح دیکھون
کہ اس حجلہ نشین کا منہ ابھی گھونگھٹ مین پنہان ہی

غرور اتنا نہین لازم تمھین حسن دو روزہ پر
کہ مہمان چار ہی دن باغ مین فصل بہاران ہی

دکھائے شعبدے یہ تونے جانبازون کو اے گردون
کہ روباہون کا بازیگاہ شیرون کا گلستان ہی

نہین ہین لالہ و گل بے سبب گلزار مین پیدا
کوئی گلفام شاید خاک کے پردے مین پنہان ہی

شہید ناز مین جبار ہم آہوئے نگاہون کے
غبار قبر اپنا سرمۂ چشم غزالان ہی

بیان گشتے جفائین کر سکینگے جب نہ قاتل کی
زبان تیغ کہدیگی حقیقت حق و باطل کی

نظر آئی ہے جب سے شکل اُس لیلی شمائل کی
خبر دل کو ہماری ہے نہ ہمکو ہے خبر دل کی

قدم شوق شہادت مین نہین پیچھے ہٹا ہے عاشق کا
طنابین کھینچ دے یارب زمین کوے قاتل کی

کئے بے جرم آخر قتل اُس قاتل نے مقتل مین
کہ بحر خون مین تیرین مچھلیان بازوے قاتل کی

لحد مین ہر و ملک فنا آخر کو پہونچینگے
مسافت اک نہ اک دن قطع ہوجائیگی منزل کی

وہ بیکس ہین کہ سر پٹکیگی حسرت میری تربت پر
لحد پر مدتون رویا کریگی آرزو دل کی

مٹایا آئنے نے آپ کا دعواے یکتائی
سر محفل دکھادی آپ کو صورت مقابل کی

رگ جان تک پہونچکر خنجر قاتل نے منہ موڑا
ہزار افسوس کیا تقدیر بگڑی بنکے بسمل کی

ارادہ سفر ہے کیون راہ ہم منزل مین ہو لینگے
سراغ کاروان اُٹھو اُٹھکے دیکھی گرد منزل کی

نثار اے قاتل عمر کو کرنا ہے بہت مشکل
مہم عشق سر کی جسنے طے یہ سخت منزل کی

نکالین آرزوئین کیا کہ اسمین اپنا نقصان ہے
بسی بستی اُجاڑین کسلیے ہم کشور دل کی

دم قتل اُسنے وار ایسے لگائے تیز دستی سے
کہ گھبرائی اجل مقتل مین چالاکی سے قاتل کی

سوائے سوز کیا حاصل ہے عشق شعلہ رویان مین
جلا دیتی ہے پروانون کو گرمی شمع محفل کی

دل معشوق پگھلائے نہ کیون عاشق کی باتون سے
گریبان پھاڑتی ہے گل کا بیتابی عنادل کی

کوئی کرتے ہین عالی ظرف رنجش خشک مغزون سے
مکدر ہو نہ دریا خاک اُٹھے ہر چند ساحل کی

دہان زخم سلوانے سے زخمی کا یہ مطلب ہے
کہ قاتل سے کہین کسدن نہ یہ اچھی بری دل کی

التہاب ہے شعلہ رو اُلٹی جو لکو ہے روشن سے
سحر تک شام سے کیا کیا جلی ہے شمع محفل کی

سفر مین یاد آجاتے ہین یاران وطن مجھکو
صدا جب گوش زد ہوتی ہے گلشن مین عنادل کی

لگا دو ہاتھ کوئی اور کیون تیوری چڑھاتے ہو
توجہ بیکسی پر چاہیے ایک ایک بسمل کی

ہماری لاش کو کون اُسکے کوچے سے اُٹھائیگا
یقین سمجھو ہمین آئی سبکجان کوسے قاتل کی

علی سا پیشوا جبار جب ہے دستگیری کو

تو روز حشر ہی ہمکو توقع حل مشکل کی

دل وحشی ہمارا مائل چشم ستمگر ہی
ترے قامت کے دیوانے کا اُس صحرا مین بستر ہی

ہوے آتا ہی غم وہی نہ ذوق چتر سنجر ہی
زمین گوشۂ عزلت صفا سے ہی وہ آئینہ

بجا ہی فخر ہو جاؤن جو مین صبح شب وصلت
خدا ہی یار تک پہونچائے ای دل خط شوق اپنا

نمونہ ہی ہمارا رنگ فق صبح قیامت کا
اگر روؤن تو طوفان نوح کا عالم کو دکھلاؤن

بھلا محفل مین میری اُسکی کیونکر چار آنکھین ہون
کرے مسجد مین وصف دختر رز کسطرح واعظ

لگائے ہمکو چھاتی سے کہ سر تن سے جدا کر دے
وہان تنگ اُٹھ سہا ہی جوش وہ کرتے ہین ہولی کا

عزیز خلق ہونا ہی تو کلفت دور کر دل کی
ترے محرور کو سوز جگر سے خاک فرصت ہی

غریبون کے مکانون مین کیونکر ہو کا عالم ہو
اذیت سی اذیت ہی سکتا ہون تڑپتا ہون

الٰہی خیر کرنا صحبت بازو کبوتر ہی
کہ ہر ذرہ جہان کا روکش خورشید محشر ہی

جنون مین سایۂ نخل بغیلان سب سے بہتر ہی
کہ ہر ذرہ جہان کا کوکب بخت سکندر ہی

مؤذن مجکو قاتل ہی چھری اللہ اکبر ہی
کہ قاصد راہ گم کردہ تباہی مین کبوتر ہی

جو آہ گرم لب پر ہی سموم روز محشر ہی
کروں جب ضبط گریہ بند کوزے مین سمندر ہی

کہ پردہ چشم شرم آلودہ پر سد سکندر ہی
مذاق مے سے کیا واقف جو سمجھے سے باہر ہی

مزاج یار مین جو کچھ کہ آجائے وہ بہتر ہی
گریبان یان سرشک خون سے کا دامن برابر ہی

کہان محفل کے لائق ہی جو آئینہ مکدر ہی
کہ ہر داغ جنون مین گرمی خورشید محشر ہی

چراغ چشم غولان شمع ایوان سکندر ہی
فراق یار مین جینے سے موت آئے تو بہتر ہی

کیا جرار ایسا درد دل نے رنگ سپید اپنا
سواد شام تنہائی بیاض صبح محشر ہی

ید بیضا نہین نخل محبت کا ترے پھل ہی
ادائین ہین غضب کی ٹھہری چلنے مین چھل بل ہی

نہال طور نخل عشق کی ادنیٰ سی کونپل ہی
جوانی نام ہی جسکا عجب معشوق چنچل ہی

گلو سے طائرِ دل مین ہی ہر تارِ نفس پھندا
پریشان آج کس صیاد کی زلفِ مسلسل ہی

جنون نے مجھکو وہ صحراے وحشت خیز دکھلایا
کہ یادِ ذاتِ خدایا مین چمن یا سنسان جنگل ہی

کہو اہلِ غنا سے ساتھ لین سیرادِ دلِ سوزان
رہِ ملکِ عدم تاریک ہی درکار مشعل ہی

حباب و بحر دونون ایک ہی دریا سے مشتق ہین
جو مجھکو تمکو دو سمجھے وہ نادان ہی وہ احول ہی

کمر کا وصف کیا کیجے دہن کی مدح کیونکر ہو
کہ یہ رشتہ بہت باریک ہی عقدہ وہ لاحل ہی

جلا کرتا ہی بے آتش ضیا رکھتا ہی بے روغن
دلِ سوزان نہین معلوم کس گوہر کی مشعل ہی

مبارک ہو اسیری انکو جو دولت کے خواہان ہین
گدا ہین ہم دوشالے سے بھی بھاری اپنا کمل ہی

گھٹائین روتی ہین اٹھ اٹھکے اکثر انکو مسارون سے
بیابان مین مگر یارب کسی بیکس کا مقتل ہی

شگفتہ کرتے ہین جو لالۂ زرد گل کیا کیا ہولون کے
بہار جوشِ وحشت ہی مجھے جنگل مین منگل ہی

ہوا جرار تیرے ہجر مین مشتاق مرگ ایسا
کبھی خواہان قاتل ہی کبھی جویاے مقتل ہی

یہ کسکے رعب سے میدانِ محشر صحنِ مقتل ہی
کہ بسمل لوٹتے ہین جابجا حورون مین ہلچل ہی

یہ کیسی منصفی ای چرخ کی فرہاد و شیرین کی
کہ خون آلودہ یان سر ہی وہان ماتھے پہ صندل ہی

خدا کے واسطے ساقی پیالۂ جام بھر کر دے
ہوا ہے سرد ہی چھایا ہوا گھنگھور بادل ہی

پہونچ جاتے ہین بند آنکھین کیے منزل پہ سب رہبر
عدم کی کیا سڑک ہی صاف کیچڑ ہی نہ دلدل ہی

نہ ہمسے کچھ بھی فکرِ وصلتِ جانان مین بن آئی
بہت تدبیر کی لیکن ابھی تک روزِ اول ہی

ترے جانباز مقتل مین نہین پھولے سماتے ہین
ثمر باغِ شہادت کا انھین تلوار کا پھل ہی

پسند آتی ہی مجھکو سادگی اس ماہ طلعت کی
نہ منظورِ نظر سرمہ نہ مسّی ہی نہ کاجل ہی

دہن ہی غنچہ جب تک رازِ دل پوشیدہ ہی اپنا
کھلے حال اسکا کیا جس گھر کا دروازہ مقفل ہی

گذرنا منصفی سے چاہیے اتنا اے لیلی
شتربان ہمسے کہتا تھے یہ مجنون ساتھ پیدل ہی

یہ سچ ہی قدر ہوتی ہی بشر کی بعد مرنے کے
جنازہ دوشِ عاشق کا ہی معشوق پیدل ہی

ہمارے خون دل کا کیا پیا آب بقا ساقی
خضر کی عمر سے فرقت کی ہر ساعت [illegible]

رہے جہاندار عشق حیدر کرار سینے میں
تلاش مال بیجا ہے ہوس دنیا کی مہمل ہے

گھٹا امڈی ہوئی ساون کی زلف یار کو سمجھے
رگ ابر سیہ گیسو کی ایک ایک تار کو سمجھے

سبیل حوض کوثر آب تیغ یار کو سمجھے
رہ فردوس کا جادہ ہم اوس تلوار کو سمجھے

خدا یاد آ گیا جب بام پر دیکھا تجھے اے بت
تجلی طور کی ہم لمعۂ رخسار کو سمجھے

نگہ یار کے پھولوں نے کس دن جا ہی گلشن میں
ہمیشہ آتش نمرود ہم گلزار کو سمجھے

گل داغ جنوں ایسے بہاراں میں کھلے تن پر
قبا پھولوں کی عاشق اپنی جسم زار کو سمجھے

تو وحدت ہے اگر صورت دکھا دی اپنی پردے سے
رگ جاں برہمن رشتۂ زنار کو سمجھے

دفور نشہ میں مستوں کو طاعت کا جو دھیان آیا
جگہ سجدے کی خشت خانۂ خمار کو سمجھے

اثر اوس پر کرے کس طرح افسون ساحر دنیا
جو گاؤ سامری اس عالم غدار کو سمجھے

کہیں بہتر ہے اے دل بت پرستی خود پرستی سے
پڑا اب ان بتوں میں ہم بت پندار کو سمجھے

تری فرقت میں تو نکلوا دی نیند آنکھوں سے
پر نہ جھپکا نگاہ دیدۂ بیدار کو سمجھے

خزاں آئی ہوئی رخصت بہار خوبی عارض
وہ خود بھی خوب مضمون خط رخسار کو سمجھے

چلی کیا راہ بتلانے یہ شیخ و برہمن کی
جو دام زور تار سبحہ و زنار کو سمجھے

لگائی آگ جنگل کو جلایا کوہساروں کو
شرارہ برق کا ہم آہ آتش بار کو سمجھے

اگائی کیسے کیسے تھے پھولوں نے گلشن میں
تماشا یار کے دیوانۂ رخسار کو سمجھے

ہزاروں آفتیں سہ کر کے پہنچی کو جی چاک تک
وہ جھپکی آنکھ غنچے سے کلی پتہ تلوار کو سمجھے

جہاں سے آئیں حوریں خلد سے رضوان چلا لینے
غلام پنجتن جس وقت سب جہاندار کو سمجھے

ہوا ہے عشق زلف یار پھر سر میں سمائی ہے
یہ لیلی دو عنبر سے اس محمل میں آئی ہے

تجلی یکسے پیراہن میں لیلی کی سمائی ہے
حواس عیسی گم ہیں عقل حیرت میں اڑائی ہے

نہ تیغ ہلالی میرے خونمیں چھپائی ہے
شفق میں ماہ نو کی شرم سے صورت چھپائی ہے

خدا مصطفے کا عشق سنکر لوٹنے میں ہم
شب معراج کی خلوت بہت [illegible] خوش آئی ہے

کفن میں منہ چھپا کر آرزو ہے [illegible] کو ہنسائی ہے
طبیعت ایسی اک پردہ نشین پر میری آئی ہے

عدم سے کب تمنا تھی ہمیں دنیا میں آنے کی
ہوائی غسل کافور کفن یہانتک کھینچ لائی ہے

سلا ہی گی قضا گہوارہ مرقد میں لیجا کر
پی تیمار یہ دوا یہ سر بالین پہ آئی ہے

ہزاروں دل پسے جاتے ہیں لاکھوں [illegible]
حنائی دست نازک کیا تمہاری رنگ لائی ہے

نہیں ہیں بے وسالت کوچۂ قاتل میں [illegible]
تمنائی شہادت آرزوئی ذبح لائی ہے

ہوا ہے مشک نافہ مغز جان بلبل شیدا
شمیم زلف کسکی گل کے جامے میں سمائی ہے

گلو بگلو تقصے نالے مبارک عید لیبوں کو
صبا پیغام آمد گل کی خبر گلشن میں لائی ہے

گلا عاشق کا اپنے کاٹ کر وہ عید کرتے ہیں
صدا حلق بریدہ کی او نہیں نغمہ سرائی ہے

تبسم کر رہا ہے سر دہان زخم بسمل کا
عجب آب دم شمشیر کی لذت اوٹھائی ہے

کوئی رد کر سکے کیونکر ترا دعوا ہی یکتائی
ہمیں شاہد عادل گواہ اسیر خدائی ہے

سمجھ کر چاک دست مرگ کو پیراہن ہستی
یہ وہ جامہ ہے جسمیں رنگ و بو کی آشنائی ہے

لپٹ کر وصل کی شب وہ پری وش مجھسے کہتا ہے
مزے لے لوٹو کہ یہ دولت تمہارے ہاتھ آئی ہے

نہیں سبق بسم اوس ہی کی [illegible]
تجلی طور کی ہے اور گھٹا گھنگھور چھائی ہے

سوال بوسہ پر مجھسے بگڑ کر یار کہتا ہے
عبث بیہودہ بکتا ہے اجل کیا تیری آئی ہے

پھنسا ہے مرغ دل اسطرح اوسکے دام الفت میں
نہ ظالم ذبح کرتا ہے نہ امید رہائی ہے

فرشتے قبر میں آکر کہیں گے عشق باز سے
کرو اب چین دنیا میں اگر ایذا اوٹھائی ہے

بہت بیچین ہے جرار کی جان حزین تن میں
مدد کو یا علی آؤ دم مشکل کشائی ہے

بزم نشاط ہجر نے کسکی تباہ کی | باجونسے آرہی ہے صدا آہ آہ کی
سینے پہ ہاتھ مار کے عیسی نے آہ کی | رو دی مریض عشق پہ جسدم نگاہ کی
ہو کر خجل گناہ سے ہمنے وہ آہ کی | گرمی سے جسکے جلگئی گٹھری گناہ کی
جھونکے ہوا ہی ظلم کے چلتے ہین جسطرح | برباد خاک ہو نہ کسی بے گناہ کی
مجھ تیرہ روزگار کا اوٹھا جو دود آہ | چادر ہوا پہ تنگئی ابر سیاہ کی
دشت جنون مین صورت انسانکا ذکر کیا | معدوم شکل ہوگئی مردم گیاہ کی
یاد آ گئے ترے مسی مالیدہ مجکو ہونٹھ | دیکھی جو شکل لکۂ ابر سیاہ کی
دولت کی عاقبت طرف فقر ہی رجوع | تکیہ فقیر کا ہے لحد بادشاہ کی
کیونکر ہلا ہی ہونٹ کوئی اوسکے سامنے | گدی سے کھینچ لے جو زبان دادخواہ کی
آخر فقیر خانے مین اوسکا ہوا گذر | کیا پرورش گدا پہ ہوئی بادشاہ کی
جمشید اب کہان ہین کہان بخت نشینان | غولونکا ہے مقام لحد بادشاہ کی
مردے اوٹھا لیو نہ مرا کوئی یار سے | دلکو پسند ہے یہ زمین خوابگاہ کی
منظور کیون نہ عاشقونکی اونکو قدر ہو | سب بادشاہ کرتے ہین خاطر سپاہ کی
شمشاد و فاختہ مین ہوئی کچھ تو رسم و راہ | نہرونسے آتی ہے جو صدا قاہ قاہ کی
زہرہ گئی فلک پہ ہوئی خود بلا مین قید | دنیا مین آکے خوب فرشتون نے چاہ کی

جرار کیا وسیلۂ بخشش ملا تمہین
جنت نصیب ہوگی محبت مین شاہ کی

گھر سے جب کھولکے وہ بند قبا کے نکلے | حوصلے دیدۂ مشتاق لقا کے نکلے
جلد حورون نے در باغ جنان کھولدئے | دم جو مقتل مین تمہارے شہدا کے نکلے
سرگذشت اپنی ہوئی وجہ غم اہل جنون | جا ہی مو سر سے جو کانٹے کف پا کے نکلے
آئی عاشق کے تن زار مین جان تازہ | دہن یار سے کلمے جو وفا کے نکلے

لاش عاشق کبھی لٹکائی کبھی کی تشہیر
تجھسے انداز نئی جور و جفا کی نکلے

پردۂ لفظ مین معنی نے چھپایا منہ کو
ہمسے مضمون جو ترے شرم و حیا کی نکلی

دشت مین رعب سے شیرون کا ہوا زہرہ آب
نور سے سینے سے جو تیرے فقرا کے نکلے

جور پر جور ستم پر یہ ستم تو نے کیئے
مردے کوچے سے ترے اہل وفا کے نکلے

ہر دیا وہ ترک بھی کچھ جی مین سمجھکر اپنے
اوسکے کوچے سے جو لاشے شہدا کے نکلے

خون سی افشان سے کے ہین ابروئے غضب او قاتل
خوب جوہر ترے شمشیر ادا کے نکلے

دامن دشت کفن ہو گیا کافور غبار
دم جو غربت مین تمہارے غربا کے نکلے

غور سے اہل شجاعت کو جو دیکھا جرار
بندۂ خاص ہی شیر خدا کے نکلے

گر پڑا راہ مین جب اپنی گران باری سے
وحشت دل نے اوٹھایا بڑی دشواری سے

ایک سا عشق مین ہے شاہ و گدا کا رتبہ
زور سے کام نکلتا ہے نہ یہان زاری سے

سبزۂ خط کو جو دیکھا ہوئی تسکین ہمکو
بھر گیا زخم جگر مرہم زنگاری سے

کیون نہ داغون سے فروزان ہو دل عاشق کی بہار
قدر ایوان کی بڑھی ہوتی ہے گلکاری سے

بار عصیان نے دبایا ہے مجھے زیر فلک
کانپ اوٹھے گا زمین بھی گرانباری سے

بعد مرنیکی مرے عشق نے شہرت پکڑی
ثمر اس نخل مین آیا بڑی دشواری سے

ہون معالج اگر عیسے بھی تو کیا ہوتا ہے
جان جاتی ہے کوئی عشق کی بیماری سے

زیر پا دب کے نہ ٹوٹے کوئی کانٹا مجنون
رکھ قدم وادئ وحشت مین خبرداری سے

رات بھر وصل مین دیکھا رخ جانان جرار
خواب آیا نہ مجھے بخت کی بیداری سے

بہت ہی دور کیا پہنچے کوئی کوچے مین اوسکے
سر راہ پاؤن قاصد کے تھکے باز و کبوتر کے

ہوائی عشق سے عاشق ترے سرسبز ہون کیونکر
نہالان چمن پژمردہ ہین جھونکون سے صرصر کے

تمہیں تو دیکھکر عالم کی بھی ہوش اوڑ تی تھے
اوڑا یا کرتے تھے جیب کی لگین مین کبوتر کے

دکھایا عالم مستی مین بھی عالم قیامت کا
تری آنکھونکے دوڑے تار ہین دامان محشر کے

بھرے گا پٹ کیا دھوت سنگ جانان کیا کیجے
سو یون ہی ہی پتلی استخوان ہین جسم لاغر کے

عجب قاتل ہے طفل جان بسمل سہد راحت مین
مزہ دیتے ہین گڑے کیا گلے کو تیرے خنجر کے

ابھی تو جان پڑ جاتی لحد مین سب اوٹھ بیٹھیں
جو ساقی آکے بینا دے شراب روح پرور کے

شہید کربلا کو جو کوئی جرار روے گا
کئی جام آئیں گے حصے مین اوسکے آب کوثر کے

بیٹھے ہین آپ غصے مین جب سے بھرے ہوئی
حاضر تو جان نثار ہین لیکن ڈرے ہوئی

شاید کہ گر کے شیشہ کوئی چور ہو گیا
اشکو نسے جام چشم ہین ہیکنس بھرے ہوئی

آئی بہار صحن چمن مین ہزار شکر
مدت کے بعد داغ جنون پھر ہرے ہوئی

جو ہر نہین کیا جو کسی جان نثار کو
آئے ہو کسکے خون سے خنجر بھرے ہوئی

غیرون نے اوسکو میری طرف سے بھرا ہی کیا
آتا ہے تیغ دوش پہ قاتل ڈرے ہوئی

پوچھو نہ حال دشت نوردان عشق کا
گذرا زمانہ ہو گئے مدت مرے ہوئی

جیسے گیا وہ صید فگن سوی مرغزار
روبہ صفت ہین شیر نیستان ڈرے ہوئی

دل اسطرح سینے مین ہے تیرا دام زلف مین
جس طرح وحشیو نسے ہون جنگل بھرے ہوئی

لازم ہے اس طرف بھی کسی دن نگاہ لطف
ہم ہین سر سجود زمین پر دھرے ہوئی

خوش ہو گئی جو دیکھے گھٹا زلف یار کی
کہا کہ ہوا ہی موسم باران ہرے ہوئی

یون مجھسے انجمن مین اون آنکھونکو ہی حجاب
خوف عسس سے دزد ہون جیسے ڈرے ہوئی

تیغ ادا جو کھینچکے آئے وہ رو برو
بر ہم ہجوم صبر کے کتنے پرے ہوئی

کیونکر سیلانہ لو قلموں ہو ہرا کلام
لاکھوں ہین تنگ شیشۂ دل مین بھرے ہوئی

کیونکر نہ اپنے دل کو کہوں گنجینہ گہر
ہین اس مین سیکڑون دُرِ مضمون بہرے ہوی

جرار کی مدد ہو قیامت مین یا علی
آئی یہ بار جرم جو سر پہ دھرے ہوی

محبت اوسکی جو میرے دل خراب مین ہے
عجیب طرح کی کیفیت اس شراب مین ہے

دل اہل بزم کا کیون ایسے اضطراب مین ہے
جمال یار ابھی پردۂ حجاب مین ہے

جو روشنی کہ ترے روی بے نقاب مین ہے
ضیا نہ ماہ مین ایسی نہ آفتاب مین ہے

طبق زمین کے جو ہین آج کل تزلزل مین
یہ کسکی لاش تہ خاک اضطراب مین ہے

نہ تم پہ زور نہ دل پہ ہے اختیار اوسکا
گناہ گار تمہارا بڑے عذاب مین ہے

حجاب سے وہ زبان تک مگر نہین آتی
جو آرزو کہ دل خانمان خراب مین ہے

خدا گواہ وہ ہی منکر کلام خدا
ذرا بھی شک جسے فرمودۂ جناب مین ہے

شتاب پردے سے دکھلائیے رخ روشن
کمال دیدۂ مشتاق اضطراب مین ہے

گذر گئے ہین بہت ایسے مجہہ پہ ہنگامے
حساب روز قیامت کا کس حساب مین ہے

یہ پارسا ہوی اس خشک و تر مین کیون مخلوق
مزہ شراب مین ہے ذائقہ کباب مین ہے

یقین ہے سنکو نہ پہیرینگے وہ مجھسے ای جرار
کہ وصل مجکو بھی تسخیر آفتاب مین ہے

متفرقات

پیری مین موت کا نہین لازم بشر کو غم
جو نخل خشک ہی اوسے ہیزم بجز ایسے کیا

تمسے کسی طرح کا نہیں ہمکو انحراف
فرماتے ہین حضور یہ اپنی زبان سے کیا

لیلی کا ناقہ لیکے چلا ہی جو سوی دشت
مجنون نے ساتھ کر لیا ہی ساربان سے کیا

کرتے تھے محمود دولت و دنیا کو جو جمع
ساتھ اپنے لیگئے کہو مال جہان سے کیا

آنے لگی جرس سے جو آواز دل خراش
یوسف جدا ہوا ہے کوئی کاروان سے کیا

منعم سمجھ کے کیجیو تعمیر قصر کی — واقف نہین عمارت نوشیروان سے کیا

الیضاً

سلامی پہلے جو میری زبان دہن مین کہلے — خدا کے حکم سے تعریف پنجتن مین کہلے

الیضاً

اوتارا سر کیا ہمکو سبکدوش — بڑا احسان ہے شمشیر زن کا
نشان باقی ہے وحشت کا مرکر — گریبان چاک کر دینا کفن کا
جلا جاتا ہے دل سینے مین اپنا — یہ پروانہ ہے کس شمع لگن کا

الیضاً

ہماری گھر خدا آتی ہین تو ہمکو بلاتی ہین — لیا دل پہلی کس منت سے اب آنکھین چراتی ہین

الیضاً

کس سے چہرہ ترا ای ماہ لقا ملتا ہے — ماہ و خورشید سے نقش کف پا ملتا ہے
کون لیجای خط شوق مرا اس گل تک — نہ کبوتر نہ مجھے پیک صبا ملتا ہے
گردش چرخ سے سب خاک کے پیوند ہوئی — اب نہ مظلوم نہ ظالم کا پتا ملتا ہے

الیضاً

کسکو پروا ہے ہوا ایسی شب فرقت تمام — صبح سے پہلے یہان ہے لیت کی ہو حسرت تمام
گھیرے بیٹھے ہین ہر دولت کو مشتاق لقا — لوٹے لیتے ہین تمہارے حسن کی دولت تمام
تہی جوانی تک سے جو طاقت و آرام و ہوش — صبح پیری آئی سب کی ہو گئی رخصت تمام
خط نکلنے دو نہ پوچھے گا کوئی صاحب کی بات — حسن کی کہل جائیگی کر و فر و نخوت تمام

الیضاً

یہان جو دو فرقت ہم نحیف و زار کیا کرے — بجز شکر خدای پاک ای جبار کیا کرے
وہان تو شام سے وہ صبح تک آرام کرتے ہین — یہان صدمے جدائی کے ہمارا کام کرتے ہین

اسے لیلی کی صورت اوسکو شیرین کی ادا بہائی
ہوا مجنون کو سودا اور کوہکن کو سر پہ بلا آئی

ایضاً

ہزارون گالیان بیتی ہین وہ جس دم بگڑتی ہین
مگر مین یہ سمجھتا ہون کہ منہ سے پہول جہڑتی ہین

بس مردن بہی بدنامی محبت کی نہین جاتی
ابہی تک قیس و لیلی کے گڑے مردے اوکہڑتی ہین

نہ پوچھو حال دور چرخ مین بنتی بگڑنے کا
ہزارون بستیان بستی ہین لاکھون شہر اوجڑتے ہین

نبی صرصر کا جہونکا قتلگہ مین تیغ قاتل کے
کہلا یہ گل کہ نخل آرزو جڑ سے اوکہڑتی ہین

ایضاً

فلک کو رکہتی ہے چکر مین جستجو تیری
نہین ہے کسکو زمانے مین آرزو تیری

کوئی نہ دیکھے گا مقتل مین منہ ترا قاتل
جہان مین میری ہی دم تک ہے آبرو تیری

ایضاً

چلے آؤ نقاب اولٹو بنا اولٹو روئے حسن سے
دکہا دو طور کا شعلہ چراغ زیر دامن سے

جہکا دے سر پئے سجدہ خم شمشیر قاتل مین
نماز آخری پڑہ لے وضو کر آب آہن سے

گلون پہ چہپے دل کہول کر ابہی بلبلو کر لو
سدا ہاری باغبان صیاد گلچین صحن گلشن سے

گیا یہ آرزو فرہاد لیکر وصل شیرین کی
صدا واحسرتا کی آج تک آتی ہی مدفن سے

ہماری یاد بہی آتی ہے ایام بہاری مین
صبا پیغام یہ کہدے ذرا یاران گلشن سے

قریب باغ مجکو دفن کرنا تہا نہ یارو تم
لحد مین نیند تک آتی نہین بلبل کے شکوے سے

مین کیا کعبے کو جاؤن جہکاؤن سر کیون برہمن کے
جدا مشرب ہے میرا مذہب شیخ و برہمن سے

ایضاً

نہال ہون شجر خشک نو بہار آئی
چمن چمن یہ نسیم سحر پکار آئی

یقین ہے جشن کرے شاہ گل گلستان مین
کہ ہر نہال کا خلعت لیئے بہار آئی

ایضاً

عشق میں تیرے میں ہوں اسطرح جانانہ خراب | جوش وحشت میں پھری جسطرح دیوانہ خراب
محفل جانان میں بھی تھمتی نہیں ہے چشم تر | ایکدن مجکو ڈبو ہی گی یہی خانہ خراب

ایضاً

اندنوں عشق مجھے اوس بت بے پیر سے ہے | وصل ممکن نہیں جسکا کسی تدبیر سے ہے

〃

فقط مجلس میں ہمکو لطف مانع ہے نگہبانکا | نہیں تو پھاندنا مشکل ہے کیا دیوار زندانکا

〃

کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے | وہ وفا کیجئے اونکو بھی بہت یاد رہے

〃

گذارا ہی پڑی ہے گا ترے دیوانے کا کیونکر | کہ گلزار جہان ہے ایک گونہ دشت وحشت کا

ایضاً

دی گا جو بگولے کی طرح تو ہمین چکر | شکوہ ترا ہی گردش دوران نکرینگے
ملتا ہے مزا اور ہی وحشت مین خلش سے | تلووں سے جدا خار مغیلان نکرینگے

خمسہ

شور ایسا جہان مین شر ایسا | آسمان دشمن لشکر ایسا
ضبط کب تک کہان جگر ایسا | کیجئے نالہ بخطر ایسا
نہ سنے سپہر فلک ہو کر ایسا

کسکو اچھا کسے برا کہئے | ایکسے سب ہین اسکو کیا کہئے
درد کسکو کسے دوا کہئے | کسکو معشوق باوفا کہئے
کوئی آتا نہین نظر ایسا

ہوا جانے سے اوسکے فایدہ کیا | نہ رہے ہوش یار ہوش بجا

یہ بہی تقدیر کا مرے لکھا | خط کو دیکہ جواب خط نہ لیا

ہوگیا محو نامہ بر ایسا

ماہ رو ہے وہ مہر طلعت ہے | بحر خوبی در لطافت ہے
نور حق ہے خدا کی قدرت ہے | حور وش ہے فرشتہ خصلت ہے

نہین دیکھا کہین بشر ایسا

لطف عرفان ہے مجکو ہر شے مین | دیکھتا ہون بہار کو دی مین
شوق طاعت جو ہے رگ و پی مین | سجدے کرتا ہون شیشۂ می مین

باخبر ہون مین بیخبر ایسا

حرص دولت ہے کیا تہ گردون | عقل بہی مثل بخت ہے واژون
نکیا گڑ کے خاک مین یہ جنون | گنج ساتہ اپنے لے گیا قارون

ہو نہ کوئی حریص زر ایسا

دن کو تو اسقدر نہین ہے گزند | شب کو ایذا فراق مین ہے دوچند
ہون مین اتنا خدا سے حاجتمند | نہ گریبان شب سے ہو پیوند

چاک ہو دامن سحر ایسا

زرد چہرہ ہے چشم تر پرخون | اوسکی آزردگی ہے روز افزون
غم یہ ہر روز کب تلک کہاؤن | جی مین آتا ہے نام عشق نہ لون

پک گیا ہے مرا جگر ایسا

ہے دکان جوہری کی حسن اوسکا | کیسی کیسی رقم ہے بیش بہا
نہین جوہر شناس سے ہے ہمسلا | لب و دندان جو دیکھے ہمنے کہا

لعل اسے کہئے ہو گہر ایسا

طرفہ نیرنگیان ہین پیش نظر | ہے پریشان کتاب عقل بشر

سارے خرد و بزرگ ہین ششدر ۔۔۔ زلف کے بال اور وہ موی کمر
وہ مطول یہ مختصر ایسا +

ہین خفا مجھسے آشنا میرے ۔۔۔ طرفہ طالع ہین اے خدا میرے
کام آئیگا کوئی کیا میرے ۔۔۔ زخم دل کو جو ٹانکتا میرے
ہاتھ آیا نہ بخیہ گر ایسا +

سنلے جرار سے یہ ای موزون ۔۔۔ وہی موزون ہے جو ہے شئے موزون
لالہ ایسا نہ جام سے موزون ۔۔۔ داغ فرقت جو دل مین ہے موزون
نہین داغ دل قمر ایسا +

تقریظ رنگینہ قلم جادو رقم جناب رحمت الدولہ بہار الملک سید محمد نجف منظر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر نثار نظام بی عدیل و نظیر +

بعد حمد و سپاس ایزدی و نعت محمدی و منقبت حضرت علی واقف اسرار خفی و جلی مدققان دقیقہ رس اور روشن ضمیران صبح نفس پر ظاہر و باہر ہو کہ اس زمان سعادت توامان مین کہ مسیحای قدرت احیای نام اموات پر آمادہ ہے اور در رحمت حق روی طالبان کمال پر کشادہ ہے یہ کلام بیمثال اور دیوان رشک مقال شعرای ماضی و حال کہ ہر مضمون اسکا من قبیل عطیات ربانی ہے اور ہر لفظ اوسکا دلیل صنعت یزدانی ہے ہر نقطہ مانند خال رخ محبوبان عزیز دلہا مشتاق ہے یا مرکز دائرہ طبائع سخنوران

اتفاق ہے زبان پر اہل زبان قربان ہین بیان پر صاحبان بیان قد الصمد جان سخن
تصنیف جناب جبرا فیض آبادی شاعر بے نظیر ارشد تلامذہ جناب ملک الشعرا
تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر
سلمہ اللہ القدیر طبع ہو کر مشہور روزگار ہوا ہدیہ اہل دیار ہوا بیان صفات مصنف
امر محال ہے فی الحقیقت شاعر عدیم المثال ہے اب کسیقدر حالات مصنف کا
بیان ضرور ہے کہ جنکا دیوان ایسا مطلع نور ہے نام نامی انکا حسین بیگ
قوم مرزا تخلص جبرا تھا فی الواقع شاعر یکتای روزگار تھا عہد شباب سے
فن سپاہگری کا شوق تھا نام آوری کا ذوق تھا جوانمرد بہادر تھے بحر بہادری مین
بے بہا در تھے طبیعت قناعت پر آمادہ تھی فکر عبادت حد زیادہ تھی شعر زہے زور تن و زور طبیعت
باین زور آوری زور عبادت تمام عمر کسیکی آگے دست طمع دراز نہین کیا زہے
شان رزاقی اوسکی کہ گھر بیٹھے سب کچھ دیا طلب سے بجز خدائے عزوجل عار تھا
شعر صائب پر مدار کار تھا شعر دست طمع کہ پیش کسے کردہ دراز + پل بستہ
کہ بگذری از آبروی خویش + جبسے کہ حضرت اسیر کی خدمت مین حاضر ہوئے
رموز فن سے بخوبی ماہر ہوئے جب مشاعرہ مین شعر گرم سنائے بازار شعر سرد تھا
رخ معاصرین خجالت سے زرد تھا طبیعت نہایت عاشقانہ تھی ہر غزل مطبوع
طبائع اہل زمانہ تھی کیونکر نہو اسلیے کہ ساتھ طبیعت خداداد کے علم عربی و فارسی مین
خوب استعداد تھی ہر بابت یاد تھی کلام مین سقم کا نام نہین عیوب کا کچھ کام نہین
اوستاد سے نہایت الفت تھی اودہر سے بھی کثرت شفقت و عنایت تھی اوس
دلیل شفقت و محبت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب موصوف کا سن شریف تخمیناً قریب
ہفتاد سال آیا اور کمال نے اپنا رنگ دکھایا مرض تپ سے بہت ضعیف و نحیف
ہوے زیست سے ناامید ہو کر لکھنؤ سے راہی وطن شریف ہوے قضا کا

پیغام آیا کُلُّ نَفۡسٍ ذَائِقَةُ الۡمَوۡتِ کا مزہ چکھایا بروقت اختتام
عمر کہ پیمانہ حیات لبریز تھا اپنے فرزند ارجمند کو بلایا اور بکمال حسرت جو مناسب تھا
ارشاد فرمایا اول وصیت یہ تھی کہ میرا کلام کہ بسبب موانع چند در چند پریشان ہے حالانکہ
بمقدار دو سہ دیوان ہے نوبت جمع نہین آئی کہ قضا نے شکل دکھائی حضرت اوستاد
کی خدمت مین لیجانا اور یہ وصیت سناکر جنت نصیب ہوا المختصر بعد زمانہ مدید کہ جب کلام بہت پریشان
اور مفقود ہولیا اور کچھہ باقی رہا صاحبزادہ کو وصیت پدر یاد آئی بقیہ کلام خدمت بابرکت
اوستاد مین لائے اور کلمات وصیت سنائے جناب منشی صاحب کو نہایت افسوس ہوا
اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن زبان سے فرماکر دیوان لے لیا الحمد للہ کہ اسقدر
بھی خرابی سے بچگیا چونکہ امور دنیوی اور اصلاح شاگردان اور تصنیف وتالیف کلام
فیض بنیان سے اتنی مہلت نملتی تھی کہ اوسکو ملاحظہ فرمائین اور رنگ اصلاح دکھائین
مگر چونکہ خیال اونکی وصیت کا دل مین جاگزین تھا اور وہ اشارہ جو اس وصیت مین تھا دلنشین
تھا توجہ سے اصلاح فرماکر انتخاب فرمایا دیوان کو لاجواب فرمایا سبحان اللہ ایسے جامع الکمالات
قدسی صفات کہان ہین فخر جہان ہین جناب مجمع خلق ومروت صاحب دولت
وحشمت منشی والا شان عالی دودمان جناب منشی نول کشور صاحب مدظلہ العالی
مادام الایام واللیالی کی خدمت مین روانہ فرمایا اونھون نے بھی اپنی قدردانی کا
جلوہ دکھایا کہ حلیہ طبع پہنایا شعر ہر کار سے کہ ہمت بستہ گرد + اگر خاری بود گلدستہ گرد

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی محمد وآلہ واہلبیتہ اجمعین

قطعہ تاریخ از افکار جناب رحمت الدولہ بہار الملک سید محمد حنیف علیخان صاحب جنگ
بہا صولت جنگ متخلص بہ حکیم ابن اکبر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید ظفر علیخان صاحب

بہادر بہادر جنگ اسیر اوستاد مصنف دیوان

چہ دیوان جبر از مطبوع گشت	خوشا ثمرۂ انتخاب اسیر
پی سال طبعش نوشتم حکیم	زہے نامے فیض جناب اسیر ۱۲

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب فضل الدولہ مظفر الملک فضل علیخان صاحب بہادر شوکت جنگ افضل تخلص ابن جناب تہور الدولہ بہادر متخلص اسیر ظلہ العالی القدیر

از روز و ن ہوا طبع جو جبر کا دیوان	حسن دست نے شہرہ دیا شاد ہوا ہے
ہاتف نے یہ سال کہا مجھ سے یہ افضل	حق ہے کہ دیوان یہ بہت خوب چھپا ہے ۱۲

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب نواب ناصر الدولہ شاعر بے نظیر نواب اشرف الدولہ محمد سجاد علیخان صاحب بہادر اشرف جنگ فرزند ارجمند نواب ملکہ دوران شمس النساء عرف چھوٹی شاہزادی شاگرد جناب اسیر

نامہ مشکین شد جبر از بعد	طبع گردیدہ کلامش بے نظیر
بہر تاریخش چو سلطان کرد فکر	ہاتفی گفتہ ز ترتیب اسیر ۱۲۹۰

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع رشک قدسی و ظہیر تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خانصاحب بہادر بہادر جنگ اسیر

واہ کیا دیوان ہے جبر کا	تھا مرا استاگر میرا ہمزبان

طبع کی تاریخ ہے یہ اے اسیر
ہے یہ دیوان بوستان بے خزان

تمت ۱۲ ۹۰